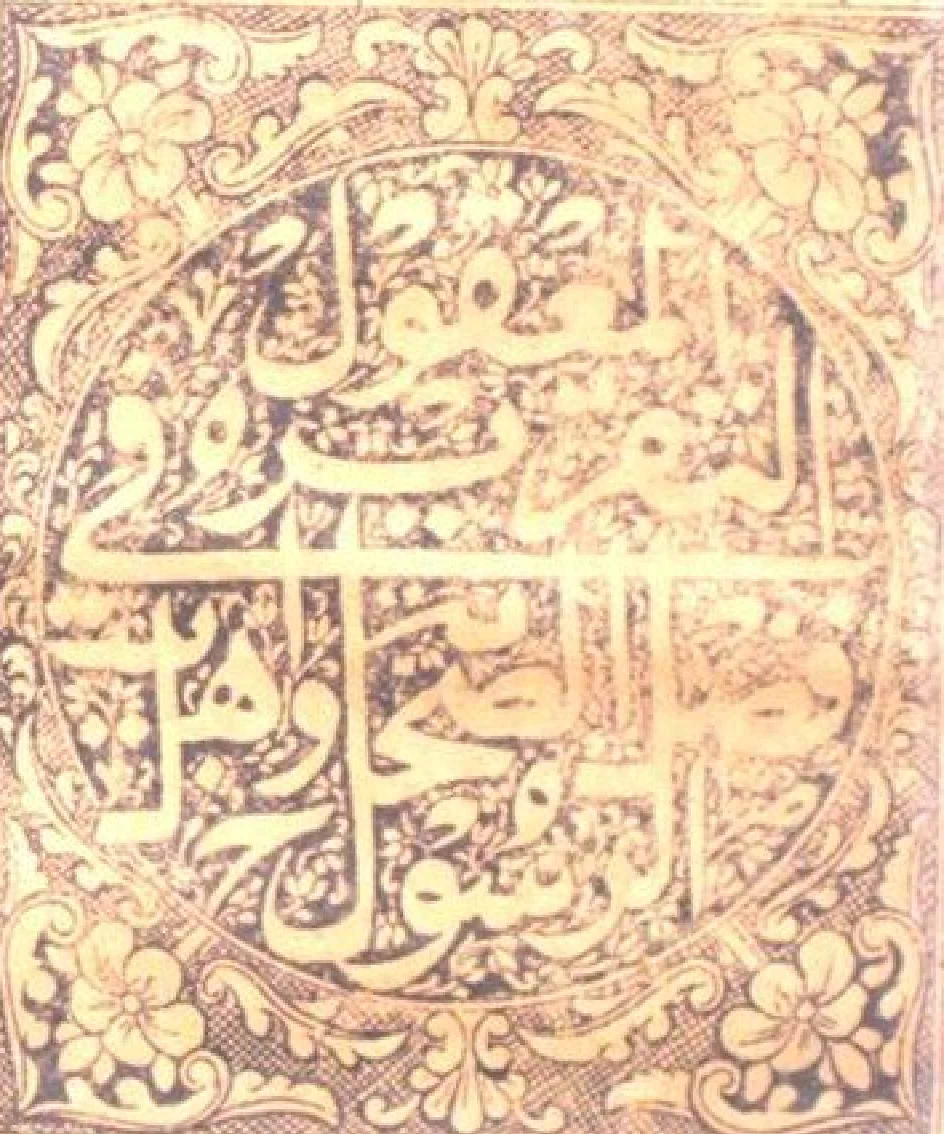
رضی اللہ عنہ وضواذ الملک المرتضی ربہ

بحکم محکم رئیس آسمان توقیر امیر کبیر ذوالعظمۃ والاجلال
جناب نواب سید عطا حسین بہادر دام اللہ بالنصر والاقبال

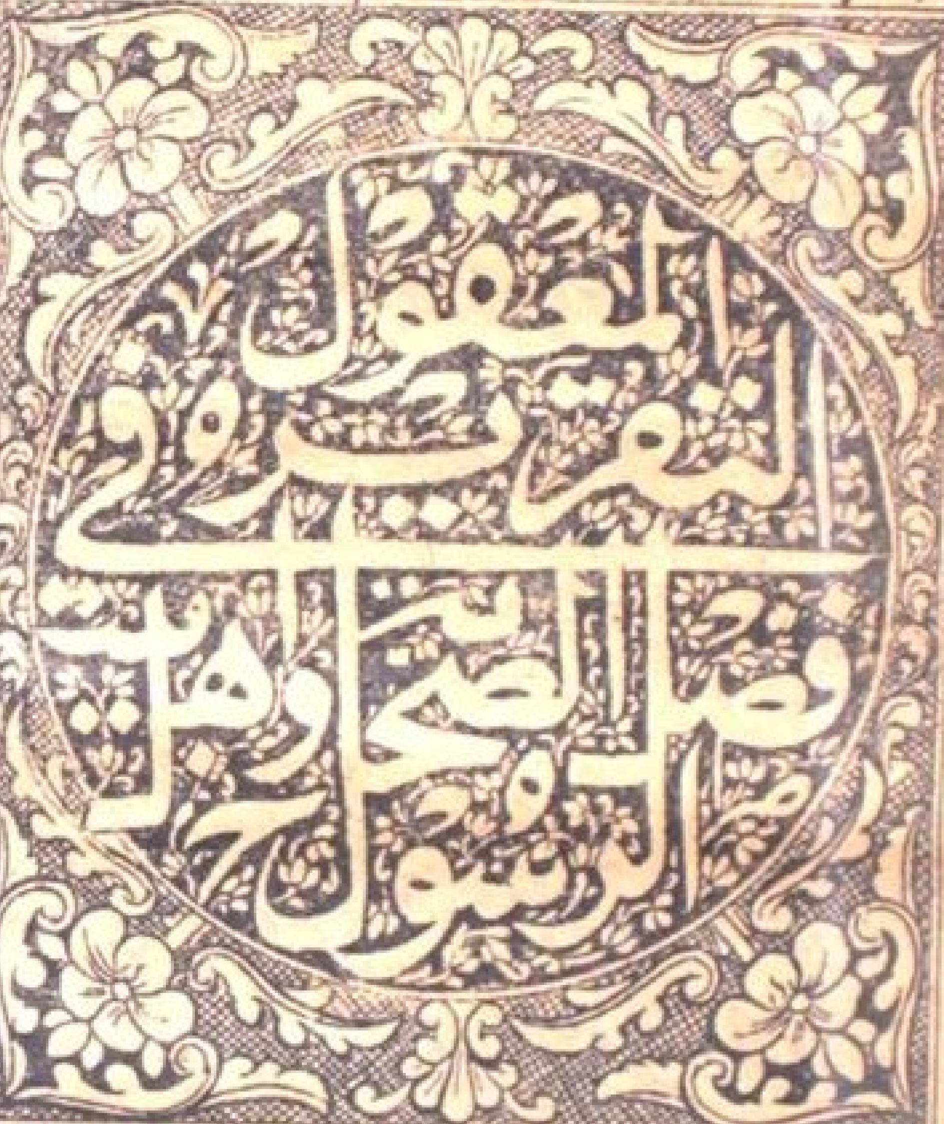


تصنیف محقق معقول و المنقول ناقد فروع و اصول
فخر العلماء الکرام حکیم مولوی محمد قادر بخش صاحب ساکن سہسرام

در مطبع سامی محمدی باہتمام [illegible] بزیور طبع آراستہ شد [illegible]

رضی الله عنهم و رضوا عنه ذلک لمن خشی ربه

بحکم حکم رئیس آسمان توقیر امیر کبیر ذو العظمة والاجلال
جناب راجه سید عطا حسین بهادر دام الله بالنصر والاقبال



تصنیف محقق معقول و منقول نافذ فروع و اصول
فخر علماء کرام حکیم مولوی محمد قادر بخش صاحب ساکن سهسرام

در مطبع سامی محمدی باهتمام محمد نیغ بهادر طبع شد

فہرست مضامین ضروریہ رسالہ تقریر معقول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی نور قلوبنا بانوار العرفان والایمان والاسلام ونجانا من مہالک الشکوک
والاوہام اشہد انہ لا الہ الا ہو وحدہ لا شریک لہ شہادۃ موصلۃ الی دار السلام واشہد
ان سیدنا ونبینا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ وصفیہ الہادی للانام والمنقذ من شفا حفرۃ
الضلالۃ والآثام اللہم صل علیہ وعلی آلہ وصحبہ الغر الکرام وعلی من تبعہم وسلک علی
مسلکہم واقتدی بہدیہم الی یوم القیام اما بعد عزلت گزین کمین گمنامی سرگشتۂ تیہ
حرمان وناکامی محمد قادر بخش سہسرامی تجاوز اللہ عن ذنوبہ الجلیۃ والخفیۃ
بکرمہ الوفی ولطفہ السامی بخدمت ارباب علم وفطنت واصحاب فضل وخبرت سالکان
مسلک اہل سنت شیفتگان ذکر فضائل صحابہ و اہلبیت خاتم رسالت مظہر حقیقت ہیکہ
کہ ہنگام قیام ناکام بمقام گھگر صانہ اللہ عن موجبات الشر والاذی بذریعہ حضوری
دربار والا تبار ابہت وبسالت وثار ریاست وایالت شعار شیر بیشۂ جلادت نیر سماے
سخاوت کیوان جاہ شوکت پناہ عالی نسب والا حسب محب ارباب علم وسداد
ہادم اساس جور وفساد مروج سنن رسول الثقلین متبع طریقہ ہادی خافقین جناب
راجہ سید عطا حسین صاحب رئیس و والے پرگنہ سورجاپور لا زال شموس اقبالہ
بازغۃ الی یوم النشور چند بار ثبوت بیشتر فضائل اہلبیت علی الخصوص مناقب حضرت
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور تنقیح معنی فضلیت بہ ترتیب خلافت مین جدال وتکرار ہوکر

اور بسیاری روایات سے جو بیان فضائل حضرت علی مرتضی اور فاطمۃ الزہرا و حضرت امام حسن و امام حسین سلام اللہ علیہم اجمعین مین مندرج کتب معتبرۂ اہل سنت مین اکثر عوام و خواص و بعضی احباب ذوی المجد والاختصاص کو ناواقف اور بوجہ ناواقفی کے ناہج منہج انکار پایا اور چونکہ یہ امر خلاف مسلک اہل سنت و جماعت و موجب شناعت و غوایت تھا احقاق حق ناگزیر ہوا اور فضائل جملہ اہلبیت خصوصاً مناقب صحیحہ حضرت علی مرتضی کا بسند کتب معتبرہ بغرض ازالۂ شبہات مستقرہ معرض تحریر مین لانا ضروری جانا اور نظر برین ہرچند اصل مدعا صرف نشر فضائل اہل عبا تھا ولیکن چونکہ اقتصار او سپر گونہ مشابہت ساتھ طریق فرقۂ مخالفہ کے رکھتا تھا بمود ای اتقوا مواضع التہم کے اجتناب اوس سے اہم اور اضافۂ فضائل حضرات صحابہ لاسیما ابراز فضائل و خصائص خلفای ثلثہ کا قبل تحریر اصل مدعا کے متحتم سمجھا اور باہمہ کلفت اور انقباض قریحت اور علالت طبیعت قلم اوٹھایا اور بکمال سرسری و عجلت یہ رسالہ وافیہ و عجالۂ شافیہ مشتمل اوپر ایک اعتذار اور تمہید مرام اور چند مقاصد و فوائد واجبۃ الاعلام کے لکھا اور نام اسکا التقریر المعقول فی فضائل الصحابۃ واہلبیت الرسول رکھا اور چونکہ یہ رسالہ ہدیۂ خدمت عالی زمان والا رتبت جناب راجہ موصوف امد اللہ ظلال نوالہ بالرفعۃ والحشمۃ کیا گیا لاجرم ملقب بہ تحفۂ عطائیہ فی نشر مآثر النفوس القدسیہ گروانا خالق کائنات اس بات مرجاۃ کو بہ برکت ذکر خیر صحابۂ اخیار و اہلبیت اطہار کے قبول فرماوی اور زلت قلم و قدم سی تحقیق مرام و سوق کلام مین مناص بخشی وہو المستعان وعلیہ التکلان اعتذار بخدمت ناظرین ذوی الابصار مشتمل بر چند امور واجبۃ الاظہار

ول بمواقع زلت وخطا صفح جمیل کا امیدوار ہون اور بصورت فاحش ہونے
خطا کے اصلاح واطلاع وہی کا خواستگار دوہم انشاء اللہ تعالی اس رسالے مین
وئی امر خلاف مذہب اعلی ومشرب اہل سنت وجماعت کے جسکا مین متبع ہون
ہر اوسی پر حسن خاتمت کی رجا رکھتا ہون ملاحظہ ناظرین سے نہین گذریگا اور اگر
اش کسی مقام پر بوجہ حدت تردید مزعومات منکرین فضائل اہلبیت سلام اللہ علیہم
ے خیال نرہا ہو اور سبقت قلمی باعث خروج کے دائرہ توسط سے ہو گئی ہو تو اوس سے
قیر کو مستغفر سمجھیں ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا محمول اوپر سوء عقیدت
قیر کے نفرمائین سوم اس دیار مین کتب معتمدہ حدیث وسیر عنقا اور نام ونشان
ر مستند او معتبرہ کا مفقود ونا پید ہی بنا علیہ اکثر مضامین تو اپنے خیال ویاد پر
ی اور بعضی فوائد جو السنہ حضرات اساتذہ ادام اللہ ظلال فیوضہم علینا سے وقت درس
ی اور یاد تہی درج کیے اور بعض بعض کتابین ضروری جو شامل ہین کسیقدر مضمون
س سے ملتقط کیا ہین جسقدر مضامین اپنے یاد پر لکہی اونمین اگر مصیب ہون تو امید
کی رکھتا ہون والا مستدعی مغفرت بدرگاہ صمدیت ہون چہارم چونکہ حسب قرارداد
ور محدثین واہل سیر بمقام فضائل اعمال ورجال احادیث ضعیفہ غیر شدیدۃ الضعف کا
قل وبیان کرتا ہون تصریح ضعف کے روا ہی چنانچہ انسان العیون سے
رۃ الامین المامون مین مرقوم ہی لا یخفی ان السیر تجمع الصحیح والسقیم والضعیف والبلاغ
مرسل والمنقطع والمعضل دون الموضوع وقد قال الامام احمد وغیرہ من الائمۃ
ا روینا فی الحلال والحرام شددنا واذا روینا فی الفضائل ونحوہا تساہلنا انتہی اور
ر امام نووی مین مرقوم ہی قال العلماء من المحدثین والفقہاء وغیرہم یجوز ویستحب

فـ

حسب قرارداد محدثین فضائل اعمال ورجال مین احادیث ضعیفہ کا نقل وبیان کرنا روا ہی

العمل فی الفضائل والترغیب والترہیب بالحدیث الضعیف مالم یکن موضوعا انتہی
اور حافظ جلال الدین سیوطی رسالہ المقامۃ السندسیہ فی النسبۃ الشریفۃ المصطفیہ مین
لکھتے ہین مازال اہل العلم والحدیث فی القدیم والحدیث یروون ہذا الخبر ویجعلونہ فی عداد
الخصائص والمعجزات ویدخلونہ فی حیز المناقب والکرامات ویرون ان ضعف اسناد
فی ہذا المقام مغتفر وان ایراد مالیس بصحیح فی الفضائل والمناقب معتبر انتہی اور امام
نووی نے تقریب مین لکھا ہی یجوز عند اہل الحدیث التساہل فی الاسانید الضعیفۃ
وروایۃ ماسوی الموضوع من الضعیف والعمل بہ من غیر بیان ضعفہ فی غیر صفات
اللہ والاحکام انتہی بناءً علیہ حقیر نے التزام اس امر کا کہ جو احادیث اس سلسلے مین بہ بیان
فضائل ومناقب منقول ہون صحیح یا حسن ہی ہون نہین کیا البتہ ایراد خبر موضوع سے
بشرط علم موضوعیت اجتناب کیا ہی جو لوگ کہ بوجہ ناواقفی کے اصول حدیث وقواعد
مقررۂ علماء محققین سے ہر روایت فضیلت صحابہ واہلبیت کی سند مثل سند اخبار
احکام کے چاہتے ہین اور بدون اوسکے انکار کرتے ہین اور بیان کرنیوالے پر
اوسکے طعن وتشنیع کرتے ہین اون لوگون کو عبارات منقولہ سے عبرت پکڑنا چاہیے
اور اپنے خیال باطل سے تائب ہونا چاہیے کہ حجت تمام ہوگئی اور جگہ عذر کی باقی
نرہی **پنجم** چونکہ منشاء تالیف رسالۂ ہذا کا ازالہ شبہات منکرین بیشتر فضائل حضرات
اہلبیت رسول خیر البریہ کا ہوا ہی جیسا کہ صدر سے لائح ہوچکا بناءً علیہ اگر بمقام بیان
فضائل اہلبیت تطویل کلام واشباع مرام ہو تو اوسکو کسی محل تشنیع پر محمول نہین
کرنا چاہیے کہ راقم عن جد سنت وجماعت ظاہرا وباطنا بفضل الہادی الشکور ہون
اور عقائد مفرطین اور مفرطین سے قطعاً بیزار ونفور واللہ علیم بذات الصدور

ف — تمہید در امر حادی در عقائد اہل تسنن و شیعہ و خوارج بخصوص فضل صحابہ و اہلبیت

تمہید ہمرا ہم جاننا چاہیے کہ طریقۂ اہل سنت بخصوص عقیدت فضل صحابہ و اہلبیت
بین بین مذہب شیعہ و خوارج کے ہی اسلیے کہ ارباب تشیع فضائل اہلبیت کے تو
قائل بلکہ بجانب افراط مائل ہین مگر فضل صحابہ باستثناء اعیان عدیدہ اون لوگونکے
نزدیک ثابت نہین اور عقیدہ خوارج کا عکس اسکے واقع ہی کہ وہ لوگ فضل صحابہ
کے معتقد اور اس امر مین طریق اہل سنت کے سالک ہین لیکن بباعث فساد اعتقاد
اور عناد با اہلبیت ذوی المجد والرشاد کے گرفتار مہالک ہین علی الخصوص حضرت
علی مرتضی خامس آل عبا کے دشمن اور اس امر مین مخالف اہل تسنن ہین اور
مذہب اہل سنت وہی ہی جو طریق صحابہ و اہلبیت تھا کوئی امر حادث و مخترع نہین ہی
کہ اوسکے حدوث کی کیفیت لکھنے کی حاجت پڑے باقی رہے طرفین مفرطین و مفرطین
اونمین سے کیفیت حدوث مذہب شیعہ کی مشہور و زبان زد ہی اور بھی متعلق کیفیت
حدوث اوسکے کوئی امر مقصود نہین ہی لہذا روما للاختصار قلم انداز کرکے فی الجملہ حال
خروج خوارج معرض تحریر مین لاتا ہون کہ اوسپر ایک امر واجب الاطلاع کے تفریع
موقوف ہی پس جاننا چاہیے کہ جب جنگ صفین مین اہل شام کو اندیشہ مغلوبیت کا
ہوا بغرض اشعار اس امر کے کہ ہم اور تم دونو قرآن مجید پر عمل کرین اور بمؤدای
نصوص قرآنیہ جو حق معلوم ہو اوسکو قبول کرلین اور جنگ سے باز آوین مصاحف کو
نیزون پر بلند کیا یہ امر باعث موقوفی جنگ کا ہوا اور حضرت علی اور حضرت معاویہ
دونو اوپر ثالثی کے راضی ہوے اوسوقت کئی ہزار شخص کو جو داخل لشکر حضرت علی
کرم اللہ وجہہ تھے نظر بظاہر معنی بعضے آیہ کے شبہ ہوا اور قبول ثالثی کو خلاف حکم آلہی
اور حضرت علی مرتضی کو موقوفی جنگ اور قبول امر ثالثی مین خاطی و گمراہ بلکہ کافر

ف — کیفیت حدوث خوارج مجملاً بقدر ضرورت

سمجھکر آمادہ خروج ہوئے اور لشکر حضرت علی مرتضی سے خارج ہو کر صف آرا ہو گئے اوسوقت حضرت علی مرتضی نے حضرت ابن عباس کو واسطے فہمایش اون لوگون کے بھیجا حضرت ابن عباس رضؓ نے باستناد آیۂ قرآنی تقریر رفع شبہہ کے فرمائی اور بہت کچھ سمجھایا مگر اکثرون کی سمجھ مین نہ آیا صرف تھوڑے آدمیون نے ہدایت پائی اور اصل حقیقت کو سمجھکر خروج سے توبہ کی مابقی اکثر تحت شمشیر حیدری آئے اور زیروزبر ہوئی اوسوقت معجزہ حضرت نبوی جسکی خبر آپنے پہلے سے دی تھی ظاہر ہوا اور جو حلیہ آپنے ایک شخص کا خوارج سے بتلایا تھا وہ سب نمایان ہو گیا اور یہ قتل خوارج حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حقیت پر شاہد عادل ٹھرا اسواسطے کہ صحیح مسلم مین مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات مین اپنے فرما گئے تھے کہ ایک وقت مین امت ہماری دو فرقہ ہو جائیگی اوسوقت اونمین سے ایک تیسرا فرقہ خارج دین نکلیگا قتل کریگا اوسکو اون دو فریق سے وہ فرقہ جو اولی بالحق ہوگا لفظ حدیث یہ ہی یکون فی امتی فرقتان فتخرج من بینہما مارقۃ یلی قتلہم اولاہم بالحق اور اسی حدیث اور امثال سے اسکی احزاب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا غیر مصیب اور برسر بغاوت ہونا بھی ظاہر ہو گیا ولیکن چونکہ وہ لوگ متاول تھی اور گرفتار خطای اجتہادی جو معفو ہوتی ہی ہو گئے تھے دائرہ ایمان سے خارج اور مستوجب لعن وطعن نہین ہوسکتی چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین قولہ صلی اللہ علیہ وسلم تقتلہم اولی الطائفتین الی الحق وفی روایۃ اولی الطائفتین بالحق ہذہ الروایات صریحۃ فی ان علیا رضی اللہ عنہ کان ہو المصیب المحق والطائفۃ الاخری اصحاب معاویۃ کانوا بغاۃ متاولین وفیہ التصریح بان الطائفتین مومنون لایخرجون بالقتال عن الایمان ولا یفسقون

ف قتل خوارج سے مسئلہ حقیت حضرت علی مرتضی ہونیکا بیان

وہذا مذہبنا ومذہب موافقینا انتہی مختصراً بقدر الحاجۃ اور بھی جن احادیث مین خبر دینا
آنحضرت کا احوال خوارج سے مذکور ہی اونمین یہ جملہ موجود ہی لئن ادرکتہم لاقتلنہم قتل
ثمود اور بعضی روایات مین آیا ہی فاذا لقیتموہم فاقتلوہم فان فی قتلہم اجرا لمن قتلہم
عند اللہ یوم القیمۃ یعنی اگر ہم پاتے خوارج کو تو قتل کرتے مثل قتل ثمود کے کہ نام
ونشان باقی نہین رہتا اور اگر تم لوگ خوارج کو پاؤ تو قتل کرو اسواسطے کہ جو شخص قتل کریگا
اس فرقے کو وہ بروز قیامت اجر پاویگا پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات پاک سی
ظہور ارادہ نبویہ کا بخصوص قتل واستیصال خوارج کے ہوا اور بوجہ قتل کرنے خوارج
کے آپکا مستحق اجر وثواب ہونا بنص حدیث ثابت ہوا اسقدر حال ملتقطاً صحیح مسلم سے
لکھا گیا جسکو حال تفصیلی خروج خوارج اور شناعت ومذمت کا اس فرقے کے دریافت
کرنا ہو وہ صحیح مسلم مین دیکھے کہ اونمین بہت تفصیل کے ساتھہ احادیث مظہرہ شناعت
خوارج مروی ہین اب جاننا چاہیے کہ جسقدر احوال خروج خوارج کا لکھا گیا اوس سے
منشاء خروج خوارج کا صلح کرنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اور قبول ثالثی اور موقوف
کرنا جنگ کا پڑا تھا نہ جنگ وجدال جیسا کہ بعضی اماجد نے سمجھا ہی اور وقوع جنگ
میان حضرت علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما کو منشاء خروج خوارج سمجھکر لکھا ہی خوارج
حضرات خلفای ثلثہ یعنی ابو بکر وعمر وعثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت مانند
سنت وجماعت کے قبول کرتے ہین جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ
رضی اللہ عنہ کو لڑائی کرنے مین پایا اپنے کو اطاعت سے خلیفہ کے الگ کر لیا بلکہ
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بد کہنے لگے انتہی اس مقام پر بعضی عبارات کتب معتبرہ کی
نقل کیے دیتا ہون جس سے موقوفی جنگ وقبول تحکیم کا باعث خروج خوارج پڑنا

فائدہ: نیک فرجام ہونا حضرت علی کرم اللہ وجہہ بنص حدیث مستحق اجر وثواب ہوئی

فائدہ: ذکر منشاء خروج خوارج کا جسکا بیان بعضی اعیان نے غلط سمجھا ہی

فائدہ: نقل عبارت بعضی اعیان کی جنھون نے بیان منشاء خروج خوارج مین غلطی کی ہے

بصراحت تمام معلوم ہو جائیگا شرح مقاصد میں مرقوم ہے المارقون ہم الذین نزعوا الید
عن طاعة علی ما بالیعوه و ما تابعوه فی حرب اہل الشام زعما منہم انہ کفر حیث رضی بالتحکیم
وغایتہ متشبثہم ان اللہ تعالی اوجب القتال بقولہ تعالی فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ الی امر اللہ
فلا یجوز العدول عنہ الی التحکیم انتہی ملخصا وملتقطا اور تاریخ الخلفاء میں مسطور ہے ثم انصرف
الی الکوفة ثم خرج علیہ معاویة بن ابی سفیان ومن معہ بالشام فبلغ علیا فسار فالتقوا
بصفین فی صفر سنة سبع وثلثین ودام القتال بہا ایاما فرفع اہل الشام المصاحف
یدعون الی ما فیہا مکیدة من عمرو بن العاص فکرہ الناس الحرب وتداعوا الی الصلح وحکموا
الحکمین فافترق الناس ورجع معاویة الی الشام وعلی الی الکوفة فخرجت علیہ الخوارج من
اصحابہ ومن کان معہ وقالوا لا حکم الا للہ وعسکروا بحروراء انتہی ملتقطا بقدر الحاجة
اور علامہ عبد العزیز احمد بن محمد علاء الدین بخاری رحمہ اللہ کتاب التحقیق شرح حسامی میں
لکھتے ہیں المخالفة لما تحکمت بین علی ومعاویة رضی اللہ عنہما وکثر القتل والقتال بین
المسلمین جعل اصحاب معاویة المصاحف علی روس الرماح وقالوا لاصحاب علی رضی اللہ
عنہ بیننا وبینکم کتاب اللہ تعالی یدعوکم الی العمل بہ فاجاب اصحاب علی رضی اللہ عنہ الی ذلک
وامتنعوا عن القتال ثم اتفقوا علی ان یاخذوا حکما من کل جانب فمن اتفق الحکمان علی
امامتہ فہو امام وکان علی رضی اللہ عنہ لا یرضی بذلک حتی اجتمع علیہ اصحابہ فوافقہم علیہ
فاختیر من جانب معاویة عمرو بن العاص وکان داہیا ومن جانب علی رضی اللہ عنہ
ابو موسی الاشعری رضی اللہ عنہ وکان من شیوخ الصحابة. فقال عمرو لابی موسی
الاشعری نعزلہما او لا ثم نتفق علی واحد منہما فاجابہ ابو موسی الاشعری الیہ ثم قال لابی
موسی الاشعری انت اکبر سنا منی فاعزل علیا او لا عن الامامة فصعد موسی المنبر وحمد اللہ

تعالیٰ واثنی علیہ ودعا للمومنین والمومنات وذکر الفتنۃ ثم اخرج خاتمہ من اصبعہ وقال
اخرجت علیاً عن الخلافۃ کما اخرجت خاتمی من اصبعی ونزل ثم صعد عمرو المنبر فحمد
اللہ تعالیٰ واثنی علیہ ودعا للمومنین والمومنات وذکر الفتنۃ ثم اخذ خاتمہ وادخلہ فی اصبعہ
وقال ادخلت معاویۃ فی الخلافۃ کما ادخلت خاتمی ہذا فی اصبعی فعرف علی رضی اللہ عنہ
انہم افسدوا علیہ الامر فخرج علی علی رضی اللہ عنہ قریب من اثنی عشر الف رجل من عسکرہ
زاعمین ان علیاً کفر حین ترک حکم اللہ تعالیٰ واخذ بحکم الحکمین فہولاء ہم الخوارج الذین تفرقوا
فی البلاد انتہی بقدر الحاجۃ ہرگاہ حال عقیدہ خوارج وشیعہ کا بخصوص صحابہ واہلبیت کے معلوم
ہو چکا میں ہوں مذہب اہل سنت کا جو سابقاً مجملاً حیز تحریر میں آیا اوسکو بوضاحت
ذہن نشین کر لینا چاہیے توضیح اوسکی یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت نہ مثل خوارج کے معاند
اہل بیت ہیں نہ مثل شیعہ کے محقر شان صحابہ ہیں بلکہ جیسا کہ حسن عقیدت ساتھ تمامی
صحابہ کے رکھتے ہیں محبت وحسن عقیدت ساتھ سائر اہلبیت کے بھی لازم وواجب
جانتے ہیں اور جسطرح تنقیص شان صحابہ اہل سنت کے نزدیک موجب زیغ وضلال
ہے اوسی طرح ادنی عناد وکسر شان اہلبیت بھی موجب نکال ووبال ہے نور الانوار میں تحت
شرح معنی صراط مستقیم وبیان مصداق اوسکے لکھا ہے الصراط المستقیم ہو الصراط الذی
یکون علی الشارع العام ویسلکہ کل واحد من غیر ان یکون فیہ التفات الی شعب الیمین
والشمال وہو الذی یکون معتدلا بین الافراط والتفریط وہذا صادق علی عقائد السنۃ
والجماعۃ فانہا متوسطۃ بین الجبر والقدر وبین الرفض والخروج وبین التشبیہ والتعطیل
والذی فی غیرہا انتہی حضرت استاذ الاستاذ الحافظ الحاج مولانا عبد الحلیم ادخلہ اللہ جنۃ
النعیم قمر الاقمار میں افادہ فرماتے ہیں قولہ بین الرفض والخروج الروافض رفضوا اکثر

فیصلہ بمذہب اہل سنت وجماعت جملہ صحابہ واہلبیت واجب التعظیم والتکریم ہیں اور تحقیر ہر ایک کی ان دونوں میں سے موجب ضلالت ونکال ہے

الصحابة وانكروا امامة الشيخين والمسح على الخفين وسبوا معاوية واحزابه فهم افرطوا في محبة علی کرم اللہ وجہہ والخوارج فرطوا فی محبتہ حتی خرجوا عن الطریقۃ القویمۃ وحاربوا مع علی رضی اللہ عنہ وشتموا اصہارہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واہل السنۃ والجماعۃ کفوا اللسان واتفقوا بان الصحابة كلهم عدول الامة وخيارها والادلة في علم الكلام انتهى اور مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ تحفہ اثنا عشریہ مین بجواب کید بست وچہارم کے افادہ فرماتے ہین اہل سنت اجماع دارند برآنکہ محبت اہلبیت کلہم بر ہر مسلم ومسلمہ فرض ولازم وداخل در ارکان ایمان است ودر فضائل اہلبیت جمعا وفرادی بہ تصانیف پرداختہ ومناقب ایشان را روایت نمودہ وعمرہا با نواصب مروانیہ وعباسیہ درین مقدمہ برخاش کردہ طائفہ از ایشان مثل سعید بن جبیر ونسائی شہید شدند وطائفہ اذیت ورنج بسیار کشیدند انتہی بقدر الحاجۃ پس ہم لوگ اہل سنت کو لازم ہی کہ دونو جانب کا لحاظ موافق عقیدہ مقتدایان اپنی رکھین اور افراط وتفریط سے باز رہین عجائب قدرت ایزدی سے یہ امر ہی کہ عدو سنی وحب علی کا ایک ہی جس سے سنی کا محب علی ہونا لطیفہ نمایان اور موجب ازدیاد عرفان اہل ایقان ہی

مقصد اول

بیان فضائل عامہ صحابہ کرام علیہم رضوان الملک العلام مین اکثر آیات قرآنی فضل عامہ صحابہ پر بصراحت واشارت جلی دال ہین کہ انصافا کسی اہل علم کو اوس سے انکار نہین ہو سکتا منجملہ اوسکے بعض آیات بنظر نزہت طبع ناظرین نقل کرتا ہون فرمایا اللہ جل شانہ نے سورہ آل عمران مین فالذین ہاجروا واخرجوا من دیارہم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنہم سیاتہم ولادخلنہم جنات تجری من تحتہا الانہار الآیۃ حاصل مطلب اس آیہ کریمہ کا یہ ہوا کہ جن لوگون نے ہجرت کی

ف عدو سنی و محب علی کا ایک ہی

اور گھرونسے اپنے نکالے گئے اور میری راہ مین ایذا دیے گئے یعنی بوجہ قبول کرنے دین
اسلام کے انواع اذیت وتکلیف دہی کفار مین مبتلا ہوئے اور لڑے ساتھ کفار کے اور
قتل کیے گئے ہر آئینہ بخشدینگے ہم گناہونکو اونکے اور داخل کرینگے اون لوگونکو بہشت مین
جسکے نیچے نہرین جاری ہین اس آیہ کریمہ سے مغفور ہونا مہاجرین کا اور موعود بہ ادخال جنت
ہونا اون لوگونکا ثابت ہوا اور سورۂ انفال مین ارشاد رب العباد ہے والذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا
فی سبیل اللہ والذین آووا ونصروا اولئک ہم المومنون حقا لہم مغفرۃ ورزق کریم یعنی جو لوگ کہ
ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیے راہ خدا مین اور وہ لوگ کہ جگہ دی اون لوگون نے مہاجرین کو
اور مدد کی پیغمبر خدا کی ہر طرح سے وہ لوگ مومن ہین حقا اور یقینا واسطے اون لوگونکے مغفرت ہے
اور روزی نیک ہے جنت مین اس آیہ پاک سے تمامی مہاجرین و انصار کا کامل الایمان اور مغفور اور
مستحق نعمتہاے بہشتی ہونا ثابت ہوا اور فرماتا ہے حق سبحانہ تعالی شانہ سورۂ براءۃ سیپارۂ واعلموا مین
الذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ہم الفائزون
یبشرہم ربہم برحمۃ منہ ورضوان وجنات لہم فیہا نعیم مقیم خالدین فیہا ابدا ان اللہ عندہ اجر عظیم یعنی جو لوگ
ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیے راہ خدا مین اپنے مال وجان سے وہ لوگ اعظم ہین از روی درجہ
عند اللہ یعنی خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ رکھتے مین اور وہ لوگ ہین پہنچے ہوئے منزل مقصود پر خوشخبری
دیتا ہے اون لوگونکو رب اون لوگونکا ساتھ رحمت اپنی اور خوشنودی کامل اور بہشتون کے کہ ہے
اونمین نعمت دائمی غیر منقطع کہ کبھی نہ گھٹیگی اور وہ لوگ اونمین ہمیشہ رہ کر نعمتہاے مستمرہ سے
نفع اوٹھاوینگے اور نزدیک خدا کے واسطے اون لوگونکے ثواب عظیم ہے اور سورۂ براءۃ سیپارۂ
یعتذرون مین ہے والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ
عنہم ورضوا عنہ واعد لہم جنات تجری تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا ذلک الفوز العظیم حاصل مطلب آیہ کا

یہ ہوا کہ سابقین اولین مہاجرین وانصار سے یعنی وہ صحابہ کہ سبقت کی اون لوگون نے
قبول کرنے مین ایمان کے اور ہجرت کی اور نصرت دین مین رہی اور وہ لوگ کہ پیروی
کی اون لوگون نے سابقین کی نیکی یعنی ایمان وطاعت مین یعنی وہ صحابہ کہ بعد
مہاجرین وانصار سابقین کے داخل ایمان ہوئے اور سابقین کی راہ پر چلے راضی
اور خوشنود ہوا اللہ جل شانہ اون سب لوگون سے اور راضی وخوشنود ہوئے وہ لوگ
خدا سے اور موجود کر رکھین ہین خدا نے واسطے اون لوگون کے بہشتین کہ جاری ہین نیچے
درختان یا منازل اونکی کے نہرین ہمیشہ رہینگی وہ لوگ بہشتون مین یہ مرتبہ بزرگ ہی
انتہی حاصل معناہ ان آیات سے معلوم ہوا کہ مہاجرین وانصار اور اونکے سوا اور
جسقدر صحابہ تھے سبکا رتبہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہی اور سب موعود بدخول جنت
ہین اور اللہ جل شانہ اون سب لوگون سے راضی ہی بس غیر انبیا کے لیے اس سے
زیادہ کیا فضل ورتبہ ہوگا کہ خود پروردگار عالم ان بزرگان کے شان مین اظہار
رضامندی وخوشنودی فرماتا ہی اور علو درجت اونکے اور وعدہ ادخال جنت کی خبر دیتا ہی
ان نصوص سے معلوم ہوا کہ رتبہ جملہ صحابہ کا بہت بڑا ہی اور اگر کسی سے بمقتضای
بشریت گاہی صدور زلت وخطا کا ہوا ہی وہ بنص قرآنی مغفور ہی اور ذوات عالیات
اون بزرگان کے الزام ومواخذہ اخروی سے بری ہین اور اس قسم کے آیات قرآن
پاک مین بہت ہین بنظر اختصار صرف نقل چند آیات پر اقتصار کیا ہر گاہ فضائل
مہاجرین وانصار ودیگر عامہ صحابہ بنص آیات منقوش اذہان ناظرین ہو چکے اوسی سے
فضیلت خلفاء اربعہ راشدین حضرت ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضوان اللہ علیہم
اجمعین کی بھی معلوم ہوگئی کہ یہ چارون بزرگوار بھی زمرۂ مہاجرین مین داخل ہین

ف — از آیات منقولہ سے جملہ مہاجرین وانصار کا مغفور ہونا داخل بہشت ہونا ثابت ہوا

فصل
تفسیر بعض اون آیات کی جو خاص بیان فضائل خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم مین نازل ہوئی ہین

بناءً علیہ جو جو فضائل عامۂ مہاجرین کے بنص آیات واحادیث ثابت ہونگے اون سب فضائل کی مصداق ذوات تقدس سمات ان چارون رکن خلافت کی بھی ٹھریگی ولیکن خاص خاص آیتین بھی بیان فضائل ومناقب ان بزرگوار مین وارد ہین جس سے کمال عظمت ان چارون بزرگون کی ہویدا ہوتی ہی منجملہ اون آیات کے آیہ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار الآیۃ اور آیہ وسیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی ہی کہ خاص شان مین حضرت ابوبکر صدیق کے نازل ہوئی ہی اور یہ دو نو آیہ دو گواہ عادل ہین اوپر کمال جانفشانی حضرت صدیق کے اشاعت اسلام اور انفاق مال اور حفاظت رسول رب متعال مین اور اسی آیہ وسیجنبہا الاتقی سے بانضمام مضمون آیہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کے افضل واکرم عند اللہ ہونا حضرت ابوبکر کا سائر ناس وجملہ صحابہ سے ثابت ہوتا ہی توضیح مرام یہ ہی کہ اللہ جلشانہ نے آیہ وسیجنبہا الاتقی مین حضرت ابوبکر پر اطلاق اتقی کا فرمایا جس سے حضرت صدیق کا ازید فی التقوی اور دوسرون سے زیادہ متقی ہونا ثابت ہوا اور آیہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم سے معلوم ہوتا ہی کہ جو شخص صفت تقوی مین بڑھکر ہوگا وہ اللہ کے نزدیک بزرگ زیادہ ٹھریگا پس ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ بزرگ عند اللہ ہین اور یہی عقیدہ ہی اہل سنت کا کہ حضرت ابوبکر صدیق رض کو تمامی صحابہ سے افضل واکرم جانتے ہین علی ہذا آیہ یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین بیان عظمت شان فاروقی مین نص جلی ہی کہ اللہ جل شانہ اس آیہ کریمہ مین حضرت عمر کو واسطے اشاعت اسلام اور استیصال کفار ومعاندین رسول فی علا الاحترام واعانت دین متین ورفاقت سید المرسلین کے کافی وبس ارشاد فرماتا ہی ایسا ہی آیہ الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی

فصل
دلیل افضلیت حضرت ابوبکر صدیق کی سائر صحابہ پر بموجب آیہ قرآنیہ

انهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون جو شان مین حضرت عثمان ذی النورین رضی
کے وقت اعانت اونکی تجہیز و تہیہ سامان غزوۂ تبوک مین نازل ہوئی تھی دال ہی اوپر
کمال رفعت شان عثمانی اور مستحق اجر کثیر اور بےخوف ڈر ہونے اونکی اہوال و شدائد قیامت
وغیرہ سے اور آیہ ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا الی قوله تعالی فوقهم الله
شر ذلک الیوم ولقٰهم نضرة وسرورا جو وقت تین روزہ نذر رکھنے حضرت علی مرتضی کے
اور دیدینے افطاری تینو دن کے مسکین و یتیم و قیدی کو اور اختیار کرنے تکلیف فاقہ
تین شب و روز کے بغرض خوشنودی الہی نازل ہوئی تھی دال ہی اوپر شدت زہد
و کمال فضل و عظمت مرتضوی کے اور محفوظ رہنے آپکی شر قیامت سے اور متنعم ہونے
آپکے ساتھ انواع نعم کے اور علاوہ آیات قرآنیہ کے احادیث صحیحہ و حسنہ وغیرہ مین
بھی بیان فضائل عامہ صحابہ و خلفاء راشدین مین بکثرت مروی ہین کما احصا اوسکا
عسیر اور زائد از احاطۂ تحریر و تقریر ہی منجملہ اوسکے حدیث صحیح مسلم کی ہی جسکے راوی حضرت
ابو بردہ ہین بذریعہ حضرت ابو موسی اشعری پدر اپنے کے جسکا حاصل مطلب یہ ہی کہ
جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شب آسمان کیطرف دیکھا اور فرمایا
کہ ستارے امن ہین واسطے آسمان کے یعنی جب تک ستارے اپنی حالت پر موجود ہین
رونق آسمان کی علی حالہ باقی ہی اور آسمان مین کوئی نقصان نہین آسکتا ہی اور جب
ستارے بروز قیامت بے نور ہو جاوینگے اور گرنے لگینگے آسمان مین طرح طرح کا
نقصان آجائیگا اور ساری رونق اوسکی جاتی رہیگی اسیطور پر مین امن ہون اپنے
اصحاب کے لیے جب مین دنیا سے انتقال کرونگا اصحاب میرے انواع فتن و فساد
و آفات جنگ و منازعت مین مبتلا ہونگے علی ہذا اصحاب میرے امن ہین واسطے

[illegible]

تمامی امت میرے لیے جسوقت صحابہ دنیا سے اوٹھہ جاوینگے اوسوقت امت میری مبتلا
انواع مفاسد و بدعات و حوادث و فسادات ہوجاویگی اس حدیث صحیح سے ذوات
عالیات صحابہ کا موجب امن تمامی امت ہونا ثابت ہوا اور کمال عظمت و جلالت شان
عامۂ صحابہ اس حدیث سے ظاہر ہوئی اور ایک حدیث حاوی تشبیہ صحابہ بالنجوم لفظ
اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم جسکا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ صحابہ میرے مثل ستارو کے
ہین حامل نور ہدایت و عرفان پس جس صحابی کی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے جیساکہ
روشنی ستارہ سے ہدایت ہوتی ہی اور سراغ راہ لگ جاتا ہی بیچ بیان فضل صحابہ کے
زبان زد ہی اور اس حدیث کو دارقطنی و حاکم وغیرہما نے بالفاظ مختلفہ متقاربۃ المعنی
روایت کی ہی لیکن سندین اس حدیث کی اس درجہ مخدوش و مقدوح ہین کہ بعضی
محدثین نے اسکو موضوع لکھدیا ہی مگر حق یہ ہی کہ یا تو یہ حدیث ضعیف ہی جیساکہ بیہقی نے
ذکر کیا ہی یا بوجہ تعدد طرق کے حسن کہی جاسکتی ہی جیساکہ امام صغانی سے حاشیہ
مشکوۃ للسید الشریف الجرجانی مین منقول ہی اور علی التقدیرین حسب اصول حدیث
اثبات فضیلت صحابہ کے لیے کافی ہی و لیکن یہ حدیث برطبق تحقیق محدثین مشہور یا
متواتر بمعنی اصطلاحی ہرگز نہین ہی جیساکہ بعضی اعیان نے سمجھا ہی اور ذیل تردید
بعضی مزعومات فرقۂ شیعہ کے مشہور و متواتر ہونے کا دعوی کیا ہی اور چونکہ بمقابلۂ
خصم کے دعوی شہرت و تواتر حدیث بعض ممدوح سے سرزد ہوا اور ماحصل حدیث
در جواب حدیث سفینہ کو متفرع کرکے بنظر تردید و ابطال زعم خصم یہ عبارت کشتی چلانا
دریا مین بدون ستارہ شناسی مشکل ہی لکھا ہی گنجایش تاویل ارادۂ معنی لغوی کی
باقی نہین ہی کہ مشہور و متواتر ہونا حدیث مبحوث عنہ کا بمعنی لغوی موجب تسلیم

بیان اس امر کا کہ حدیث اصحابی کالنجوم اگرچہ حدیث حسن لغیرہ ہے مجروح ہے اور بعض سندین ... مشہور و متواتر نہین ہے بعضی اعیان نے جو اسکو مشہور و متواتر سمجھا ہے غلطی کی ہے

خصم ثبوت مدعا نہیں ہوسکتا کما لا یخفی اور مشکوۃ شریف مین حضرت عبد اللہ بن مسعود سے
مروی ہی کہ صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر وافضل تھے تمامی امت محمدیہ سے
از روی صفائی دل کے اور کامل و دقیقہ رس زیادہ تھے از روے علم کے اور تکلفات
و تصنعات متعارفہ کم رکھتے تھے اختیار اور پسند کیا اللہ جل شانہ نے اون لوگون کو
واسطے صحبت نبی اپنے کے اور اختیار کیا اون لوگونکو واسطے قایم رکھنے دین کے
پس پہچانو فضیلتین اونکی اور پیروی کرو اون لوگونکی اور جہانتک ہوسکے اون لوگونکے
اخلاق وعادات کو اختیار کرو کہ وہ لوگ نہایت درجہ راستی اور استقامت پر تھے اور
حدیث خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الحدیث صحیح مسلم وغیرہ مین بالفاظ
مختلفہ مروی ہی جسکا حاصل مطلب یہ ہی کہ بہترین اشخاص وہ لوگ ہین جو میرے زمانہ مین ہین
اور اوسکے بعد جو لوگ آئینگے اوسکے بعد جو لوگ آئینگے اس حدیث کی شرح مین محدثین محققین نے تصریح کردی ہی
کہ بر مذہب صحیح اہل قرن رسول سے صحابہ مراد ہین اور اوسکے بعد کے لوگون سے تابعین
جنھون نے شرف لقاء صحابہ پایا اور اوسکے بعد کے لوگون سے اتباع تابعین جو
مشرف بشرف لقاء تابعین ہوئے چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین
الصحیح ان قرنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصحابۃ والثانی التابعون والثالث تابعوہم
انتہی اس حدیث سے صحابۂ کرام کا خیر الناس اور بہترین تمامی امت ہونا ثابت ہوا اور
جامع ترمذی مین ایک حدیث بیان فضل صحابہ مین بروایت حضرت عبد اللہ
بن مغفل کے مروی ہی اوسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محبت صحابہ کو
اپنی محبت اور بغض صحابہ کو بغض اپنا اور اذیت رسانی صحابہ کو اذیت رسانی ذات
خاص اپنی کے ارشاد فرمائی ہی اور حدیث متفق علیہ مین جسکے راوی حضرت انس ہین

بیان فضائل انصار کا

جملہ آیۃ الایمان حب الانصار وآیۃ النفاق بغض الانصار موجود ہی یعنی نشانی ایمان کی
محبت ہی ساتھ انصار کے اور نشانی نفاق کی بغض رکھنا ہی ساتھ انصار کے اس
حدیث سے کمال فضل محبت تمامی انصار ثابت وہویدا ہوا مرض الموت مین جب آنحضرت نے
سنا کہ انصار میری ملاقات کے اشتیاق مین روتے ہین تو آپ شدت علالت مین
کہ درد سر کی شدت وسختی تھی اور سر مبارک پر کپڑے کی پٹی بندھی تھی حجرۂ شریف سے
مسجد منیف مین آکر منبر پر چڑھکر بعد حمد وثنا کے حاضرین پر بہت تاکید بہ نسبت حسن
سلوک کرنے کے ساتھ انصار کے فرمانے لگے اور اوسوقت انصار کو کرش اپنا کہ
بمعنی معدۂ جانوران کے ہی اور عیبہ اپنا کہ بمعنی جامہ دان وبقچہ کے ہی فرمایا
اس فرمانے سے غرض آنحضرت کی یہ تھی کہ جیسا کہ جانوران اپنے کھانیکی چیزین شکنبہ مین
نگاہ رکھتے ہین اور کپڑے کو انسان بقچے مین بنظر حفاظت کے رکھتا ہی ویسا ہی مینے
قلوب انصار مین اسرار مخزون کیے ہین اور وہ لوگ محل میری امانت کے ہین
بنا برآن علیہ ہر طرح واجب الاکرام ہین اوسکے بعد آنحضرت نے فرمایا قضوا الذی علیہم یعنی
جو حق اون پر تھا وہ ادا کر چکے اور اپنے مال اور جان کو خدا اور رسول کے کام مین نثار
کر چکے وبقی الذی لہم اور باقی رہگیا حق اون لوگونکا یعنی اجر وثواب نصرت دین کا
کہ ادخال بہشت وغیرہ ہی بموجب وعدۂ ایزدی کے فاقبلوا من محسنہم پس جو لوگ
انصار مین نیک کار ہون اور کوئی نیکی کرین اوسکو قبول کرو وتجاوزوا عن مسیئہم
اور جو اونمین سے بدکار ہون اونکی بدی سے درگذر کرو یہ حدیث صحیح بخاری مین حضرت
انس سے مروی ہی اور اس حدیث مین یہ جملہ بھی موجود ہی فصعد المنبر ولم یصعد بعد
ذلک الیوم یعنی آنحضرت منبر پر چڑھے واسطے بیان فضائل وتاکید مراعات تکریم

وحقوق انصار کے اوسکے بعد پھر آپکو اتفاق منبر پر چڑھنے کا نہوا پس معلوم ہوا کہ یہ اخیر وصیت آپکی بحق انصار تھی اس قصے سے خیال کرنا چاہیے فضل و عظمت و علو رتبت انصار کو اور محبت رسول اللہ کو ساتھہ اون بزرگون کے یہ سب فضائل عامہ صحابہ و مہاجرین و انصار کے معرض تحریر مین آئے ماورا اس فضائل عامہ کے بعض اصحاب ساتھہ فضائل مخصوصہ کے مختص اور بوجہ اس اختصاص کے عامہ صحابہ سے ممتاز ہین منجملہ اون مخصوصین کے عشرہ مبشرہ ہین یعنی دس صحابی جلیل القدر حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی و حضرت طلحہ و حضرت زبیر و حضرت عبدالرحمن بن عوف و حضرت سعد بن ابی وقاص و حضرت سعید بن زید و حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کہ آنحضرت نے حدیث واحد مین ان بزرگوار نکے جنتی ہونیکی خبر دی ہی بناءً علیہ اہل حق کے نزدیک جنتی ہونا ان لوگو نکا قطعی و یقینی ہی اور فضائل ہر ایک ان بزرگون سے بانفرادہ کتب حدیث و سیر مین بشرح و بسط تمام مذکور ہین اور یہ صحابہ ماورا سے اپنے افضل و اکرم ہین اور منجملہ اونکے اصحاب بدر ہین کہ عدد اونکے حسب تصریح ارباب سیر تین سو تیرہ ہین صحیح بخاری مین رفاعہ بن رافع سے مروی ہی کہ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام بحضور نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حاضر ہوئے اور پوچھا کہ آپ لوگ اون لوگون کو جو جنگ بدر مین شریک تھے کس رتبے کا سمجھتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا من افضل المسلمین یعنی ہمارے مسلمین سے اون لوگون کو افضل و بہتر جانتے ہین تب حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ ایسا ہی ہم بھی اون فرشتون کو جو جنگ بدر مین واسطے قتل کفار کے آئے تھے بقیہ ملائکہ سے افضل جانتے ہین اور حدیث صحیح مین وارد ہی لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد

ذکر مخصوصین و عشرہ مبشرہ ماسوای فضائل عامہ اور تفصیل اسمای عشرہ مبشرہ کی

ذکر فضائل اصحاب بدر

غفرت لکم جسکا حاصل مطلب یہ ہی کہ اللہ جل شانہ آگاہ ہوا اوپر خلوص نیت و جانفشانی
اہل بدر کے پس فرمایا کہ کرو جو چاہو تحقیق کہ بخشدیا مینے تملوگون کو اور بعضی روایت
مین آیا ہی فقد وجبت لکم الجنة یعنی پس تحقیق کہ واجب ہوئی جنت واسطے تم لوگونکے
یکمال درجے کی بشارت ہی بحق اہل بدر اور دال ہی اوپر کمال مقبولیت اعمال
اون لوگونکے اور برگزیدہ ہونے اون لوگونکے عند اللہ مگر یہ بھی واضح رہے کہ باجماع
علما یہ بشارت غفران کی آخرت کے لیے ہی حدود شرعیہ کا سقوط دنیا مین اس سے
مراد نہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حد قائم کرنا اوپر بعض بدریوں کے اور خود حد مارنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا مسطح پر باوجود بدری ہونے کے اس عدم سقوط
حدود شرعیہ دنیا پر شاہد ہی چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین قولہ
صلی اللہ علیہ وسلم لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم قال
العلماء معناه الغفران لهم في الآخرة والا فان توجه على احد منهم حد وغيره اقيم عليه في الدنيا
ونقل القاضي عياض الاجماع على اقامة الحد واقامة عمر على بعضهم قال وضرب النبي
صلی اللہ علیہ وسلم مسطحا الحد وکان بدریا انتہی اور منجملہ مخصوصین بفضائل جامعہ
کے اہل احد ہین کہ فضائل اونکے کتب سیر و احادیث مین مذکور اور بعد اہل بدر سے
افضل مسلمین ہونا شرکاء جنگ احد کا معتبرات مین منصوص و مسطور ہی علی ہذا اہل حدیبیہ
[illegible] مخصوصین و حائزین کمالات خاصہ سے بنص قرآن و حدیث ہین آیہ سورۂ فتح لقد
رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة اہل حدیبیہ کی شان مین وارد ہی جسمین
راضی و خوشنود ہونا پروردگار عالم کا اون لوگون سے مصرح ہی اور صحیح مسلم مین حضرت
حفصہ سے مروی ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لارجو ان لا یدخل النار

ف بشارت مغفرت بحق اہل بدر [illegible] وقوع مغفرت [illegible] حدود شرعیہ

ف ذکر مخصوص ہونے صحابہ [illegible] بیان فضائل اہل حدیبیہ

ان شاء اللہ تعالیٰ احد شہد بدرا والحدیبیۃ الحدیث یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
نے کہ مین امید کرتا ہون کہ نہین داخل ہوگا نار مین کوئی شخص اون لوگون سے جو حاضر ہوئے
غزوۂ بدر اور حدیبیہ مین اور ایک روایت مین یون آیا ہی لا یدخل النار ان شاء اللہ تعالیٰ
من اصحاب الشجرۃ احد الذین بایعوا فیہا یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ
ان شاء اللہ تعالیٰ داخل نار نہوگا اصحاب شجرہ سے کوئی شخص یعنی اون لوگون مین سے
کہ جو شریک بیعۃ الرضوان رہی اور بمقام حدیبیہ مین زیر درخت سمرہ بیعت کے کوئی آدمی
جہنم مین نہ جائیگا تنبیہ اس مقام پر چند امر کو مرتسم ضمیر کر لینا چاہیے کہ اوس پر ایک امر
ضروری کی تفریع موقوف ہی اول یہ کہ باعث بیعۃ الرضوان کا یہ ہوا تھا کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حدیبیہ مین ٹہرے اور کفار قریش آپکو مکے جانے سے مانع ہوئے
تب آپنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بطریق سفارت مکہ معظمہ روانہ کیا تاکہ قریش کو
ارادے سے آنحضرت کے کہ آپ صرف بہ نیت عمرہ تشریف لائے ہین جنگ و جدال مقصود
نہین ہی مطلع کرین تاکہ وہ لوگ اصل حال پر مطلع ہوکر منع دخول مکہ سے باز آدین
حضرت عثمان رض کو مکہ معظمہ مین کفار نے روک رکھا لہذا آپکے واپس آنیمین تاخیر ہوئی
اور یہ خبر ہوئی کہ کفار سامان جنگ کر رہے ہین اور بعضی روایات مین ہی کہ یہ خبر
لشکر آنحضرت مین مشہور ہو گئی کہ اہل مکہ نے حضرت عثمان کو مع ہمراہیان قتل کر ڈالا
یہ خبر سنکر آپ بہت ملول ہوئے اور ایک درخت تھا حدیبیہ مین جسکو اہل عرب سمرہ
کہتے ہین اوس سے آپنے پشت مبارک لگا دی اور صحابہ سے اوپر ثابت قدم رہنے کے
مقابلہ کفار کے مین بیعت لی تفسیر مدارک مین مرقوم ہی لقد رضی اللہ عن المومنین اذ
یبایعونک تحت الشجرۃ ہی بیعۃ الرضوان سمیت بہذہ الآیۃ وقصتہا ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذکر سبب
بیعۃ الرضوان

حین نزل الحدیبیة بعث خراش بن امیة الخزاعی رسولاً الی اہل مکة فهموا به فمنعه الاحابیش
فلما رجع دعا بعمر لیبعثه فقال انی اخافهم علی نفسی لما عرف من عداوتی ایاهم فبعث عثمان
ابن عفان فخبرهم انه لم یات بحرب وانما جاء زائراً للبیت فوقروه واحتبس عندهم فارجف
بانهم قتلوه فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لا نبرح حتی نناجز القوم ودعا الناس
الی البیعة فبایعوه علی ان یناجزوا قریشاً ولا یفروا وتحت الشجرة وکانت سمرة وکان عدد
المبایعین الفاً واربعمائة انتهی اور صحیح بخاری مین جو قول حضرت عبد الله بن عمر رض کا
بجواب معترض مصری کے کہ حضرت عثمان پر طاعن تھا مروی ہی فی الجملہ مشعر حال
وباعث بیعت حدیبیہ کو وہ یہ ہی واما تغیبه عن بیعة الرضوان فلو کان احد اعز ببطن مکة
من عثمان لبعثه فبعث رسول الله صلی الله علیه وسلم عثمان وکانت بیعة الرضوان
بعد ما ذهب عثمان الی مکة انتهی اور مرقاة شرح مشکوة مین مرقوم ہی بعث رسول الله
صلی الله علیه وسلم عثمان الی مکة فاستقبله اهله ورهطه ورکبوه قدامهم واجاروه من
ان یتعرض احد له وقالوا اطف بالبیت لنتبرک فقال حاشا ان اطوف بغیبته صلی الله
علیه وسلم وکانت بیعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الی مکة وشاع عندهم ان المشرکین
تعرضوا الحرب المسلمین فاستعد المسلمون القتال وبایعهم النبی صلی الله علیه وسلم علی
ان لا یفروا وقیل بل جاء الخبر بان عثمان قتل انتهی اور قصہ بھیجنے آنحضرت کا حضرت
عثمان کو حدیبیہ سے مکہ معظمہ مین واسطے پیام رسانی کے اور متوقف ہونا حضرت عثمان کا
مکے مین بوجہ روک لینے کفار کے اور مشتہر ہونا آپکی قتل کے خبر کا اور اسی خبر کا منشا بیعت
حدیبیہ کا ہونا بتفصیل و توضیح سے مدارج النبوة اور معارج النبوة وغیرہ کتب سیر مین
بھی موجود ہی بنظر اختصار نقل عبارات اون کتب سے اغماض کیا امر دوم وجہ

حدیبیہ وبیعۃ الرضوان کا وقوع سنہ چھ ہجری میں ہوا ہی چنانچہ معارج النبوۃ میں مرقوم ہی از وقائع کلیہ کہ در سال ششم بود ودر رسیدہ غزوۂ حدیبیہ است انتہی اور امام نووی رحمہ اللہ شرح صحیح مسلم میں ضمن نقل روایات تعداد عمر نبویہ وتنقیح از سنہ وقوع اوسکی کے لکھتے ہین فالحاصل من روایۃ انس وابن عمر اتفاقہما علی اربع عمر وکانت احدہن فی ذی القعدۃ عام الحدیبیۃ سنۃ ست من الہجرۃ وصدوا فیہا فتحللوا وحسبت لہم عمرۃ انتہی امر سوم غزوۂ بدر سنہ دو ہجری میں ہوا تھا حضرت مولانا واستاذنا الفاضل المتین العریف النبیل الفطین الحافظ الحاج ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب قبلہ مدظلال فیوضہ تذییلۃ الدرایۃ لمقدمۃ الہدایۃ میں افادہ فرماتے ہین بدر اسم لموضع الغزوۃ العظمی لسبع عشرۃ خلت من رمضان من السنۃ الثانیۃ من الہجرۃ انتہی اور شرح صحیح مسلم للنووی کے باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر واباحۃ الغنائم میں مرقوم ہی کانت غزوۃ بدر یوم الجمعۃ لسبع عشرۃ خلت من شہر رمضان فی السنۃ الثانیۃ من الہجرۃ انتہی بقدر الحاجۃ تفسیر حسینی میں تحت آیۂ یوم التقی الجمعان کی جو عبارت روز جنگ بدر سے ہی لکھا ہی وآن روز جمعہ ہفدہم رمضان در سنہ ثانیہ از ہجرت بود انتہی امر چہارم حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال اور ان کی تدفین مین ہوا ہی جس زمانے مین آنحضرت بدر مین تھے چنانچہ ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر مین ذیل احوال حضرت رقیہ کے لکھتے ہین توفیت والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ببدر انتہی اور شرح مواہب لدنیہ للزرقانی مین لکھا ہی وتوفیت ای الرقیۃ والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ببدر حین وصل زید بن حارثۃ بالبشارۃ بقتل المشرکین وہی ابنۃ عشرین سنۃ کما فی الفتح انتہی اور جذب القلوب مین ذیل وقائع سنہ ثانیہ ہجرت کے مرقوم ہی ودرین سال غزوۂ بدر کبری کہ مشہور است در صبح ہفدہم رمضان وقوع یافتہ

ثبوت اس امر کا کہ واقعہ حدیبیہ سنہ ۶ ہجری میں ہوا

غزوۂ بدر سنہ ۲ ہجری میں واقع ہوا تھا

بعد انقضائے غزوۂ بدر ... حضرت رقیہ کا انتقال ہوا

سبب نگونساری کفر و باعث بر عزت اسلام شد و ہم درین ایام رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کہ زوجہ عثمان بن عفان بود در مدینہ منورہ وفات یافت و اسامہ بن زید
و عثمان بن عفان بدفن وی مشغول بودند کہ بشارت این فتح عظیم بمدینہ مکرمہ رسید
انتہی امر پنجم وجہ عدم حضوری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غزوہ بدر مین بیماری
حضرت رقیہ بنت رسول اللہ کی ہوئی تھی چنانچہ مزیلۃ الدرایہ مین مرقوم ہی ولم یشہد
بدرا لانہ کان فی خدمتہ مرض زوجتہ رقیۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور
صحیح بخاری مین روایۃ عن عبد اللہ بن عمر تصریح اس امر کی موجود ہی عبارت
صحیح بخاری کی یہ ہی واما تغیبہ (ای عثمان) عن بدر فانہ کانت تحتہ رقیۃ بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت مریضۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان لک اجر رجل ممن شہد بدرا وسہمہ الحدیث اور فاضل محمد عبد الباقی زرقانی
شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین روی بن المبارک عن یونس عن الزہری تخلف
عثمان عن بدر علی امرأتہ رقیۃ وکانت قد اصابہا الحصبۃ فماتت وجاء زید بشیرا وعثمان علی قبرہا
انتہی ہرگاہ امور پنجگانہ بسند کتب معتبرہ ثابت و ذہن نشین ہوئی معلوم ہوا کہ یہ تحریر
بعضی معاصرین کی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نیچے درخت بیعۃ الرضوان
کے اصحاب سے بیعت لی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بسبب تجہیز و تکفین حضرت رقیہ
رضی اللہ عنہا کے حاضر تھے الخ) محض غلط اور صریح مخالف کتب حدیث و سیر ہی
اور وجوہ و دلائل غلطی کے نظر بہ امور مذکورہ مستندہ بالمعتبرات کے خود ظاہر ہین کچھ
حاجت بیان و توضیح کی نہین ہی ہرچند فضائل صحابہ احادیث مین بہت وارد ہین
مگر چونکہ نقل مین اون احادیث کی طوالت مخل ہوگی لہذا اسیقدر پر قصر کرتا ہون کہ آیات

فـ
وجہ عدم حضوری
حضرت عثمان کی
غزوہ بدر مین مشغولی بہ
بیمارداری حضرت
رقیہ بنت النبی ﷺ

فـ
بعض اخبار کی غلطی
جو وہ بیعت حضرت
عثمان بیعۃ الرضوان
مین تکفین مشغول
حضرت رقیہ ... علیحدہ
فاش کیا ہے

منقولہ واحادیث مذبورہ انصافا واسطے اعتراف بوفور فضائل صحابہ کے کافی و بس
ہین اب بعضی احوال فضائل اشتمال خلفاء اربعہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی
رضی اللہ عنہم کا لکھتا ہون تاکہ فضیلت ان چارون بزرگوار کی ماعدا سے اپنے بخوبی
ذہن نشین ناظرین ہوجاوے

مقصد دوم ذکر فضائل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

مین حضرت ابوبکر خلیفۂ اول حضرت رسول
خالق اکبر کا نام بر مذہب صحیح و رای جمہور علماء عبداللہ تھا اور ملقب بہ عتیق و صدیق
تھے عتیق جو لقب اونکا ہوا کب ہوا اور کیا منشا اوسکا پڑا اسمین بہت سی روایتین
آئی ہین ابن مندہ اور ابن عساکر نے موسی بن طلحہ سے روایت کی ہی کہ حضرت ابوبکر
کے والدہ کی بطن سے جو لڑکے ہوتے تھے مرجایا کرتے تھے اس وجہ سے جب حضرت
ابوبکر رض پیدا ہوئے تو وہ اونکو بیت اللہ شریف کے نزدیک لائین اور بیت اللہ کیطرف
رخ کر کے کھڑا کیا اور یہ دعا کی کہ ایخدا اس لڑکے کو موت سے آزاد کر اور اسکو مجھے
بخشدے اوس روز سے آپکا لقب عتیق ہوا اور طبرانی نے ابن عباس سے روایت
کی ہی انما سمی عتیقا لحسن وجہہ یعنی حضرت صدیق کا نام عتیق بوجہ عتاقۂ وجہ یعنی
حسن و جمال و خوش روئی اونکے ہوا اور اکثر احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عتیق من النار فرمایا یعنی
یہ شخص آزاد ہی نار سے اس وجہ سے آپکا لقب عتیق ہوا اس وجہ تلقب کو ابو یعلی اور
ابن سعد اور حاکم اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے اور بزار و طبرانی نے عبداللہ
ابن زبیر سے بالفاظ مختلفہ روایت کی ہی اور بعضی علماء نے تصریح صحت ہر دو وجہ کی
فرما دی ہی چنانچہ تحفة المحبین بمناقب الخلفاء الراشدین مین مرقوم ہی و لقب بالعتیق

ف وجہ ملقب ہونا حضرت ابوبکر کا ساتھ عتیق کے

العتاقۃ وجہہ ای لجمالہ وقیل لانہ لم یکن فی نسبہ مایعاب بہ وقیل لان النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم قال لہ انت عتیق اللہ من النار وہو الصحیح انتہی اور بعضی محدثین نے وجہ ملقب
بعتیق ہونیکی مقدم ہونا حضرت ابوبکر رض کا امور خیر مین لکھا ہی کہ عتیق کے معنی کہنہ
و دیرینہ بھی ہین اور بعضون نے برگزیدگی نسب صدیقی اور خالی ہونا اونکی نسب کا عیب سے
وجہ تلقب بالعتیق کی قرار دی ہی کہ عتیق کے معنی برگزیدہ بھی آئی ہین علی ہذا آپکی ملقب
بصدیق ہونے مین روایات مختلفہ وارد ہین بعضون نے لکھا ہی کہ بوجہ متصف بصدق
و راستی ہونے کی جاہلیت ہی سے اس لقب کے ساتھہ ملقب و مشہور تھے اور حضرت حسن بصری
و قتادہ سے مروی ہی کہ چونکہ حضرت ابوبکرؓ ہر خبر رسول اللہ کی تصدیق فرمایا کرتے تھے لہذا
ملقب بصدیق ہوئے اور اکثر احادیث مین بروایت حضرت انس و ابوہریرہ وغیرہ کے
وجہ تلقب بصدیق کی تصدیق خبر معراج نبوی کے مروی ہی یعنی بفور بیان کرنے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال معراج کو حضرت ابوبکر نے تصدیق رسول اللہ کی کی لہذا
اوس روز سے مشتہر بصدیق ہوئے حضرت ابوبکر بنہایت درجہ عفیف و پرہیزگار اور زمانہ
جاہلیت ہی سے مہذب و باوقار تھے ابن عساکر نے حضرت صدیق کے حال مین لکھا ہی
ما قال ابوبکر شعرا قط یعنی کبھی حضرت ابوبکرؓ نے شعر نہ کہے ظاہر یہ ہی کہ مراد اوس سے نفی
عادت دائمہ شعر کہنے کی ہی یا نفی اشعار جاہلیت کی جیسا کہ اکثر شعراء جاہلیت کا دستور تھا
اور نیز بھی ابن عساکر و ابونعیم وغیرہ نے لکھا ہی کہ حضرت ابوبکرؓ نے زمانہ جاہلیت ہی مین
شراب پینا چھوڑ دیا تھا اور استعمال شراب کو بد و قبیح جانتے تھے اور حضرت ابوبکر کا اوّل
من اسلم ہونا یعنی سب سے پہلے آپکا ایمان لانا اکثر روایات مین مروی ہی مگر یہ روایت
معارض ہی ساتھہ دوسری روایات کے کہ بعضی مین حضرت علی کا پہلے ایمان لانا اور

وجہ ملقب ہونے حضرت ابوبکر کے ساتھ صدیق کے

بعضی مین حضرت خدیجہ کا سب سے قبل ایمان لانا مذکور ہی ان روایات مین محققین نے یون
تطبیق دی ہی کہ منجملہ مردان احرار کے سب سے پہلے حضرت صدیقؓ ایمان لائے اور
لڑکون مین سب سے قبل حضرت علی مرتضی اور عورتون مین سب سے پہلے حضرت خدیجہ
چنانچہ حضرت استاذنا ومولانا الحافظ الحاج ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب مدظلہ کتاب التعلیق
العجیب لحل حاشیۃ الجلال علی التہذیب مین افادہ فرماتے ہین ووفقوا بین ہذہ الروایات
بان اول من آمن من الصبیان علیؓ واول من آمن من النساء خدیجہ رضی اللہ عنہا واول
من آمن من الغلمان بلال رضی اللہ عنہ واول من آمن من الرجال الصدیق رضی اللہ
عنہ انتہی خرچ کرنا آپکا اپنے مال کو راہ خدا مین مشہور ہی بارہا کل مال صرف راہ الٰہی کر ڈالا
اس امر مین تامل نہین رکھتے تھے ابن عساکر نے حضرت عائشہ وعروۃ بن زبیر سے روایت
کی ہی کہ جسوقت حضرت ابوبکر اسلام لائے آپکے پاس چالیس ہزار اشرفی موجود تھے
اور بروایتے چالیس ہزار روپیہ تھا پس سارا مال راہ خدا اور اشاعت اسلام واعانت رسول
مقبول مین خرچ کر ڈالا بعضی روایات مین آیا ہی کہ سات شخصون کو جو منجملہ غلامان تھے
اور بوجہ قبول کرنے اسلام کے معذب ہوتے تھے یعنی مالکان انکی بوجہ کافر ہونے اور
عناد رکھنے کے ساتھ اسلام واہل اسلام کے اون غلامان کو طرح طرح کی اذیت دیتے تھے
حضرت ابوبکر نے ثمن غالی وقیمت کثیر دیکر خرید کیا اور براہ خدا آزاد کر دیا اور چونکہ آپ
خرچ کرنے مین مال کے براہ خدا یکتا تھے آنحضرت فرماتے ہین ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال
ابی بکر یعنی ہمکو کسیکے مال نے وہ نفع نہین دیا جو حضرت ابوبکر کے مال نے نفع دیا ایک روز
آپنے حضرت ابوبکر سے یہ جملہ فرمایا اوسوقت حضرت ابوبکر رونے لگے اور فرمایا ہل انا ومالی الا لک
یا رسول اللہ یعنی نہین ہی جان ومال ہمارا مگر آپ ہی کا اے رسول خدا کے اور بعضی روایات

حضرت ابو بکرؓ نے چالیس ہزار اشرفی ابتداء اسلام مین صرف راہ الٰہی کر دیئے

آیا ہی کہ بوجہ وفور بی تکلفی ومحبت کے آنحضرت اموال حضرت ابوبکر مین اسطرح تصرف
فرماتے تھے جیسا کہ اپنے مال مین تصرف فرماتے تھے اور حضرت ابوبکر علم تعبیر رویا یعنی خواب
کمال رکھتے تھے اور علم انساب مین بھی درمیان قریش کے یکتا ولاثانی تھے تصریح ان
دونون امر کی حدیث شریف مین موجود ہی علی ہذا علم دینیات وفہم مطالب نصوص مین تبحر
تام رکھتے تھے چنانچہ بعد رحلت آنحضرت کے جب بعضی قبائل نے زکوۃ دینے سے انکار کیا
حضرت ابوبکر آمادۂ جہاد ہوگئے حضرت عمر وغیرہ نے باستناد ظاہر معنی بعضی احادیث کے
خلاف کیا اور متامل ہوگئے آخر بعد غور وتامل بسیار کے رائے حضرت صدیق پر اتفاق
واستقرار اصحابہ کا ہوا اور استدلال حضرت صدیق کا قوی ٹھہرا تفصیل اس قصے کی
صحیح مسلم اور شرح مین اوسکی موجود ہی اور تحفۃ المحبین بمناقب الخلفاء الراشدین مین مرقوم ہی
قال الحافظ محی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف الحزامی النووی ان اصحابنا استدلوا علی عظم علمه
بقوله واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ وان الشیخ ابا اسحق ابراہیم بن محمد الاسفرائنی
استدل به علی انه اعلم الصحابة لانہم کلہم وقفوا عن فہم الحکم فی المسالة الا ہو ثم ظہر لہم بمباحثته
لہم ان قوله ہو الصواب فرجعوا الیه انتہی اور بعضی روایات مین آیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتانی جبرئیل فقال ان اللہ یامرک ان تستشیر ابابکر یعنی حضرت
جبرئیل آئے اور کہا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہی کہ حضرت ابوبکر سے مشورہ کیا کیجیے اس سے معلوم
حضرت ابوبکر عقل بھی کامل رکھتے تھے اور نہایت خیرخواہ آنحضرت کے تھے کہ پروردگار
نے آپسے مشورہ لینے کا حکم دیا اور بڑی فضیلت حضرت ابوبکر کی یہ ہی کہ بہت سی آیتین
ن پاک مین ایسی ہین جو خاص آپکی مناقب وبیان مدائح ودیگر امور متعلقہ ذات فخیم مین
ل ہوئی ہین کہ تفصیل بعض کی تاریخ الخلفاء سیوطی مین موجود ہی اور دوسری کتب

ورسائل مناقب صدیقیہ مین مبسوط ہی جب ابتدای زمانہ نبوت مین کفار در پے اذیت رسالت مآب
رسول اللہ ہوتے تھے حضرت ابو بکر اپنے کو سپر حضرت خیر البشر بنا لیتے تھے اور اپنے حقانیت کی
وجہ سے خود مبتلاے اذیت کفار ہوتے تھے تفصیل اس واقعی کی کہ بارہا وقوع مین آئی
صحیح بخاری و مستدرک حاکم وغیرہ مین موجود ہی حضرت ابو بکر نے ابتداے زمانہ اسلام
مین باوجود غلبہ کفار کے ایک مسجد بنائی تھی اور باعلان تمام قراءت قرآن و اداے
نماز مین مشغول رہتے تھے اوسپر جب کفار کی جانب سے زیادہ تعرض ہوا اور ابن الدغنہ
جنھون نے حضرت ابو بکر کو اپنے جوار مین رکھا تھا حضرت صدیق کو اعلان مراسم
اسلام سے مانع ہوے اوسوقت بکمال جوش ایمان و عرفان حضرت ابو بکر نے فرمایا
انی ارد الیک جوارک وارضی بجوار اللہ یعنی رد کیا مینے جوار تمھارا اور راضی ہوا جوار خدا
اور اعلان مراسم اسلام سے باہمہ اندیشہ اذیت باز نہ آئے یہ قصہ بہ تفصیل تمام
صحیح بخاری مین موجود ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اگر ہم کسیکو
خلیل اپنا سواے خدا کے بناتے تو حضرت ابو بکر کو بناتے اور حضرت ابو بکر سردار مردان
بہشت ہین اور رشید ترین مردم فرمانا آپکا حضرت ابو بکر کو اور مرض الموت مین بتاکید
تمام امام نماز بنانا جو مشعر باستخلاف تھا اور محشور ہونا حضرت ابو بکر کا ساتھ آپکے قیامت
کے دن اور ثابت قدم اور سلیم العقل رہنا حضرت ابو بکر کا بعد رحلت آنحضرت کے
باوصف طاری ہونا کیفیت مدہوشی کے اوپر اکثر صحابہ کے اور انتظام امور دین فرمانا اور
خلافت مین آپکے فتح امصار و شعار اسلام کا غایت درجہ اشتہار ہونا وغیرہ ذلک فضائل
کثیرہ حضرت ابو بکر کے کتب احادیث مین مروی ہین اور بعضی احادیث مین ایسا بھی
وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الہی امتہ ابو بکر کو قیامت کے دن

ہمارے ساتھ ایک درجے مین رکھ اور یہ دعا قبول ہوگئی اور وحی باطلاع قبولیت دعا
نازل ہوئی چنانچہ حضرت استاذنا العلام مقدمۃ الہدایہ مین ناقل ہین وروی ابو نعیم
فی الحلیۃ بسندہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا لہ فقال اللہم اجعل ابا بکر معی
فی درجتی یوم القیامۃ فاوحی اللہ الیہ ان اللہ قد استجاب لک انتہی حضرت ابوبکر رضی اللہ
عنہ جب مبتلای مرض الموت ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلاکر ایک عہد نامہ
بخصوص استخلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لکھوایا جسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کو مینے
تم لوگون پر حضرت عمر کو اپنا خلیفہ گردانا گمان غالب مجھے ہی کہ وہ انصاف کرینگے
اور اگر نہ کرین اور ظلم وجور اونسے سرزد ہو تو ہر شخص کے ساتھ جزا اوسکے عمل کی
ہی وہ اوسکا بدلہ خدا سے پائینگے مینے تو اونکو بہتر اور اونکی ذات سے امید خیر کی سمجھکر
خلیفہ گردانا ہی اور تم لوگونکے حق مین قصد خیر کیا ہی مگر غیب کا حال نہین جانتا ہون
عبارت عہدنامے کی جو شرح مقاصد مین منقول ہی یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہذا ما عہد ابوبکر بن ابی قحافۃ فی آخر عہدہ بالدنیا خارجا عنہا واول عہدہ بالآخرۃ
داخلا فیہا حین یؤمن الکافر ویوقن الفاجر ویصدق الکاذب انی استخلفت
علیکم بعدی عمر بن الخطاب فان عدل فذلک ظنی بہ ورائی فیہ وان بدل وجار
فلکل امرء ما اکتسب والخیر اردت ولا اعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
واقدی نے بطرق عدیدہ روایت کی ہی کہ حضرت ابوبکر کو جب شدت مرض کی ہوگی
حضرت عبدالرحمن بن عوف کو بلاکر بخصوص استخلاف حضرت عمر کے صلاح پوچھی
جب وہ مقر افضلیت حضرت عمر کے اور مشیر استخلاف اونکی کے ہوئی تب حضرت
عثمان کو بلاکر استفسار حال حضرت عمر بہ نیت مشورہ استخلاف کے کیا ہر گاہ اونکا

ف: نص خلافت حضرت عمر ... حضرت ابوبکر ... حضرت عمر ... امیر المومنین

ف: عبارت عہدنامہ کی جو حضرت ابوبکر نے بخصوص استخلاف حضرت عمر کے لکھوایا تھا

بھی معترف فضل فاروقی پایا اور صحابہ مہاجرین و انصار سے مثل سعید بن زید و اسید بن حضیر وغیرہما کی رائے لینا شروع کیا جب اکثر کی رائے موافق رائے صدیقی کے ہوئی آپ آمادۂ استخلاف ہوئے یہ روایت ابن حجر نے صواعق محرقہ میں اور سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین نقل کی ہے اور بھی صواعق محرقہ اور تاریخ الخلفاء مین مرقوم ہی کہ اوسوقت بعضی صحابہ جنکو خلافت حضرت عمر کی ناپسند تھی بحضور حضرت ابو بکر صدیق حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ باوصف دیکھنے غیظ و سخت گیری حضرت عمر کے جو آپ اونکو خلیفہ کرتے ہین جس سے اندیشہ پریشانی مسلمین کا ہی خدا کو اس امر مین کیا جواب دینگے تب حضرت صدیق فرمانے لگے کہ اگر خدا پوچھیگا مین کہدونگا اللہم انی استخلفت علیہم خیر خلقک یعنی ای خدا مینے بہترین خلق کو خلیفہ کر دیا تب وہ لوگ ساکت ہوئے اور آپنے حضرت عثمان کو بلاکر عہدنامہ لکھوایا اور اوسپر مہر اپنی کر دی اوسکے بعد وہ عہدنامہ بحضور صحابہ پیش ہوا سبنے اوسکے مضمون کو تسلیم کرکے معاہدۂ اطاعت و قبول خلافت حضرت عمر کا کیا پس خلافت حضرت عمر کی بہ نص امام حق اور اجماع اہل حل و عقد کے مہاجرین و انصار سے ثابت ہوگئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی مضمون عہدنامہ کو قبول کیا اور فرمایا یعنا لکریہا و ان کان عمر یعنی بیعت کی مینے اوسکی جسکا استخلاف اس عہدنامے مین مندرج ہی اگرچہ ہوون وہ حضرت عمر یہ کلمہ آپنے بخیال سختی و شدت جلال حضرت عمر کے فرمایا کہ اندیشہ سخت گیریکا اونکی خلافت سے تھا کہ وہ بفضلہ تعالی متبدل بسہولت و رحمت ہوگیا جیسا کہ انشاء اللہ تعالی لکھا جائیگا صواعق محرقہ مین مرقوم ہی اخرج الواقدی من طرق ان ابا بکر رضی اللہ عنہ لما ثقل دعا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

فقال اخبرني عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقال ما تسألني عن امر الا وانت اعلم
به مني فقال ابو بكر رضي الله عنه وان فقال عبد الرحمن رضي الله عنه هو والله افضل
من رأيك فيه ثم دعا عثمان بن عفان رضي الله عنه فقال اخبرني عن عمر رضي الله عنه
فقال انت اعلم به مني فقال على ذاك فقال اللهم علمي به ان سريرته خير من علانيته وانه
ليس فينا مثله وشاور معهما سعيد بن زيد واسيد بن الحضير وغيرهما من المهاجرين والانصار
رضي الله تعالى عنهم فقال اسيد رضي الله عنه اعلمه الخير بعدك يرضى للرضى ويسخط للسخط
الذي يسر خير من الذي يعلن ولن يلي هذا الامر احد اقوى عليه منه ودخل عليه بعض الصحابة
رضي الله تعالى عنهم فقال له قائل منهم ما انت قائل لربك اذا سألك عن توليته عمر
رضي الله عنه علينا وقد ترى غلظته فقال ابو بكر رضي الله عنه ابالله تخوفني اقول اللهم
استخلفت عليهم خير خلقك ابلغ عني ما قلت من وراءك ثم دعا عثمان رضي الله عنه
فقال اكتب الخ بعد نقل عبارت عہد نامے کے صواعق محرقہ میں لکھا ہے ثم امره بالكتاب
فختمه ثم امر عثمان رضي الله عنه فخرج بالكتاب مختوما فبايع الناس ورضوا به انتهى فاضل
كمال الدين ابن فخر الدين جهرمي براہین قاطعہ میں باین عبارت مترجم عبارت صواعق
لکھتے ہیں بعد ازان امر فرمود تا عہد نامہ را مہر کردہ بیرون بردند و مردم بیعت کردند بدان
راضی شدند انتہی اور شرح مقاصد میں مرقوم ہے وعرضت الصحيفة على اكابر الصحابة
فبايعوا لمن فيها حتى مرت بعلي رضي الله عنه فقال بايعنا لمن فيها وان كان عمر فانعقدت
الامامة بنص الامام الحق واجماع اهل الحل والعقد من المهاجرين والانصار انتهى اور
حافظ جلال الدين سيوطي تاريخ الخلفاء میں ناقل ہیں ثم امر بالكتاب فختمه ثم امر عثمان
فخرج بالكتاب مختوما فبايع الناس ورضوا به انتهى بقدر الحاجة اور شرح عقائد نسفیہ میں

مرقوم ہی ثم ان ابا بکر لما ایس من حیاتہ دعا عثمان رضی اللہ عنہ واملی علیہ کتاب عہدہ
لعمر رضہ فلما کتب ختم الصحیفۃ واخرجہا الی الناس وامرہم ان یبایعوا لمن فی الصحیفۃ فبایعوا
حتی مرت بعلی رضہ فقال بایعنا لمن فیہا وان کان عمر رضہ انتہی روایات صواعق محرقہ
وشرح مقاصد وغیرہ معتبرات مین جسکی عبارات معرض نقل مین آئین بخصوص حال
عہدنامہ کے کہ بعد تشریح نے اوسکے بحضور صحابہ کیا ہوا جملہ بایعوا و بایع الناس
واقع ہی اور معنی مبایعۃ کے معاہدہ ہین امام نووی شرح صحیح مسلم کی جلد دوم باب
وجوب طاعۃ الامراء فی غیر المعصیۃ وتحریمہا فی المعصیۃ مین لکھتے ہین قولہ بایعنا علی
السمع المراد بالمبایعۃ المعاہدۃ وہی ماخوذ من البیع لان کل واحد من المتبایعین
کان یمد یدہ الی صاحبہ وکذا ہذہ البیعۃ یکون باخذ الکف وقیل سمیت مبایعۃ لما فیہا
من المعاوضۃ لما وعدہم اللہ تعالی من عظیم الجزاء قال اللہ تعالی ان اللہ اشتری
من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ الآیۃ انتہی اور اشعۃ اللمعات مین ذیل شرح
بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا کے معنی بایعونی کے باین عبارت مرقوم ہین تبایعت
کنید وعہد کنید مراد عقد بندید با من واصل مبایعت از بیع ست گویا ہر کہ عہدی بندد
با کسی می فروشد ذات خود را بدست وی چنانکہ در بیع دست بر دست می زنند در معاہدت
نیز عادت بران جاری شدہ انتہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ نے مضمون عہدنامہ
کو تسلیم کرکے معاہدہ قبول طاعت وخلافت حضرت عمر کا کیا اور بیعت اوپر خلافت
حضرت عمر کے صحابہ نے فرمائی کوئی ایسا کلمہ ان کتب معتبرہ مین مسطور نہین ہی
جس سے یہ سمجھا جاوے کہ صحابہ نے بیعت نہین کی صرف اپنے اپنے دستخط عہدنامہ پر
فرمائے تھے وہی دستخط قائم مقام بیعت ہو گئے جیسا کہ بعضی معاصرین نے سمجھا ہی

اور اس قصۂ تحریر عہد نامہ و وقوع بیعت کو خلاف کتب معتبرہ کے باین عبارت تحریر
فرمایا ہی (جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت درست ٹھہری اونھون نے
اپنے مرض موت مین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرکے ایک عہد نامہ
لکھا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دستخط کرانا چاہا تمامی صحابہ نے دستخط کیے اور
وہی دستخط قایم مقام بیعت ہوئے) مقام حیرت ہی کہ باوجود موجود رہنے جملہ تابعوا
وتابع الناس کے کتب معتبرہ مین جسکے ترجمے سے صاف عیان ہی کہ لوگون نے
بیعت کی کیونکر صاحب تحریر صحابہ کی بیعت فرمانے سے انکار فرماتے ہین اور دستخط کو
قایم مقام بیعت ٹھراتے ہین علی الخصوص کہ صحابہ کے دستخط کرنے کا ذکر کتب معتمدہ
متداولہ مین پایا نہین جاتا ان ہذا الشیٔ عجاب حضرت صدیق نے بائیسوین تاریخ
جمادی ثانیہ سنہ ۱۳ ہجری مین بعمر ترسٹھ سال اس جہان فانی سی رحلت فرمائی نماز آپکے
جنازی کی حضرت عمر نے پڑھائی اور مدفون ہوئے آپ قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ مین یہ مدفن پانا حضرت ابوبکر کا بھی کمال
رفعت شان وقرب مکان پر آپکے عند رسول الانس والجان دال ہی کیا خوب کہا
جس نے کہا منقبت مین آپکے ؎ لہ مفخر فی الغار حیا ومفخر لہ ٭ فی الثری نعم مضجع
خیر مضجع ٭ ایکسو بیالیس حدیثین آپ سے مروی ہین منجملہ اونکے چھ حدیث متفق علیہ
ہین اور گیارہ حدیث افراد بخاری سے ہین اور ایک حدیث کی روایت امام مسلم نے
منفردا کی ہی چنانچہ تحفۃ المحبین مین مرقوم ہی وروی الصدیق رضی اللہ عنہ عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مائۃ واثنان واربعون حدیثا اتفق البخاری ومسلم
منہا علی ستۃ وانفرد البخاری باحدی عشر ومسلم بحدیث انتہی اور منشاء قلت مرویات

تاریخ وفات حضرت صدیق اکبر

تعداد احادیث مرویہ از حضرت ابوبکر صدیق

حضرت ابوبکر کا انتقال فرمانا آپکا ہی قبل انتشار احادیث اور قبل اہتمام شائقین
احادیث کے ساتھ سماع احادیث کی نہ یہ کہ آپکے محفوظات کم ہون اور آپنے رسول
مقبول سے کم حدیثین سنی ہون بلکہ قول حضرت عمر وغیرہ سے جو تاریخ الخلفاء وغیرہ
معتبرات مین مروی ہی حضرت ابوبکر کا حافظ احادیث کثیرہ ہونا اور بھی وسیع العلم
بالقرآن ہونا ثابت ہی امام نووی تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین روی
الصدیق عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مائۃ حدیث واثنان واربعون حدیثاً
وسبب قلۃ روایتہ انہ تقدمت وفاتہ قبل انتشار الاحادیث واعتناء التابعین بسماعہا
وتحصیلہا وحفظہا انتہی اور حافظ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء مین بعد نقل
عبارت تہذیب نووی کے لکھتے ہین قلت وقد ذکر عمر فی حدیث البیعۃ السابق ان
ابابکر لم یترک شیئاً انزل فی الانصار ولا ذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی شانہم الا ذکرہ وہذا ادل دلیل علی کثرۃ محفوظاتہ من السنۃ وسعۃ علمہ بالقرآن انتہی بقدر الحاجۃ

مقصد سوم ذکر فضائل حضرت عمر فاروق مین

(مقصد سوم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت ہی سے وجاہت واعزاز تمام رکھتے تھے
جیسا کہ استیعاب وغیرہ مین مسطور ہی آنحضرت نے جب دیکھا کہ کوئی صورت قوت
اسلام کی ظہور مین نہین آتی ہی اور کوئی شخص جلیل القدر صاحب رعب وجلال
جس سے امید تقویت اسلام اور مرعوبیت عابدین اصنام کی ہو ابتک داخل
اسلام نہین ہوا تب آپ حضور پروردگار مین خواستگار ایمان لانے احد الرجلین
یعنی حضرت عمر یا ابوجہل کے ہوئے وہ دعا بحق حضرت عمر رضہ کے قبول ہوئی اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے بعد اسلام آپکے دبدبہ وشعار اسلام

کا غایت درجہ ظاہر ہوا اور کفار سخت نگونسار ہوئے اور بعد ایمان لانیکے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کفار کی جانب سے ابتدا اً اذیتین شدیدہ اوٹھائین
اور سبکو بوجہ کمال عرفان کے موجب افتخار و علامت قبولیت اسلام بحضور پروردگار
سمجھا آپکا لقب فاروق ہی فاروق کے معنی ہین فرق کرنیوالا حق و باطل مین وجہ
اس لقب کی حافظ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین معزیا الی بعض کتب
الحدیث یہ لکھی ہی کہ جب حضرت عمر ایمان لائے تب پوچھا آپنے رسول مقبول سے
کہ کیا ہملوگ حق پر نہین ہین اور دین و مذہب ہمارا بر حق نہین ہی آپنے جواب دیا
کہ بلا شبہہ دین ہمارا حق اور ہملوگ بر سر حق ہین تب حضرت عمر فرمانے لگے کہ جب
دین ہمارا حق ہی تب ہمکو اوسکے چھپانے کی کیا حاجت ہی اور اصرار فرماکر آنحضرت
اور جملہ صحابہ کو جو اوسوقت تک مشرف باسلام ہوئے تھے دار ارقم سے جہان
آنحضرت مع صحابہ کے مختفی تھے آمادہ بروز کیا باصرار حضرت عمر کے آنحضرت مع صحابہ
برآمد ہوئے اور مسجد الحرام مین تشریف لائے حضرت عمر سے روایت ہی کہ مجھے اور
حضرت حمزہ کو دیکھکر کفار قریش کو اوسوقت بہت رنج و صدمہ ہوا مگر خوف سے
کچھ نہ بولے حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ اوسی روز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے میرا لقب فاروق رکھا عبارت تاریخ الخلفاء کی یہ ہی فتشہد عمر فکبر اہل الدار
تکبیرۃ سمعہا اہل المسجد قلت یا رسول اللہ السنا علی الحق قال بلی قلت ففیم الاخفاء
فخرجنا صفین انا فی احدہما وحمزۃ فی الآخر حتی دخلنا المسجد فنظرت قریش الی والی حمزۃ
فاصابتہم کآبۃ شدیدۃ فسمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفاروق یومئذ انتہی اور
تفسیر بیضاوی مین ایک وجہ دوسری آپکے ملقب بفاروق ہونیکی لکھی ہی وہ یہ ہی

وجہ تسمیہ فاروق رضی اللہ عنہ
کی بیان تاریخ
کی روایت
تاریخ الخلفاء

کہ ایک منافق اور ایک یہودی مین کچھ جھگڑا ہوا اور تصفیہ اوسکا اوپر ثالثی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرار پایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق یہودی
حکم فرمایا اوسپر منافق راضی نہین ہوا اور کہنے لگا کہ مین حضرت عمر کو ثالث مقرر
کرتا ہون وہ جو تصفیہ کرینگے اوسکو قبول کرونگا چنانچہ وہ دو نو حضرت عمرؓ کے
مکان پر پونچے اور کیفیت واقعہ سے آپکو مطلع کیا اوسپر حضرت عمرؓ نے اوس منافق سے
پوچھا کہ جو مین تصفیہ کرونگا اوسکو تو قبول کریگا یا اوسمین بھی عذر ہوگا اوسنے اقرار
قبول کا کیا تب آپ اندر گھر کے گئے اور تلوار لیکر باہر آئے اور ایک تلوار منافق کو
ایسی لگائی کہ گردن اوسکی کٹ گئی اور مر گیا اور حضرت عمر فرمانے لگے کہ جو شخص آنحضرت کے
تصفیہ کو نمانے اور حکم خدا اور رسول کو ٹالے اوسکا تصفیہ مین اسیطور سے کرتا ہون
اوسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور آنحضرت سے فرمایا کہ آج
حضرت عمرؓ نے فرق کر دیا حق و باطل مین اوسوقت سے آپکا لقب فاروق مشہور
ہوا عبارت تفسیر بیضاوی کی یہ ہے عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ان منافقا
خاصم یہودیا فدعاہ الیہودی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعاہ المنافق الی کعب
بن الاشرف ثم انہما احتکما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحکم للیہودی فلم یرض
المنافق وقال نتحاکم الی عمر رضی اللہ عنہ فقال الیہودی لعمر قضی لی رسول
صلی اللہ علیہ وسلم فلم یرض بقضائہ وخاصم الیک فقال عمر للمنافق کذلک
فقال نعم فقال مکانکما حتی اخرج الیکما فدخل فاخذ سیفہ ثم خرج فضرب عنق المنافق
حتی برد وقال ہکذا اقضی لمن لم یرض بقضاء اللہ تعالی و رسولہ صلی اللہ علیہ
وسلم فنزلت وقال جبرئیل علیہ السلام ان عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرق بین الحق

والباطل فسمی الفاروق انتہی بفور ایمان لانے حضرت عمر رضہ کے ترقی اسلام شروع
ہوئی اور مسلمانونکی عزت اور اشاعت امور اسلام ہونے لگی چنانچہ صحیح بخاری مین
حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہی قال مازلنا اعزۃ منذ اسلم عمر یعنی ہمیشہ
ہملوگ عزیز و غالب رہی جسوقت سے اسلام لائے حضرت عمر ابن ماجہ اور حاکم نے
حضرت ابن عباس سے روایت کی ہی لما اسلم عمر نزل جبرئیل فقال یا محمد لقد
استبشر اہل السماء باسلام عمر یعنی جب اسلام لائے حضرت عمرؓ آئے حضرت جبرئیل
اور کہا یا رسول اللہ اہل آسمان بہت خوش اور بشاش ہوئے اسلام عمر سے اور
اوسیوقت آیہ یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین نازل ہوئی یعنی
کافی ہی اے رسول میرے واسطے اشاعت دین اور تائید تمھارے کے رب تمھارا او
وہ شخص کہ متبع ہوا تمھارا اہل ایمان سے یعنی حضرت عمر اور ایسا ہی ہوا کہ ذات
پاک حضرت عمر کی غایت درجہ موید خاتم المرسلین اور باعث اشاعت مراسم دین متین بڑے
ابن سعد و طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ فرماتے تھے کان اسلام
عمر فتحا وکانت ہجرتہ نصرۃ وامامتہ رحمۃ ولقد رایتنا وما نستطیع ان نصلی فی البیت حتی
اسلم عمر فلما اسلم قاتلہم حتی ترکونا فصلینا یعنی تھا اسلام عمرؓ ایک فتح اور ہجرت آپکی نصرت
وموجب تائید اسلام اور امامت وخلافت آپکی رحمت اور ہملوگ قبل اسلام حضرت
عمرؓ کے بخوف اذیت کفار کے مسجد الحرام مین نماز نہین پڑھ سکتے تھے جب آپ مشرف
باسلام ہوئے مقاتلہ کیا ساتھ کفار کے یہانتک کہ باز آئے وہ لوگ اذیت دہی سے
ہملوگونکی اور ہملوگ مسجد الحرام مین نماز پڑھنے لگے اور حاکم وغیرہ نے حضرت حذیفہ سے
روایت کی ہی کہ جب اسلام لائے حضرت عمر تو ہوا اسلام مثل مرد آگے آنیوالے کے

کہ روز بروز اسلام ہملوگونسے قریب ہوتا جاتا تھا اور رسم اسلام کی اشاعت روبترقی تھی اور جسوقت سے قتل ہوئے حضرت عمر ہو گیا اسلام مثل مرد پیٹھ پھیری ہوی جانب مخالف جانیوالیکے کہ روز بروز ہملوگونسے دور ہوتا گیا اور رونق اوسکی گھٹتی گئی اس قسم کے فضائل حضرت عمر کے احادیث و آثار مین بکثرت وارد ہین احادیث سے ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیواڑ دروازہ فتنہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ جب تک حضرت عمر تملوگو نہین رہینگے درمیان فتنے کے اور تملوگونکے دروازہ مستحکم بند رہیگا اور تملوگ مبتلاے فتنہ نہونے پاوگے اور بعد شہادت حضرت عمر کے طرح طرح کے فساد و فتنہ ظاہر ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد شہادت حضرت عمر کے انواع و اقسام کے مفاسد ظہور مین آئے کہ تفصیل اوسکی کتب تواریخ مین مسطور ہی اور طبرانی نے ابی بن کعب سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا جبرئیل نے مجھسے کہ ہرآئینہ رویگا اسلام اوپر موت حضرت عمر کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر چراغ ہین اہل جنت کے اور بھی فرمایا اگر ہوتا کوئی شخص نبی بعد میرے تو ہوتے حضرت عمر رض اور بھی فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے حق کو اوپر زبان اور بیچ قلب حضرت عمر کے رکھا ہی یہی وجہ تھی کہ اکثر راے آپکی موافق وحی ہوا کرتی تھی اور بیشتر مواقع مین جب خلاف راے صحابہ ہوتا تھا تو موافق راے حضرت عمر کے نزول آیہ ہوا کرتا تھا چنانچہ بیس آیات سے زیادہ آیتین موافق راے حضرت عمر کے نازل ہوئی ہین بلکہ بعضی آیات اس قسم کی ہین کہ قبل نزول کے زبان پر حضرت عمر کے تمامی الفاظ اوسکے بعینہا جاری ہوسے تفصیل اون آیات کی اتقان فی علوم القرآن اور تاریخ الخلفاء و دیگر کتب

احادیث وسیر مین مسطور ہین باعث طوالت کے نقل آیات کی طرف توجہ نہ کی جو شخص
خواہان تفصیل ہو کتب مذکورہ کو دیکھے آپکے زمانۂ خلافت مین حسب تصریح صاحب
مدارج النبوۃ کے ایک ہزار چھتیس شہر ساتھ توابع ولواحق شہرون کے فتح ہوگئے
اور چار ہزار مسجدین بنائی گئین اور ہزار بتخانے توڑ گئے اور ایک ہزار نو سو منبر
مساجد جامعہ مین رکھے گئے اور بہت لطف کے ساتھ آپنے انجام خلافت کیا جیسا کہ
آپکی غلظت مزاجی سے خلجان لوگونکے دلونمین وقت استخلاف آپکے تھا اور خلائق
خائف وہراسان تھے ویسا ہی عکس اوسکے پروردگار عالم نے بعد صدر نشینی
خلافت کے آپکے مزاج مین رحم و نرمی ڈال دی کہ کافۂ ناس آپکی خلافت مین
بہت آسایش سے اور خوشحال رہی کسی پر جز اجراے حدود شرعیہ و دیگر امور قابل
مواخذہ بحکم شرع آپنے کسیطرحکی شدت و غلظت نہین فرمائی بعضی روایات مین آیا ہی
کہ حضرت عمر نے ابتداے زمانۂ خلافت مین جب اول بار منبر پر چڑھے تو اوسوقت
یہی دعا فرمائی اللھم انی شدید فلینی وانی ضعیف فقونی وانی بخیل فسخنی یعنی الٰہی مین سخت
ہون مجھے نرم کر اور مین ضعیف ہون مجھے قوت دے اور مین بخیل ہون مجھے سخی
کردان یہ دعا آپکی قبول ہو گئی اور شدت مبدل بہ لینت و رحمت ہو گئی مزاج مین
آپکے زمانۂ خلافت مین بھی کبر و حب جاہ مطلقا نتھا اکثر جبہ پیوند دار زیب تن
کرتے تھے کہ علاوہ کپڑے کے پیوند کے بعضے پیوند چمڑے کے بھی لگے ہوتے تھے اور بازارونمین
بے تکلف درہ گردن پر رکھے پیادہ پھرا کرتے تھے عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت
ہی کہ وہ فرماتے تھے مینے حج کیا ساتھ حضرت عمر کے اور دیکھا کہ نہ کوئی خیمہ حضرت
عمر نے اپنے واسطے قائم کرایا نہ کسی کپڑے وغیرہ سے آپکے لیے سایہ کیا گیا بلکہ جہان

ف
بیان زہد وعدم حب
جاہ حضرت فاروق
رضی اللہ عنہ

آپ ٹھیرے بے تکلف کمل درخت کے نیچے بچھاکر بیٹھ رہے اور سو رہے اور سایہ درخت پر
اکتفا فرمایا گیے یہ حال آپکی زہد کا تھا اوس زمانے مین کہ آپ خلیفہ اور حاکم تھے اور اوسی
زمانہ خلافت مین ایلچی قیصر روم کے آنیکا قصہ مثنوی شریف مولانا روم قدس سرہ مین
مرقوم ہو جسکے متعلق یہ اشعار مین سے ٭ بر عمر آمد ز قیصر یک رسول ٭ در مدینہ از بیابان
نغول ٭ گفت کو قصر خلیفہ ای حشم ٭ تا من اسپ و رخت را آنجا کشم ٭ قوم گفتندش کہ اورا
قصر نیست ٭ مر عمر را قصر جان روشنی ست ٭ گرچہ از میری ورا آوازہ ایست ٭ ہمچو درویشان
مر اورا کازہ ایست ٭ چون رسول روم این الفاظ تر ٭ در سماع آورد شد مشتاق تر
دیدہ را بر جستن عمر گماشت ٭ رخت را و اسپ را ضایع گذاشت ٭ ہر طرف اندر پے آن مرد
کار ٭ میشدی پرسان او دیوانہ وار ٭ کاینچنین مردی بود اندر جہان ٭ وز جہان مانند
جان باشد نہان ٭ جست اورا تاش چون بندہ بود ٭ لاجرم جوئندہ یابندہ بود ٭
دید اعرابی زنی اورا خلیل ٭ گفت عمر نک بزیر آن نخیل ٭ زیر خرما بن ز خلقان او جدا
زیر سایہ خفتہ بین سایہ خدا ٭ الی آخر القصہ اس سے بھی کمال زہد و کسر نفسی آپکی عیان
ہی اکثر آپ دعا فرمایا کرتے تھے اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک
یعنی ای خدا تو مجھے اپنی راہ مین شہید فرما اور موت میرے مدینہ منورہ مین کر یہ دعا
آپکی قبول ہو گئی اور مراد دلی آپکی بر آئی کہ ۲۳ ہجری مین چار دن شہر ذی الحجہ کے
گذرنے مین باقی تھے کہ بعد معاودت کے حج سے بروز چہار شنبہ آپ ہاتھ سے ابو لؤلؤ
مجوسی کے مدینہ رسول اللہ مین شہید ہوئے مروی ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
زمانہ حج دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اوٹھاکر اپنے کبر سن اور ضعف قوت اور کثرت رعایا کا
حال بیان فرماکر باندیشہ عدم حفاظت رعایا اور وقوع خلل بامر خلافت طلب موت

فرمایا اور بایں الفاظ دعا کی اللہم کبرت سنی وضعف قوتی وانتشرت رعیتی فاقبضنی الیک غیر مضیع ولا مفرط حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہین کہ یہ دعا حضرت عمر کی ایسی جلد قبول ہوئی کہ شہر ذی الحجہ گذرنے نہین پایا کہ آپ شہید ہوئے پانچ سو انتالیس (۵۳۹) حدیثین بروایت حضرت عمر کے جناب رسول مقبول سے کتب احادیث مین موجود ہین منجملہ اوسکے چھبیس (۲۶) حدیثین وہ ہین جسکو امام بخاری اور مسلم دونون نے روایت کیا ہی اور چونتیس حدیثین فقط مرویات بخاری سے ہین اور اکیس حدیثین افراد مسلم سے ہین یعنی صرف امام مسلم نے اوسکو روایت کیا ہی امام بخاری اوسکے روایت شریک مسلم نہین ہین حضرت عمر نے امر خلافت کو بشورہ درمیان حضرت عثمان او حضرت علی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص کے چھوڑا تھا بعد رحلت آپکے بقیہ بزرگان نے مفوض اوپر رای حضرت عبدالرحمن کے کیا اونھون نے حضرت عثمان کو واسطے خلافت کے اختیار کیا اور بیعت کی پس علی مرتضی وجملہ صحابہ نے بھی بلا تامل حضرت عثمان کے بیعت قبول فرمائی اور اوپر خلافت حضرت عثمان کے اتفاق واجماع صحابہ ہو گیا

مقصد چہارم ذکر فضائل حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ

ہین فضائل آپکے احادیث مین بکثرت وارد ہین منجملہ اوسکے یہ ہی کہ آپ مشرف بہ ہجرتین ہوئے اول ایکبار حبشہ ہجرت کے بعد اوسکے مدینہ منورہ مین ہجرت فرمائے پہلے نکاح آپکا رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تھا زمانہ غزوہ بدر مین اونکا انتقال ہوا تب آنحضرت نے دوسری صاحبزادی ام کلثوم کو آپکے نکاح مین دیا اونھون نے بھی سنہ نو ہجری مین وفات پائی طبرانی نے علقمہ بن مالک سے

روایت کی ہی لما ماتت بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت عثمان قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم زوجوا عثمان لو کان لی ثالثۃ لزوجتہ وما زوجتہ الا بالوحی من اللہ
یعنی جب ام کلثوم نے وفات پائی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجمع عام مین
لوگون سے فرمایا کہ حضرت عثمان کا نکاح کرتے جاؤ اگر میری تیسری لڑکی اور ہوتی تو مین
وہ بھی انکے نکاح مین دیتا اور دونو لڑکیان جو مینے انکے نکاح مین دین بامر آلہی دین
اور ابن عساکر نے حضرت علی مرتضی سے روایت کی ہی کہ فرمایا آپنے سنا مینے آنحضرت
کو کہ فرمارہے تھے حضرت عثمان سے یہ امر کہ اگر میری چالیس لڑکیان ہوتین تو مین
ایک بعد دیگرے برابر تمہارے نکاح مین دیتا جاتا اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر
مین لکھا ہی وروی انہ علیہ السلام قال لہ والذی نفسی بیدہ لو ان عندی مایۃ بنت
یمتن واحدۃ بعد واحدۃ زوجتک اخری یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عثمان سے کہ اگر میری سو لڑکیان ہوتین اور ایک بعد دیگرے مرتی جاتین تو مین
سبکو ایک بعد دیگرے تمہارے نکاح مین دیتا جاتا علما لکھتے ہین کہ یہ فضیلت
کسی نبی کی دو لڑکیون کا ایک شخص کے نکاح مین آنا کسی زمانے مین کسیکو سواے حضرت
عثمان کے نصیب نہین ہوا اور چونکہ دو لڑکیان کہ ہر ایک اونمین سے نور تھی تھین
آپکے نکاح مین آئین اسیوجہ سے آپکا لقب ذوالنورین ہوا ترمذی نے طلحہ بن عبید اللہ
سے روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نبی کا ایک رفیق ہوگا اور رفیق
میرے جنت مین حضرت عثمان ہین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غزوہ تبوک مین
اموال کثیرہ واسطے سامان جہاد کے حاضر لانا اور اوسپر آنحضرت کا خوش ہوکر یہ فرمانا
کہ ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم یعنی آج حضرت عثمان نے جو مال راہ خدا مین خرچ کیا

ایسا مقبول حضرت ایزدی ہوگیا کہ بعد آج کے عثمان جو کچھ عمل کرین اونکے حق مین
مضر نہوگا اور مواخذۂ عقبی سے خود بری رہینگے اور بیعۃ الرضوان کے وقت آنحضرت کا
دست مبارک کو اپنے حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دینا اور بوجہ کمال حیاء عثمانی کے
خود آنحضرت کا حضرت عثمان سے حیا کرنا اور وقت تشریف آوری کے کپڑے سے تمام
اعضا کو بخوبی چھپا کر بیٹھ جانا اور ایک شخص حضرت عثمان سے بغض رکھتا تھا لہذا
آنحضرت کا اوسکے جنازے کی نماز نہ پڑھنا اور وقت اختراء بیر رومہ حضرت عثمان کے واسطے
آنحضرت کا ضامن جنت ہونا وغیر ذلک فضائل بیشمار حضرت عثمان کے کتب احادیث
و سیر مین موجود ہین تاریخ الخلفاء مین لکھا ہی اخرج ابن عساکر عن عبد الرحمن بن مهدی
قال خصلتان لعثمان لیستا لابی بکر ولا لعمر رضی اللہ عنہما صبره نفسه حتی قتل و جمع الناس
علی المصحف یعنی عبد الرحمن بن مہدی سے روایت ہی کہ وہ کہتے تھے دو صفت حسنہ
حضرت عثمان مین ایسی تھین کہ وہ حضرت ابوبکر و عمر مین بھی پائی نہین گئین ایک صبر کرنا
اپنے نفس پر یہان تک کہ قتل کئے گئے دوسری جمع اور متفق کر دینا خلائق کا اوپر
مصحف کے کہ اختلاف باقی نرہے ظاہر ہی کہ یہ دو نو صفتین دال اوپر عظمت شان
عثمانی کے ہین اور آپنے جو اپنی خلافت مین جمع قرآن فرما کر رفع منازعت فرمائی اوسکی
تفصیل اتقان و شروح صحیح بخاری مین بسط بسیط کے ساتھ مرقوم ہی خلاصہ اوسکا
یہ ہی کہ ابتداءً قرآن مجید لغت قریش مین نازل ہوا تھا اوسکے بعد جب آنحضرت نے
دیکھا کہ دوسری لوگون پر پڑھنا قرآن کا اس لغت مین دشوار ہی تب آپنے وسعت
چاہی حسب استدعا آپکے حکم ایزدی ہوا کہ ہر شخص اپنے لغت مین پڑھے یہی حکم برابر باقی
رہا حضرت عثمان کو اپنے زمانہ خلافت مین یہ معلوم ہوا کہ اہل عراق و شام وغیرہ اون

اوپر قرارت قرآن کے جھگڑتے ہین اور ہر فرقہ اپنے اپنے قرارت کو جو اونھین کے لغات مین
تھے دوسرے کی قرارت سے بہتر کہتا ہی لہذا آپنے مناسب سمجھا کہ قرآن شریف ایک جگہ لغت قریش
مین لکھا جاوے اور اوسی لغت مین سبلوگ پڑہین دوسرے لغات مین پڑھنا قرآن کا
موقوف کردیا جاوے اسواسطے کہ ابتدااً اسی لغت مین نزول قرآن کا ہوا تھا صرف بوجہ
عسر و دشوار ہونے انجام قرارت قرآن کے بلغت قریش ہر قبائل سے توسیع کی گئی تھی
اور اب وہ عسرت باقی نہین رہی کہ لغت قریش کے ساتھہ لوگونکو مناسبت حاصل ہوگئی
اور بقاء توسیع مین اب اندیاد منازعت مطمح نظر ہی آور یہ ارادہ اپنا آپنے حضرت علی
کرم اللہ وجہہ و دیگر صحابہ سے ظاہر کیا جب اتفاق آراء صحابہ ہوا تب آپنے وہ صحائف
جسمین حضرت ابو بکر نے اپنی خلافت مین قرآن شریف کو کہ اوسکے سور و آیات کتابۃً مجتمع
نہ تھے بلکہ لوگون کو زبانی یاد تھے یا خرمیکی چھال اور سنگہائے نازک اور ادیم وغیرہ پر متفرق
لکھے ہوئے تھے جمع کرایا تھا اور وہ زمانہ حضرت عثمان مین حضرت حفصہ کے پاس تھا
طلب فرمایا اور اوس سے آیات قرآنیہ کو ایک صحیفے پر بلغت قریش نقل کرایا تاکہ جمع کامل
طور پر ہوجاوے اور تفرق صحائف اور تفرق لغات کچھہ بھی باقی نرہی اور ماورا اوسکے
جو آیات قرآنیہ متفرق اور بلغات مختلفہ جابجا پراگندہ تھین سبکے جلادینے کا حکم کیا من بعد
بروایتے پانچ اور بروایتے چار اور بروایتے سات نسخے اوسکے نقل کراکے متفرق اقالیم مین
روانہ فرمائے اور اوسی سے ایک نسخہ مدینہ منورہ مین رکھا پس معلوم ہوا کہ جمع عثمانی عبارت ہی
جمع سور قرآنیہ سے ایک صحیفے مین بلغت قریش نہ جمع متفرق سور کا اور نہ جمع فی الکتابۃ
ابتداءً اسیوجہ سے علماء نے لکھا ہی کہ فرق جمع صدیقی اور جمع عثمانی مین یہ ہی کہ جمع صدیقی
باندیشہ تلف و ضیاع قرآن تھا اور جمع عثمانی بہ نیت حفاظت خلائق کے منازعت

فرق درمیان جمع قرآن عثمانی و جمع قرآن صدیقی

فی القراءت سے واقع ہوا اتقان فی علوم القرآن مین مرقوم ہی اخرج ابن ابی داود بسند
صحيح عن سويد بن غفلة قال قال علی رض لا تقولوا فی عثمان الا خيرا فوالله ما فعل الذی فعل
فی المصاحف الا عن ملأ منا قال فما تقولون فی هذه القراءات فقد بلغنی ان بعضهم يقول
ان قراءتی خير من قراءتك وهذا يكاد يكون كفرا قلنا فما ترى قال ارى ان نجمع الناس على
مصحف واحد فلا يكون فرقة ولا اختلاف قلنا فنعم ما رأيت قال ابن التين وغيره ان
الفرق بين جمع ابی بكر وجمع عثمان ان جمع ابی بكر لخشية ان يذهب من القرآن شیٔ بذهاب
حملته لانه لم يكن مجموعا فی موضع واحد فجمعه فی صحائف مرتبا لآيات سوره على ما وقفهم عليه
النبی صلی الله عليه وسلم وجمع عثمان كان لما كثر الاختلاف فی وجوه القراءات حين قرأوه
بلغاتهم على اتساع اللغات فادی ذلك بعضهم الى تخطئة بعض فخشی من تفاقم الامر فی
ذلك فنسخ تلك الصحف فی مصحف واحد مرتبا لسوره من سائر اللغات على لغة قريش
محتجا بانه نزل بلغتهم وان كان قد وسع قراءته بلغة غيرهم رفعا للحرج والمشقة فی ابتداء
الامر فرأى ان الحاجة الى ذلك انتهت فاقتصر على لغة واحدة انتهی اور بھی اتقان مین ہی
روی البخاری عن انس ان حذيفة بن اليمان قدم على عثمان رض وكان يغازی اہل الشام
فی فتح ارمينية وآذربيجان مع اہل العراق فافزع حذيفة اختلافهم فی القراءة فقال
لعثمان ادرك الامة قبل ان يختلفوا اختلاف اليهود والنصاری فارسل الی حفصة
ان ارسلی الينا بالصحف ننسخها فی المصاحف ثم نردها اليك فارسلت بها حفصة الی
عثمان فامر زيد بن ثابت وعبد الله بن الزبير وسعيد بن العاص وعبد الرحمن بن الحارث
بن هشام فنسخوها فی المصاحف وقال عثمان للرهط القرشيين الثلثة اذا اختلفتم انتم وزيد
بن ثابت فی شیٔ من القرآن فاكتبوه بلسان قريش فانه انما نزل بلسانهم ففعلوا انتهی

اذا نسخوا الصحف فی المصاحف رد عثمان الصحف الی حفصة وارسل الی کل افق بمصحف مما
نسخوا وامر بما سواه من القرآن فی کل صحیفة او مصحف ان یحرق انتہی مختصر القدر الحاجة
ہرگاہ مضامین صدر معہ دلائل و سند کتب مرتسم ضمیر ہو چکے واضح ہوا کہ یہ لکھنا بعضی ما جہلا کا
کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین قرآن شریف کی آیۂ منسوخہ پر جب لا
آدمیون کو لڑتا پایا خود حافظ قرآن ہی تھی اور حفاظ کو بلا کے سات جلدین قرآن شریف کی
نقل کرائین اور قلمرو اسلام مین روانہ کین اور باقی آیات متنازعہ فیہا کو جلا دیا الخ
خلاف تحقیق اور منافی فحوای احادیث صحیحہ ہی کہ جو حدیث صحیح بخاری کی اور عبارت
اتقان کی صدر مین نقل کی گئی نہ اوس سے تخصیص جلا دینے آیات متنازعہ فیہا کی
سمجھی جاتی ہی نہ آیۂ منسوخہ پر لڑائی ہونا منشأ جمع عثمانی سمجھہ مین آتا ہی احادیث مرویہ
حضرت عثمان کے کتب احادیث مین ایکسو چھیالیس مندرج ہین منجملہ اوسکے تین حدیث
کی روایت امام بخاری و مسلم دونو کی ہی اور آٹھہ حدیث افراد بخاری سے اور پانچ افراد
مسلم سے ہین شہادت پائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایام اوسط تشریق ۳۵ ھ مین
قتل کیا آپکو اوباش مصر نے ایسے حال مین کہ قرآن مجید آپکے سامنے کھلا رکھا تھا اور آپ مشغول
بتلاوت تھے خون آپکا آیہ فسیکفیکہم اللہ وہو السمیع العلیم پر گرا انا للہ وانا الیہ راجعون بعد شہادت
حضرت عثمان کے باتفاق کبار مہاجرین و انصار کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ صدر نشین خلافت ہوئے

مقصد پنجم ذکر فضائل حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ مین

حیدر یعنی شیر اور کرار یعنی مکرر حملہ کرنیوالے کے اور مرتضے یعنی پسندیدہ کے القاب
شریفہ دال علی الفضل سے آپکی ہین آپکی دو کنیت مشہور ہین ایک ابو الحسن یعنی باپ
حضرت حسن کے دوسرے ابو تراب یعنی باپ مٹی کے جامع ترمذی مین مسطور ہی

ف بعضی مہاجرین کے ... وقت ... قرآن منازعت ... بعض آیات منسوخہ ... یہ دونوں امر غلط اور خلاف تحقیق ہین

ف ... احادیث مرویہ حضرت عثمان ... تین حدیث ...

ف سنہ تاریخ شہادت حضرت عثمان ...

والکنیتان ابوتراب وابوالحسن انتہی وجہ کنیت اول کی توظاہر ہی اور بیان وجہ دوم
مین ایک قصہ طویلہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین مذکور ہی وہ یہ ہی کہ ابوحازم سہل بن
سعد سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص آل مروان سے عامل مدینہ مقرر ہوا اوسنے
حضرت سہل کو بلاکر حکم کیا کہ حضرت علی پر سب وشتم کرو اور گالیان دو اونھون نے
ابا اور انکار کیا تب کہا اوسنے کہ اچھا بلفظ علی تم سب وشتم کرنے مین مضائقہ کرتے ہو
تو یون کہو لعن اللہ اباتراب یعنی لعنت کرے خدا ابوتراب پر تب سہل نے فرمایا
کہ حضرت علی کے نزدیک کوئی نام احب اور پسندیدہ زیادہ ابوتراب سے نہین تھا
جب آپ اس کنیت سے بلائے جاتے تھے بہت خوش ہوتے تھے پس کیونکر اس کنیت کے
ساتھ مین بے ادبی کرسکتا ہون تب وس عامل نے کہا کہ اچھا خبر دو مجھے قصے سے
اس کنیت کے کہ ابوتراب جو یعنی باپ مٹی کے ہی کیون نام حضرت علی کا ہوا تب فرمایا
سہل نے کہ ایک روز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے
اور حضرت علی مرتضی کو نہین پایا پس پوچھا حضرت سیدہ سے این ابن عمک یعنی کہان ہے
بیٹا چچا کا تمھارے یعنی حضرت علی حضرت سیدہ نے جواب دیا کہ درمیان میرے اور انکے
کچھ رنجش ہوگئی ہی اس وجہ سے وہ کہین چلے گئے ہین آج دوپہر کو میرے پاس سوئے
بھی نہین یہ سنکر آنحضرت نے ایک شخص سے فرمایا کہ دیکھو حضرت علی کہان ہین اوس
شخص نے کہا کہ مسجد مین ہین اور سوئے ہین پس آئے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم مسجد مین پاس حضرت علی کے اور حضرت علی مسجد مین سوئے تھے اور چادر مبارک
انکی ایک جانب سے گرگئی تھی اور اوس جانب جسم شریف مین مسجد کے مٹی لگ گئی تھی
پس آنحضرت تشریف لاکر مٹی جسم مبارک سے حضرت علی کے جھاڑنے لگے اور فرماتے جاتے تھے

قم ابا التراب قم ابا التراب یعنی اوٹھو اے باپ مٹی کے اوٹھو اے باپ مٹی کے اوسی روز سے آپکا نام ابو تراب مشہور ہوا اس قصے سے کمال ملاطفت اور محبت فرمانا آنحضرت کا ساتھ حضرت علی کے ہویدا ہوا حضرت علی مرتضی سابقین فی الاسلام سے ہین ابو یعلی وغیرہ نے روایت کی ہی کہ فرماتے تھے حضرت علی مرتضی بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین واسلمت یوم الثلثاء یعنی آنحضرت بروز دوشنبہ نبی ہوئے اور مین دوسرے ہی دن اوسکے کہ سہ شنبہ تھا مشرف باسلام ہوا اختلاف ہی آپکی عمر شریف مین وقت ایمان لانیکے حافظ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین چار قول نقل کیے ہین ایک قول یہ ہی کہ دس برس کے تھے بعضوں کا قول ہی نو برس کے تھے کسی نے لکھا ہی آٹھ برس کے تھے بعضے علماء نے آٹھ برس سے بھی کم عمر ہونیکی روایت کی ہی بہر حال آپکا صغر سنی مین قبل بلوغ کے ایمان لانا متفق علیہ ہی خود شعر آپکا جسمین آپنے اپنی سبقت اسلامی کو بیان فرمایا ہی اس امر پر دال ہی وہ شعر حسب نقل صاحب نور الانوار وغیرہ کے یہ ہی ؎ سبقتکم الی الاسلام طرا ✤ غلاما ما بلغت اوان حلم ✤ بلکہ حضرت ابن عباس اور انس اور زید بن ارقم اور سلمان فارسی وغیرہ نے آپکو اول من اسلم فرمایا ہی اور بعضوں نے آپکی اولیت فی الاسلام پر اجماع نقل کیا ہی آپکے مناقب سے ایک یہ امر ہی کہ آپ اندر مکہ معظمہ کے پیدا ہوئے چنانچہ ازالۃ الخفا مین مرقوم ہی قال الحاکم فی ترجمۃ حکیم بن حزام وقول مصعب فیہ لم یولد قبلہ ولا بعدہ فی الکعبۃ احد ما لفظہ وہم مصعب فی الحرف الاخیر فقد تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیر المومنین علیا فی جوف الکعبۃ انتہی محمد بن اسحق وغیرہ نے روایت کی ہی کہ ایک مرتبہ قحط شدید ہوا اور تمامی قریش شدت قحط سے پریشان حال ہوئے اور ابو طالب کثیر العیال تھے لہذا

ف اقوال منقولہ در تعیین سن حضرت علی مرتضی وقت ایمان لانیکے

ف [illegible] حضرت علی مرتضی [illegible]

ف نشان ولادت شریف حضرت علی مرتضی [illegible]

آنحضرت نے حضرت عباس چچا سے اپنے جو اغنیاء قریش سے تھے فرمایا کہ آپکے
بھائی ابو طالب کثیر العیال ہین اور قحط کی یہ شدت ہی بدینوجہ بہتر ہوتا کہ ہملوگ
اونکے بعض عیال کے متکفل ہوجاتے تاکہ اونکو تخفیف وسہولت ہوتی حضرت
عباس نے اس امر کو قبول کیا اور دونو صاحب ابو طالب کے پاس آئے اور
بعد اظہار ارادہ کے حضرت علی کو آنحضرت اپنے ساتھہ لائے اور متکفل تربیت کے
ہوئے اور حضرت جعفر کفالت حضرت عباس مین آئے بناءً علیہ حضرت علی
اوسیوقت سے کہ محض صغیر السن تھے ظل تربیت و کفالت نبوی مین رہی اور
ہر امر مین آنحضرت کی اتباع مین مصروف تھے یہانتک کہ ابتدای زمانۂ نبوت
مین جب آنحضرت بخوف کفار چھپکر نماز ادا فرمایا کرتے تھے اور شہر سے باہر بغرض
اختفا تشریف لیجاتے تھے حضرت علی بھی ابو طالب سے چھپکر ہمراہ آنحضرت کے
ہوا کرتے تھے اور بمعیت آنحضرت کے ادائے نماز مین مشغول رہتے تھے پس یہ کمال
فضل الٰہی شامل حال حضرت علی کے ہوا کہ ابتداء عمر سے تزکیۂ باطن و حصول تہذیب
ہرگونہ کی صورت پیدا ہوگئی اور موجب نجات کے آپکی تلوث بہ نجاسات شرک وغیرہ
خرافات سے ہوئی حافظ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا مین افادہ فرماتے ہین

قال الحسن بن زید بن الحسن ولم یعبد الاوثان قط لصغره یعنی حضرت علی نے کبھی
بتونکی پرستش وعبادت نکی بوجہ ایمان لانیکے کمسنی مین اور چونکہ آپنے کاہی جبہہ مبارک
وروی مقدس کو کسی بت کے سامنے نہین جھکایا لہذا آپکا روی مبارک اکرم وجوہ ہوا
اسیوجہ سے دعاء تکریم وجہ کے ساتھہ آپکو یاد کرتے ہین اور آپکے اسم مبارک کے بعد کرم اللہ
وجہہ کہتے ہین فاضل طحطاوی حواشی در مختار مین لکہتے ہین وخص البعض عنه بکرم الله

وجہ لان ذلک الوجہ الشریف لم یسجد لصنم قط لما اسلم وہو ابن سبع او ثمان علی ما قیل وہو اول من اسلم من الصبیان انتہی اور تحفۃ المحبین بمناقب الخلفاء الراشدین مین مرقوم ہی وقال الحسن بن زید بن الحسن لم یعبد الاوثان قط لصغرہ اخرجہ ابن سعد ولذا یقال فیہ کرم اللہ وجہہ دون غیرہ من الصحابۃ انتہی شریک رہی آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر اور احد وغیرہ تمامی غزوات مین سواے غزوہ تبوک کے کہ وقت تشریف بری تبوک کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو واسطے محافظت اہل وعیال کے مدینہ منورہ مین چھوڑ گئے تھے بنا علیہ بنظر تعمیل حکم نبوی آپ مدینہ منورہ مین رہی تبوک جانیکا اتفاق نہین ہوا چنانچہ تاریخ الخلفاء مین مسطور ہی وشہد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدرا واحدا وسائر المشاہد الا تبوک فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استخلفہ علی المدینۃ انتہی جب آنحضرت آپکو تبوک جاتے وقت مدینہ منورہ مین چھوڑ گئے اوسوقت بھی ایک منقبت عظیمہ سے آپکو سرفراز کیا تفصیل اوسکی حسب مودای احادیث صحیحہ یہی کہ جب آنحضرت حضرت علی کو بنظر حفاظت اہل وعیال کے مدینہ منورہ مین چھوڑ کر عازم تبوک ہوئی حضرت علی یہ سمجھکر کہ شاید آنحضرت استخفافا مجھے چھوڑے جاتے ہین فرمانی لگے کہ آپ مجھکو لڑکون اور عورتون مین چھوڑے جاتے ہین اور حاکم نے روایت کی ہی کہ جب آنحضرت روانہ تبوک ہونے لگے حضرت علی نے فرمایا اخرج معک یعنی چلون مین ساتھ آپکے آپنے فرمایا لا یعنی نہین پس رونے لگے حضرت علی مرتضی بخیال محروم رہ جانیکے برکت معیت حضرت رسالت سے اور بعضی روایات مین وارد ہوا ہی کہ جب آنحضرت حضرت علی کو بغرض حفاظت اہل وعیال کے مدینہ منورہ مین چھوڑ کر روانہ تبوک ہوئے منافقون نے کہنا شروع کیا کہ پیغمبر حضرت علی بھاری ہو رہے تھے اور کم رتبہ ہین اسواسطے

ف بیان اسکا کہ حضرت علی مرتضیٰ ساتھ رسول اللہ کے تمامی مشاہد مین سواے تبوک کے

اونکو ساتھ نہین لیا حضرت علی کو یہ سن سنکر رنج ہوا آخر ہتہیار وغیرہ سامان سفر
لیکر روانہ ہوے اور اثنار راہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور یہ
منافقون کا طعنہ بیان کیا اور کہا یا حضرت کیا آپ مجھکو عورتون اور لڑکون پر خلیفہ
کرتے ہین تب حضرت نے فرمایا یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی
بعدی یعنی ای علی مرتضی تمہارا رتبہ میرے نزدیک ویسا ہی ہی جیسا حضرت ہارونکا تہا
حضرت موسی کے نزدیک مگر اتنا فرق ہی کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہین یعنی اس استخلاف
مین کچھہ رتبہ نہین جاتا ہی دیکھو حضرت موسی علیہ السلام جب کوہ طور پر گئے تہے تو اپنے
بڑے بھائی حضرت ہارون پیغمبر کو اپنے گھربار اور بنی اسرائیل پر خلیفہ کر گئے تہے تو جیسے
حضرت ہارون کی عزت حضرت موسی علیہ السلام کی نزدیک تھی ویسی ہی تمہاری بھی
عزت میرے نزدیک ہی ہان اتنی بات البتہ حضرت ہارون مین زیادہ تھی کہ وہ پیغمبر
بہی تھے اور تم پیغمبر نہین اسواسطے کہ مین خاتم النبیین ہون میرے بعد کسی کا پیغمبر ہونا
ممکن نہین اس حدیث سے بڑی فضیلت حضرت علی مرتضی علیہ السلام کی ثابت ہوئی اور
کمال رتبہ مرتضوی جلوہ گر ہوا چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ ازالۃ الخفا مین
ضمن تعداد مآثر مرتضویہ کے لکھتے ہین از انجملہ آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون متوجہ
غزوہ تبوک شدند برای تعہد حال عیال خود حضرت مرتضی را در مدینہ گذاشتند ودر ضمن
آن تشریفی عظیم کرامت فرمودند قال محمد بن اسحق وخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی بن ابیطالب علی اہلہ وامرہ بالاقامۃ فیہم فارجف بہ المنافقون وقالوا ما خلفہ الا استثقالا
لہ وتخففا منہ فلما قال ذلک المنافقون اخذ علی رضی اللہ عنہ سلاحہ ثم خرج حتی اتی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وہو نازل بالجرف فقال یا نبی اللہ زعم المنافقون انک انما خلفتنی

فقال کذبوا فقد خلفتک لما ترکت ورائی فارجع فاخلفنی فی اہلی واہلک افلا
ترضی یا علی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی فرجع علی الی المدینۃ
ومضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سفرہ انتہی بقدر الحاجۃ اور حضرت شیخ عبد الحق
محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین ذیل قصۂ تبوک کے لکھتے ہین در حدیث بخاری ومسلم
از حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آمدہ کہ چون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
از مدینہ عزم بیرون رفتن کرد علی بن ابی طالب را کرم اللہ وجہہ در اہل خود خلیفہ گردانید
پس علی مرتضی بعرض رسانید کہ یا رسول اللہ من در ہیچ غزوہ تخلف نمودہ ام چگونہ است
کہ این نوبت مرا میگذاری وگفت گذاشتی مرا یا رسول اللہ در مردان وزنان فرمود
آیا راضی نیستی تو ای علی کہ باشی تو نسبت بمن بمنزلۂ ہارون نسبت بموسی لیکن فرق
آنست کہ ہارون نبی بود وبعد از من ہیچکس را نبوت نخواہد بود وآوردہ اند کہ چون علی
مرتضی را کرم اللہ وجہہ در مدینہ گذاشت منافقان وحاسدان گفتند کہ رسول خدا علی را
بجہت آن گذاشت کہ ثقلی در خاطر از وی داشت پس علی مرتضی از عقب حضرت
بیرون آمد در جرف باو رسید وصورت واقعہ را معروض گردانید فرمود مردم دروغ
گفتہ اند من ترا برای آن گذاشتہ ام تا خلیفہ من باشی در اہل من ودر اہل خود یعنی فاطمہ
وتعہد حال ایشان نمائی واین حدیث فرمود انتہی ملخصا تحقیق صدرت بسند کتب معتبرہ
ثابت ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عذر کرنا بخصوص قیام مدینہ کے یا بخیال حسرت
مہجوری آنحضرت کے اور محروم رہجانیکے برکت معیت حضرت رسالت سے تھا جیسا کہ
جملۂ در ہیچ غزوہ تخلف نمودہ ام چگونہ است کہ این نوبت مرا میگذاری اوس پر دال ہی یا طعنہ
منافقین کا منشا اسکا پڑا تھا نہ جیسا کہ بعض اعیان نے سمجھا ہی اور بان عبارت اس قصے کو

لکھاہی اجب تبوک کی لڑائی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
اپنی محافظت خاندان پر چھوڑ جانیکا ارادہ فرمایا حضرت امیر نے بمقتضای سن جوانی نے
خانہ نشینی پسند نہ کی رنگ چہرہ کا متغیر ہوگیا بحضور آنحضرت صلعم آئے اور کمال الحجس سے کمال
بی ادبی بشان مرتضوی مفہوم ہی اسلیے کہ عرف عام مین مقتضای سن جوانی کا مطلب
میلان بلہو ولعب وبطالت وتوجہ باموردالہ علی الوقاحت ونادانی ہوا کرتاہی پس
ان امورات کا انتساب طرف حضرت امیر علیہ السلام کے کب شان اہل ایمان ہے
علی الخصوص کہ نام ونشان اس وجہ کا کتب متداولہ معتمدہ حدیث وسیر مین پایا نہین
جاتاہی اور اگر کلمہ مقتضای سن جوانی کے کوئی تاویل حسن بھی کیجاوی جب بھی قطع نظر
الزام نقل وجہ منافی ومخالف کتب معتبرہ حدیث وسیر کے اتیان کلمہ موہمہ تحقیر کے
پاداش سے جسکا امتناع بمؤدای لاتقولوا راعنا کے ثابت ہے صاحب تحریر کو نجات
نہین ہوسکتی اور منجملہ فضائل عظیمہ مرتضویہ کے یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت فاطمہ
زہرا سیدۃ النساء کو نکاح مین حضرت علی کی دیا اور یہ نکاح مین آنا حضرت سیدہ کا
موجب ظہور کمال رفعت شان مرتضوی ہوا چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ
ازالۃ الخفا مین ذیل تعداد مآثر مرتضویہ کے لکھتے ہین ازانجملہ آنکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت مرتضی را رضی اللہ عنہ بحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تزویج فرمود ودرین ضمن تشریف
عظیم وتعظیم فخیم کرامت نمود انتہی فائدہ جلیلہ نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ
حضرت علی مرتضی کے بحکم الہی وبعد نزول وحی کے ہوا تھا ایسا نہ تھا کہ آنحضرت نی خود
اپنی تجویز سے بلا اذن الہی نکاح کردیا ہو جیسا کہ خارجیون نے دعوی کیا ہی اور وجہ
دعاء خوارج کے یہ ہی کہ وہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضائل کے منکر بلکہ شان

فصل غلطی بعضی بیان کی مخصوص اعیان نصیحت حدیث ... سن جوانی کے ... ادبی ... بشان مرتضوی

ثبات اس امر کا کہ نکاح حضرت فاطمہ کا حضرت مرتضی کے ساتھ بحکم الہی و نزول وحی ہوا تھا نہ خلاف معتقد خارجین

مرتضوی کے معترف ہیں اور ہر گاہ یہ مان لینگے کہ حضرت علی مرتضی بحکم الٰہی تزویج حضرت سیدہ کے
واسطے خاص اور تجویز کیے گئے تو اس سے بڑی فضیلت حضرت علی کی ثابت ہو جائیگی اسلیے
خوارج اذن الٰہی کے منکر ہیں اور علماء خوارج بہ نقل دلائل و براہین بہت کوشش عدم
اثبات اذن الٰہی میں کرتے ہیں مگر اہل سنت کے نزدیک چونکہ تزویج حضرت فاطمہ زہرا
بامر اللہ ثابت ہے علماء اہل سنت خوارج کا جواب دندان شکن دیتے ہیں اور بحکم الٰہی نکاح
ہونا حضرت سیدہ کا حضرت علی سے اور اس امر کا موجب رفعت شان مرتضوی کا ہونا
ثابت کرتے ہیں تھوڑا قصہ انکار خوارج اور جواب اہل سنت کا تحفہ اثنا عشریہ چھاپہ دہلی
تقطیع خورد صفحہ (۲۹۶) کے حاشیہ پر جو متعلق اس شعر منسوب الی الامام الشافعی کے
ہے مثل زوجۃ فاطم غیرہا + وفی غیرہ ہل اتی ہل اتی + کے ہے منقول ہے
وہ یہ ہے نواصب گفتہ اند صاحب جامع الاصول از نسائی آوردہ کہ شیخین فاطمہ را
خواستگاری کردند و آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہر دو ایشاں اعتذار نمود وعلی
او را خواستگاری کرد پس با وی نکاح کرد و ازیں روایت معلوم می شود کہ وجہ تخصیص
علی بایں تزویج موافقت در سال بود نہ امر دیگر اہل سنت جواب گفتہ اند کہ جائز ست کہ
آنحضرت ہم در ابتداء ہمیں عذر را اعتذار آوردہ باشد لیکن در روایات دیگر آمدہ کہ ایں تزویج
بامر جبرئیل واقع شد پس مبنی بر فضیلت ست نہ محض بر موافقت سن و سال انتہی اب
جاننا چاہیے کہ خوارج تو ظاہر دشمن اہلبیت ہیں اور رد و قدح کرنا ان امور و روایات
میں جس سے فضیلت حضرت علی مرتضی کی سمجھی جاتی ہو انکا شیوہ ہے لہذا انکا انکار کرنا
تزویج حضرت فاطمہ سے باذن اللہ محل عجب نہیں مقام عجب تو یہ ہے کہ بعض متسمیان باہل السنۃ
والجماعت کو حقیقۃً منکر اس امر کا پایا اور غرق لجہ حیرت ہوا اور مناسب سمجھا کہ جب

ف حضرت فاطمہ کا نکاح بامر اللہ ہونے کا انکار کرنا عقیدہ خوارج کا ہے نہ اہل سنت کا

تذکرہ اس امر کا آگیا تو بعض عبارات کتب اہل سنت و جماعت کے اس بادہ مین نقل
کردون تاکہ مزیل شبہ ارباب شک و ارتیاب اور موجب ازدیاد ایقان ارباب اتقان
ہوئی مواہب لدنیہ مین قصۂ طویلہ نکاح حضرت فاطمہ کا بروایت حضرت انس سے
مرقوم ہی اوسمین یہ کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بمجمع حضرت ابوبکر و عمر وغیرہ
اجلہ صحابہ کے فرمایا تھا ثم ان اللہ عز وجل امرنی ان ازوج فاطمۃ من علی بن ابیطالب
فاشہدوا انی قد زوجتہ علی اربع مائۃ مثقال فضۃ ان رضی بذلک علی الخ موجود ہی جس سے
صاف ظاہر ہی کہ آنحضرت من عند اللہ مامور تھے واسطے نکاح کر دینی حضرت فاطمہ کے
ساتھ حضرت علی کے علی ہذا تصریح انکاح بامر اللہ کے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین موجود
ہی عبارت اوسکی یہ ہی اما فاطمۃ الزہراء البتول فولدت سنۃ احدی و اربعین من مولد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و تزوجت بعلی بن ابی طالب فی السنۃ الثانیۃ و کان تزویجہا بامر اللہ
و وحیہ انتہی ملخصا بقدر الحاجۃ اور شرح مواہب للزرقانی مین ذیل احوال حضرت فاطمہ کے
مرقوم ہی و کان تزویجہا بامر اللہ کما قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ امرنی ان ازوج فاطمۃ
من علی رواہ الطبرانی برجال ثقات و وحیہ عطف سبب علی مسبب اذ الامر مسبب عن الوحی
انتہی اور معارج النبوۃ مین صفوۃ الصفا ابن جوزی سے بہت طوالت کے ساتھ غرائب
روایات متعلق تزویج حضرت فاطمہ کے منقول ہین اوسمین یہ قول آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا خطاب بعلی المرتضی موجود ہی یا ابا الحسن فرمان حضرت معبود جل وعلا درین باب
نافذ گشتہ برخیز تا بمسجد رویم و بحضور اشہاد انعقاد این عقد مبارک بتقدیم رسانیم انتہی
بقدر الحاجۃ اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین
در روایات آمدہ کہ خواستگاری کرد فاطمہ را ابوبکر صدیق پس تعلل کرد آنحضرت و فرمود در

انتظار وحی دارم در تزویج وی پیشتر خواستگاری کرد عمر اورا جواب داد و بهمین کلمه و در مشکوة
آورده که چون خطبه کردند فاطمہ را ابوبکر و عمر گفت آنحضرت که وی صغیرست پیشتر گفت علی را
ہم این و در روضة الاحباب گفته که گفتند بوی اہل و خواص وی که تو برو نزد آنحضرت و خواستگاری
کن دختر شریف او را گفت علی رضی اللہ عنہ شرم دارم من از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
و گفت رد کرد خواستگاری ابوبکر و عمر را من چون میدہ گفتند که تو نزدیک ترین مردی
بوی و ابن عم اوئی و پسر ابوطالبی برو و شرم مکن پس آمد علی رضی اللہ عنہ رسول خدا را
صلی اللہ علیہ وسلم و سلام داد بروی پس جواب سلام وی داد آنحضرت و گفت چه چیز
آورده است ترا نزد ما ای پسر ابوطالب گفت آمده ام تا خواستگاری کنم فاطمہ را پس
فرمود رسول خدا مرحبا و اہلا و زیادہ نه کرد برین و در روایتیست از انس رضی اللہ عنہ که بودم
من نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس در گرفت آنحضرت را حالتی که در میگرفت او را
نزد وحی در بوده شد از خود بیشتر گشاده شد آنحال بحالت خود آمد و فرمود یا انس آمد مرا
جبرئیل علیہ السلام از نزد پروردگار عرش و گفت بدرستی خدای تعالی امر میکند ترا که تزویج
کنی فاطمہ را با علی ای انس برو و بخوان ابوبکر و عمر و عثمان و طلحہ و زبیر را و جماعه از انصار را
پس حاضر آمدند این قوم و خطبه خواند آنحضرت خطبهٔ بلیغ انتہی بقدر الحاجه مدارج النبوة میں
لکہا ہی کہ خطیب نے بروایت ابن عباس نقل کی ہی کہ جب آنحضرت نے نکاح حضرت فاطمہ
کا حضرت علی سے کردیا تب حضرت فاطمہ رونے لگیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وجہ رونیکی دریافت فرمائی تب جواب دیا کہ یا رسول اللہ آپنے میرا نکاح ایسی شخص سے کردیا
کہ فقیر محض ہی مال وغیرہ کچھ نہیں رکہتا اسکو سوچکر روتی ہون تب فرمایا آنحضرت نے کہ ای
فاطمہ تو راضی نہیں ہی اس بات سے کہ خداوند تعالی نے دو شخص کو اہل زمین سے برگزیدہ کیا

ایک اوس سے تیرا باپ ہی اور دوسرا تیرا شوہر اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ سے یون
روایت کی ہو کہ آیا راضی نہین ہی تو کہ نکاح کر دیا مینے تیرا ساتھ ایسے شخص کے جو اول
مسلمان ہی ازروی اسلام کے اور داناترین اشخاص ہی ازروی علم کے اور تو بہترین
زنان امت کے میری ہی اور اس حدیث کو شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے بہی ازالۃ الخفا
مین باین عبارت نقل فرمایا ہی عن ابی ہریرۃ قال قالت فاطمۃ رضی اللہ عنہا یا رسول اللہ
زوجتنی من علی بن ابیطالب وہو فقیر لا مال لہ فقال یا فاطمۃ اما ترضین ان اللہ عز وجل
اطلع علی اہل الارض فاختار رجلین احدہما ابوک والآخر بعلک الحدیث اور قبل اسکے
شاہ صاحب لکھ چکے ہین کہ مین اس مقام مین احادیث موضوعہ اور ضعیفہ بضعف شدید سے
احتراز کر کے صرف احادیث صحیحہ و حسنہ و ضعیفہ بضعف متحمل کو نقل کرتا ہون جس سے
شبہہ موضوعیت و شدیدۃ الضعف غیر قابل احتجاج فی الفضائل ہونے حدیث منقول کا
مرتفع ہی اور یہ حدیث اوپر کمال عظمت مرتضویہ کے دال ہی کما لا یخفی حدیث انا من علی
و علی منی اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ کو جسکا حاصل معنی یہ ہی کہ فرماتے ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مین علی سے ہون اور علی مجھسے ہی ای خدا دوست رکھ اوسکو جو دوست
رکھے حضرت علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے حضرت علی کو اور کمال اتحاد مرتضوی
با حضرت نبوی اس سے ثابت ہی اور راوی اسکے حضرت زید بن ارقم و بریدہ اور عمران
بن حصین اور عمرو بن شاش وغیرہم ہین شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے ازالۃ الخفا مین
متواتر لکھا ہی غالبا مراد متواتر سے تواتر معنوی ہوگا صحیح مسلم وغیرہ مین مروی ہی غزوہ خیبر مین
جب اکثر صحابہ عاجز ہوگئے اور وہ قلعہ فتح نہوا تب آنحضرت نے فرمایا کہ کل صبح کو علم لشکر کا
ایسے شخص کو دونگا جو دوست رکھتا ہی اللہ اور رسول کو اور دوست رکھتا ہی اوسکو اللہ

اور رسول فتح کریگا اللہ اس قلعہ کو اوسکے ہاتھہ سے یہ سنکر اکثر صحابہ تمنا کرتے تھی کہ مین
اس فضیلت کو حاصل کرتا صحیح مسلم مین مروی ہی کہ حضرت عمر فرماتے ہین ما احببت
الامارۃ الا یومئذ یعنی مینے کبھی امیر لشکر ہونیکو دوست نہین رکھا الا اوس روز کہ اوس دن
مین بھی بامید حصول فضیلت محبوبیت و محبیت خدا و رسول اور فتح قلعہ کے تمنای
امارت و صاحب رایت ہونیکی کر رہا تہا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکو علم لشکر
نہین دیا بلکہ حضرت علی کو تلاش فرمانے لگے معلوم ہوا کہ اونکی آنکھہ مین درد ہی اور وہ
اوسکے صدمے سے بیقرار ہین آپنے بلوایا اور لعاب دہن شریف حضرت علی کی آنکھہ مین
لگا دیا اور دعای صحت فرمائی اوسیوقت حضرت علی کی آنکھہ کا درد جاتا رہا تب آپنے علم
لشکر حوالہ حضرت علی کے کیا اور فرمایا کہ لا تلتفت حتی یفتح اللہ علیک یعنی نہ التفات کرنا
کسی جانب جبتک کہ خدا فتح قلعہ نکردی پس حضرت علی مرتضی روانہ ہوئے تھوڑی دور
جاکر حضرت علی کو خیال آیا کہ مینے آنحضرت سے یہ نہین دریافت کرلیا کہ اہل خیبر سے قتال
کس امر کے لیے کرین آیا بغرض قبول کرنے ایمان کے یا دینے جزیہ وغیرہ وجوہ قتال کے
مگر چونکہ آنحضرت کی تعمیل حکم کا بہت خیال تھا حضرت علی نے رخ آنحضرت کی طرف نہین
پھیرا بلکہ خیبر ہی کی طرف رخ کیے ہوئے دریافت حال فرمایا اور روانہ ہوگئے اور اللہ
جل شانہ نے آپکے ہاتھہ سے فتح قلعہ خیبر فرمایا اس قصے سی غایت درجہ مطیع حکم نبوی
محبوب اور محب خدا و رسول ہونا حضرت علی کا اور انواع فضائل مرتضویہ کا ظہور ہوا
چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین وفیہ فضائل ظاہرۃ لعلی رض وبیان شجاعتہ
وحسن مراعاتہ لامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحبہ اللہ ورسولہ وحبہما ایاہ انتہی غزوہ خیبر
مین حضرت علی مرتضی نے کمال اعانت رسول مقبول کی کی ہی اور مورد فضل و منقبت

ہوئی ہین مدارج النبوۃ مین لکھا ہی کہ جب غزوۂ احد مین اکثر صحابہ فرار کر گئے حضرت علی
فرماتے ہین کہ اوسوقت جناب رسول مقبول کو مین تلاش کرنے لگا کہین نشان و پتا
آنحضرت کا نہین لگا تب یہ سمجہا کہ شاید اللہ جل شانہ کا غضب ہملوگون پر ہوا اور اوسنے
اپنی رسول کو آسمان پر بلا لیا پھر ایسی حالت مین زندہ رہنا عبث ہی یہ سوچکر تلوار
کھینچی اور صف کفار مین گھسا تاکہ قتال کرکے شہید ہوجاؤن جب تلوار کھینچکر مینے
صفوف اعدا کو درہم و برہم کیا دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑی ہین سمجہا کہ
خداوند تعالی نے بذریعہ ملائکہ کی اپنے حبیب کی حفاظت کی اوسی اثنا میں صف کفار مین
جب مین قریب آنحضرت کے پونہچا آپکو حالت غضب مین پایا اور مجھسے فرمانے لگے
کہ تم کیون نہین اپنے بہائیون کے ساتھ بہاگ گئے مینے عذر کیا اور عرض کیا کہ مجہی تو آپسے
غرض ہی اور آپکی اقتدا ہر جگہ مدنظر ہے تب آپنے فرمایا کہ اچھا تو اب میری حفاظت اور
نصرت کرو حضرت علی فرماتے ہین کہ مینے حسب ارشاد نبوی بسیاری کفار کو واصل
بجہنم کیا اور آنحضرت کے اعانت و صیانت مین سرگرم ہوگیا روایات مین آیا ہی
کہ بطور اس جانفشانی کے حضرت جبرئیل علیہ السلام مدح و ثنای مرتضوی بحضور نبوی
کرنے لگے آنحضرت نے اوسوقت کمال اتحاد و اخلاص یگانگی کو ظاہر فرمایا اور ارشاد کیا
انہ منی وانا منہ یعنی علی مجھسے ہی اور مین علی سے ہون اور اوسیوقت ایک آواز سنی گئی کہ کوئی ندا
دیتا ہی کہ رہا تھا لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار اور یہی مدارج مین مرقوم ہی کہ حضرت سعد
حضرت علی سے روایت کرتے ہین کہ فرماتے تھے حضرت علی غزوۂ احد مین سولہ ضربین مجہپر لگین
چار ضرب ایسی سخت تھین کہ مین زمین پر گر پڑا مگر جب مین گرتا تھا ایک مرد خوبرو کی وخوشبو کی
میرا بازو پکڑکر اوٹھا دیتا تھا اور کہتا تھا کہ متوجہ ہو طرف کافرونکی کہ تو اسوقت طاعت خدا

ورسول مین ہو اور وہ دونون تجھسے راضی ہین بعد فراغ جنگ کے مینی یہ حال رسول اللہ صلے اللہ علیہ اوس شخص کے بیان کیا فرمایا آپنے کہ وہ حضرت جبرئیل تھی اس سے بھی غایت فضل مرتضوی اور بکمال جلادت وجان نثاری آپکی ظاہر ہوئی تنبیہ علاوہ حضرت علی کے اور بھی اکثر صحابۂ کرام سے جلادت وجانفشانی غزوۂ احد مین ظاہر ہوئی ہی اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما منجملہ اون صحابہ کے ہین جو اوس غزوے مین ثابت قدم اور رسول مقبول کے ہمراہ اور ہمدم رہی مگر چونکہ اس مقام پر صرف بیان فضائل مرتضویہ مقصود ہی ذکر دوسری بزرگون کا قلم انداز کیا گیا علی ہذا فضائل مرتضویہ اخری جو منقول ہوئی اور ہونگے کل کو مخصوص بذات آن ستودہ صفات نہین جاننا چاہیی بلکہ دو قسم سمجھنا چاہیی ایک وہ کہ خصائص مرتضویہ سی ہی اور قسم دوم بالعکس و مشترک منجملہ خصائص حضرت علی کے ہی جو ترمذی مین حضرت ابن عباس سی مروی ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بسد الابواب الا باب علی یعنی حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جن جن لوگون کے مکان کا دروازہ مسجد نبوی کی جانب ہی وہ سب لوگ بند کرلین الا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ وہ دروازہ مکان کا مسجد کیطرف علی حالہ رہنی دین اس حدیث کی ثبوت مین ابن جوزی نے بہت کلام کیے ہین اور موضوع لکھدیا ہی مگر یہ زیادتی ابن جوزی کی ہی حافظ ابن حجر عسقلانی نی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین تخریج اس حدیث کی بطرق عدیدہ فرماکر تخطیہ ابن جوزی کیا ہی چنانچہ نزل الابرار بما صح فی مناقب اہل بیت الاطہار مین بعد نقل احادیث مشعرہ کہ حکم سد ابواب باستثناء باب علی کے بطرق عدیدہ مرقوم ہی قال الحافظ ابن حجر فی فتح الباری فی شرح حدیث لا یبقی فی المسجد باب الا باب ابی بکر جار فی سد الابواب التی حول المسجد احادیث یخالف ظاہرہا حدیث الباب ثم ذکر ہذہ الاحادیث الستۃ ثم قال وہذہ الاحادیث یقوی بعضہا بعضا

بیان تخصیص ہونی حضرت علی کا ساتھ فضیلت باقی رہنی دروازہ انکے جانب مسجد

کل طریق منہا صالحۃ للاحتجاج فضلا عن مجموعہا وقد اورد ابن الجوزی ہذا الحدیث فی
الموضوعات واخرجہ من حدیث سعد بن ابی وقاص و زید بن ارقم و ابن عمر مقتصرا علی بعض طرقہ
عنہم واعلہ ببعض من تکلم فیہ من رواتہ ولیس ذلک بقادح لما ذکرت من کثرۃ الطرق واعلہ ایضا
بانہ مخالف للاحادیث الصحیحۃ الثابتۃ فی باب ابی بکر وزعم انہ من وضع الرافضۃ قابلوا بہ الحدیث
الصحیح فی باب ابی بکر رضی اللہ عنہ ثم قال الحافظ واخطاء فی ذلک خطا شنیعا فانہ سلک رد
الاحادیث الصحیحۃ بتوہمہ المعارضۃ مع ان الجمع بین القصتین ممکن وقد اشار الی ذلک البزار
فی مسندہ انتہی مختصرا بقدر الحاجۃ احادیث مین وارد ہوا ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل دروازی جو جانب مسجد کے ہین بند کر دیے جاوین سوای دروازہ
حضرت علی کے تب صحابہ جمع ہو کر بحضور آنحضرت آئی اور شکایت اس امر کی فرمانی لگے
آنحضرت نے جواب دیا کہ مینے اپنی رای سے یہ حکم نہین دیا ہی بلکہ خدا کا حکم ایسا ہی ہوا کہ
سوای دروازہ حضرت علی کے کل دروازی بند کر دیے جاوین چنانچہ نزل الابرار مین
منقول ہی اخرج احمد والنسائی والطبرانی فی الاوسط باسانید قویۃ کلہم عن سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہ قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب الشارعۃ فی المسجد وترک
باب علی زاد الطبرانی فقالوا یا رسول اللہ سددت ابوابنا فقال ما انا سددتہا ولکن اللہ
سدہا واخرج احمد والنسائی والحاکم والضیا باسناد رجالہ ثقات عن زید بن ارقم رضی اللہ
عنہ قال کان لنفر من الصحابۃ ابواب شارعۃ فی المسجد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدوا
ہذہ الابواب الا باب علی فتکلم ناس فی ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی واللہ ما سددت
شیئا ولا فتحتہ ولکن امرت بشئی فاتبعتہ اور چونکہ بحکم ایزدی دروازہ مکان حضرت علی کا جانب
مسجد باقی رہا اور سوای اوسکے دوسرا دروازہ نتھا لہذا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے

بیان خاصہ حضرت علی کا بنسبت آنحضرت صلعم مسجد میں آنے اور دخل مسجد ہونے بحالت جنابت

حالت جنابت مین دخول مسجد اور گذرنا اوس سے جائز تہا اور اس خصیصے مین آپ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ شریک تھی سوای حضرت علی کے دوسری کسی صحابی کو اس امر
کی اجازت اور شرکت ساتھہ حضرت رسالت کے نہین تھی چنانچہ جامع ترمذی مین حضرت
ابو سعید سے مروی ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یا علی لا یحل لاحد ان یجنب
فی ہذا المسجد غیری وغیرک الحدیث اور ترمذی وغیرہ مین مروی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ منورہ مین تشریف لائے تو درمیان مہاجرین وانصار کے بہائی چارہ
اور برادری کرادی تھی اور جس مہاجر کو آنحضرت نے جس انصار کا بہائی قرار دیا تہا اوس
مہاجر کے ساتھہ وہ انصار ملاطفت ومحبت مثل بہائی اور قریب ورشتہ دار کے کرتا تھا
اوسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ حاضر حضور نبوی ہوی اسطور پر کہ آنکھہ سی آپکی آنسو
جاری تھی اور فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ سب صحابہ مین آپنے باہم مواخاۃ وبرادری کرادی
مگر درمیان میری اور کسی کے آپنی مواخاۃ یعنی بہائی چارہ نہین کرادیا پس فرمایا رسول اللہ
نے انت اخی فی الدنیا والآخرۃ یعنی تم میری بہائی ہو دنیا اور آخرت مین تمکو دوسرون کی
بہائی بننی کی حاجت نہین ہی حضرت انس روایت کرتے ہین کہ مین رسول مقبول کے پاس
تہا کہ ایک طیر یعنی جانور پرندہ بھنا ہوا آنحضرت کے پاس آیا آپ فرمانی لگے اللہم ائتنی باحب
خلقک الیک لیاکل معی ہذا الطیر یعنی ای خدا جو شخص تیری نزدیک دوست ترین خلائق
ہو اوسکو میری پاس بھیج کہ وہ اسکا گوشت میری ساتھہ کھاوی حضرت انس فرماتے ہین
کہ تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی تشریف لائی اور شریک آنحضرت کے کہانی مین گوشت
طیر کے ہوئی اس حدیث سی دوست ترین خلائق عند اللہ ہونا حضرت علی کا ثابت ہوا اور
یہ حدیث بھی منجملہ احادیث دالہ علی الفضائل المرتضویہ ٹھیری باقی استدلال علمای شیعہ کا

سوای اس حدیث سی اوپر افضلیت حضرت علی کے سائر صحابہ حتی کہ شیخین سے بمعنی فضل
کلی جو عبارت کثرت ثواب عند اللہ سی ہی بوجوہ عدیدہ مدفوع ہی کہ تفصیل اوسکی شرح
مواقف وغیرہ مین موجود ہی علی ہذا وقت نزول آیہ تطہیر کے بشان اہلبیت آنحضرت کا
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو داخل اہلبیت فرمانا اور فضل آیہ تطہیر کا مصداق گرداننا اور بوجہ
قرب قرابت اور کمال اتحاد و کثرت الفت کی آنحضرت کا حضرت علی کو نفس اپنا قرار دینا اور
آیہ مباہلہ مین جو کلمہ انفسنا وارد ہی اوسکا مصداق بنانا جیسا کہ جواز احتمال اس معنی کا اس
عبارت تحفہ اثنا عشریہ سی ونیز نفس بمعنی قریب وہم نسب وہم دین وہم ملت آمدہ پس
حضرت امیر را چون اتصال نسب و قرابت و مصاہرت و اتحاد دین و ملت و کثرت
معاشرت و الفت بحدی بود کہ علی منی و انا من علی درحق او ارشاد شد اگر بہ نفس تعبیر فرمایند
چہ بعید ست مفہوم ہی اور بہ نص حدیث رحم اللہ علیا اللہم ادر الحق معہ حیث دار دوران
حق کا ساتھ حضرت علی کے ہونا وغیر ذلک فضائل کثیرہ مرتضویہ احادیث صحیحہ مین مروی
ہین حاکم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہی کہ حضرت عمر بن الخطاب رض فرمایا کرتے تھے
کہ حضرت علی کو تین خصلتین ایسی دی گئین کہ اگر ایک بہی اونمین سی مجہہ مین ہوتی تو اوسکا
ہونا میری نزدیک احب اور دوست تر ہوتا شتران سرخ رنگ سے کہ عمدہ و انفس اموال
عرب ہوتے ہین پوچھا گیا کہ وہ تین خصلتین کون ہین فرمایا آپنے ایک تو تزویج حضرت
فاطمہ کی حضرت علی سے دوسری جائز ہونا اونکی لیے گذرنا مسجد نبوی سی حالت ناپاکی
وجنابت مین تیسری عطا کرنا آنحضرت کا علم لشکر بروز خیبر جس سے محبوبیت ومحبیت
حضرت علی کی عند اللہ والرسول ظاہر ہوئی اور یہی حدیث شریف مین جو وارد ہوا ہے
انا مدینۃ العلم وعلی بابہا یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ مین شہر علم کا ہون اور حضرت علی

اوسکے دروازہ ہین اس حدیث کو ابن جوزی اور امام نووی وغیرہ ایک جماعۃ محدثین
نی موضوع لکہدیا ہی جسکو مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے تحفہ مین نقل فرمایا ہی
مگر حافظ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین اسکی تحسین کی ہی اور لکہا ہی کہ یہی
صواب ہی اور تصریح بطلان قول امام نووی وغیرہ قائلین بالوضع اور حاکم قائل
بالصحۃ کی فرمادی ہی عبارت تاریخ الخلفا کی یہ ہی اخرج الترمذی والحاکم عن علی قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا مدینۃ العلم وعلی بابہا ہذا حدیث حسن علی الصواب
لا صحیح کما قال الحاکم ولا موضوع کما قالہ جماعۃ منہم ابن الجوزی والنووی وقد بینت
حالہ فی التعقبات علی الموضوعات انتہت اور یہی تاریخ الخلفاء مین طبرانی اور حاکم کی
بروایت ابن مسعود منقول ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے النظر الی علی عبادۃ
یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر نظر ڈالنا اور آپکے رخ انور کو دیکہنا عبادت ہی بعد
نقل حدیث کے جلال الدین سیوطی نے باین عبارت اسنادہ حسن اسکے حسن ہونیکی
تصریح کردی ہی اور طبرانی نے ام سلمہ سے روایت کی ہی قالت کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا غضب لم یجترئ احد ان یکلمہ الا علی یعنی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب
غضب مین آتے تہے اوسوقت سوای حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کسیکو جرأت کلام کری انکی
نہوتی تہی اس سے کمال رسوخ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بحضور نبوی ہوید ہوا اور
غایت محبوبیت و مداخلت آپکی رسول اللہ کی حضور مین ظاہر ہوئی اور طبرانی نے
بسند حسن حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی
ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ یعنے جسنی دوست رکہا حضرت علی کو پس تحقیق کہ دوست

مدینۃ العلم وعلی بابہا حدیث حسن ہی بقول سیوطی رح جابجا لکہا ہی

حضرت علی کیطرف دیکہنا عبادت ہی بسند حسن

رکھا اوسنی مجھکو اور جسنے مجھی دوست رکھا تحقیق کہ اوسنے اللہ کو دوست رکھا اور جسنی بغض
رکھا حضرت علی سی تحقیق کہ اوسنی بغض رکھا مجھسے اور جسنی بغض رکھا مجھسی تحقیق کہ
بغض رکھا اللہ سی مشکوۃ شریف مین صحیح مسلم سے منقول ہی کہ فرمایا حضرت علی نے
قسم رب العالمین کے ساتھہ لعہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان لا یحبنی الا
مومن ولا یبغضنی الا منافق یعنی عہد کیا مجھسے نبی امی نے یعنی بطور موکد فرمایا مجھسی
کہ نہین دوست رکھیگا تمکو مگر مومن اور نہین دشمن رکھیگا تمکو مگر منافق اس سے
معلوم ہوا کہ محبت حضرت علی کی نشانی ایمان کی اور دشمنی وعداوت ساتھہ حضرت
علی کے نشان نفاق کا ہی چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات مین
افادہ فرماتے ہین پس محبت علی علامت ایمان ست وعداوت وی نشان نفاق
انتہی ترمذی نے ام عطیہ سے روایت کی ہی کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک لشکر کو روانہ کیا اوسمین حضرت علی بہی شامل تھی پس سنا مینے
آنحضرت کو دران حالیکہ آپ دونو ہاتھہ واسطے دعا کے اوٹھائے ہوئی تھی یہہ
فرماتی ہوئی اللہم لا تمتنی حتی ترینی علیا یعنی ایخدا تو مجھے موت نہ دی جب تک کہ
نہ دکھلا دی حضرت علی کو آپ سے کمال محبت آنحضرت کے ساتھہ حضرت علی کے
ثابت ہوئی حضرت ام سلمہ سے مروی ہی قال رسول اللہ من سب علیا فقد سبنی یعنے
آنحضرت نی جسنے گالی دی حضرت علی کو اوسنی گالی دی مجھکو ترمذی مین بروایت
عمران بن حصین کے مروی ہی کہ آنحضرت کے حضور مین چار شخص متفق ہوکر
شکایت حضرت علی کی یکے بعد دیگری کرنے آئے اوتین شخص تو یکے بعد دیگری شکایت
کر گئے اور معمول حضرت کا یہ رہا کہ وقت بیان شکایت کے بیان کرنیوالی سے منہ پہیر لیا

پھیر لیا کرتے تھے جب چوتھے نے اگر شکایت کرنی شروع کی تب آپنے اوسکی جانب رخ کیا اور
حال یہ کہ غضب آپکے چہرے سے عیان تھا اور فرمانے لگے ماتریدون من علی کیا چاہتے ہو
علی سے اسکو مکرر فرما کر فرمایا کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے ہون اور وہ دوست اور
مددگار ہر مومن کے ہین بعد میری جب بعد سعاودت یمن کے اکثر اشخاص نے شکایات
گوناگون حضرت علی کی گوش مبارک حضرت رسالت مین پونہچائی تو آپکو بہت ملال
ہوا اور حجۃ الوداع سے پھرتے وقت مقام غدیر خم مین آنحضرت نے پہلے اپنا مصلح
اور خیر خواہ اور نجات و خیریت طلب عامۂ مومنین علی الخصوص حاضرین ہونا بوضاحت
تمام ثابت فرما کر تاکید محبت کے ساتھ حضرت علی کے فرمائی اور ارشاد کیا من کنت مولاہ
فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنی جو شخص کہ ہونگا مین دوست اوسکا
پس ہونگے حضرت علی دوست اوسکے یعنی جسکو مجھسے محبت ہوگی وہ ضرور حضرت
علی کو بھی دوست رکھیگا جس سے ثابت ہوا کہ جسکو حضرت علی سی محبت نہین اوسکو
مجھسے محبت نہین الخ او خدا یا دوست رکھہ اوس شخص کو جو دوست رکھی حضرت علی کو
اور دشمن رکھہ اوس شخص کو جو دشمن رکھے حضرت علی کو اور بعضی روایات مین یہ جملہ
بھی مروی ہی وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ یعنی مدد کر اوس شخص کی جو مدد کری
حضرت علی کی اور مخذول اور خوار کر اور نہ مدد کر اوس شخص کی جو نہ مدد کرے اور
مخذول کرے علی کو اس حدیث سی بکمال فضیلت حضرت علی مرتضی کی ثابت ہوئی اور
تاکید محبت حضرت علی کی بغایت وضوح ظاہر ہو گئی اسیوجہ سی بعد اس قصی کے حضرت
عمر نے حضرت علی سے ملاقات کی اور خوشخبری دی اور فرمایا کہ بقول رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہوئی آپ مولی ہر مومن و مومنہ کے بعد نقل اس روایت کے حضرت شیخ عبد الحق

محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین بدانکہ درین حدیث غایت فضل و تکریم است
مر علی مرتضی را کرم اللہ وجہہ و تحریض و ترغیب ہست مومنان را بر محبت و موالات او
و اجتناب و احتراز از بغض و عداوت او چنانکہ در حدیث دیگر آمدہ است کہ دوست ندارد
علی را مگر مومن و دشمن ندارد او را مگر منافق انتہی اور علماء شیعہ نے جو مضمون اس حدیث
علی الخصوص لفظ مولی سے استدلال کیا ہے اوپر استخلاف حضرت علی کے اوسکے
جوابات صواعق محرقہ اور شرح مواقف وغیرہ مین مفصلاً مذکور ہین بنظر اقتصار کے
یہاں او سکا اس مقام پر مناسب نہ جانا اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے من یرید ان یحیی حیوتی و یموت مماتی و یسکن جنۃ الخلد التی وعدنی
ربی فلیتول علی بن ابیطالب یعنی جو شخص ارادہ کرے کہ زندہ رہے مثل زندگی میری اور
مرے مثل موت میری اور سکونت پاوے جنت خلد مین جسکا وعدہ کیا ہے پروردگار
عالم نے تو چاہیے کہ وہ دوست رکھے علی بن ابیطالب کو اور حضرت بریدہ سے ایسا ہی
مروی ہے کان احب النساء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ و من الرجال علی
یعنی دوسترین زنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضرت فاطمہ تہین اور
دوسترین مردان حضرت علی اور حضرت علی کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بشارت
معیت مکانی کے بروز قیامت دینا یعنی یہ فرمانا کہ مین اور حضرت علی ایک ہی مکان مین
قیامت رہونگا بہی احادیث مین مروی ہے کہ وہ حدیث انشاء اللہ تعالی ذیل
فضائل اہل بیت کے بدیۂ نظر ناظرین ہوگی ان احادیث سے حضرت علی کا محبوب و محبوب
خدا و رسول ہونا اور آپکی ساتھ محبت رکھنا امر موکد و ضروری ہونا تماستر ثابت ہوا
اور آپکا اشجع صحابہ ہونا اور راہ خدا مین بلا خوف و خطر جان جنگ و قتال کرنا اور جہاد

کفار مین جانفشانی بدرجۂ اتم پونہچانا مشہور اور کتب سیر مین مسطور ہی بعضی روایات سی معلوم ہوتا ہی کہ آپ اسدرجہ شائق شہادت تھے اور مرجانا راہ خدا مین اور صدمہ اوٹھانا دست کفار سی بامید حصول ثواب محبوب رکھتے تھی کہ بعضی معارک مین ... زرہ وغیرہ لباس جنگ کے صرف کرتہ بارچۂ باریک کا پہنی ہوئی قتال وکارزار فرمایا کرتے تھی چنانچہ تفسیر فتح العزیز مین مسطور ہی از حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ مروی ست کہ کان یطوف بین الصفین فی غلالۃ یعنی درمیان دو صف قتال اسپ خود را جولان میداد در حال آنکہ یک کرتہ باریک عرق چین پوشیدہ بود حضرت امام حسن رض در خدمت ایشان گفتند کہ ما ہذا بزی المحاربین یعنی این لباس جنگ نیست کہ شما پوشیدہ اید دریجا زرہ وجمل تہہ و مانند این می باید فرمود یا بنی لا یبالی ابوک علی الموت سقط ام علیہ الموت سقط انتہی اور منجملہ فضایل وخصائص حضرت علی کے ہی جودت حفظ چنانچہ روایات مین وارد ہوا ہی کہ جب آیۂ کریمہ تعیہا اذن واعیہ نازل ہوئی فرمایا آنحضرت نے حضرت علی سی کہ مینے خدا سی سوال کیا ہی کہ تمہاری اذن کو اذن واعیہ یعنی کان یاد رکھنی والا کر دے حضرت علی فرماتے ہین کہ اوس روز سی مین کسی چیز کو نہین بھولا قبل اوسکے اکثر سنی بات بھول جایا کرتا تھا مگر وہ دعا نبوی ایسی موثر ہوئی کہ من بعد جو مین نی سنا وہ برابر یاد رہا اور فی الواقع کان میرا اذن واعیہ کا ہوگیا ابو عمر ابو الطفیل سے روایت کرتے ہین کہ مین حاضر ہوا حضور حضرت علی کے اوسوقت کہ آپ خطبہ پڑھتی تھی اور یہ فرماتے تھے سلونی عن کتاب اللہ فو اللہ ما من آیۃ الا و انا اعلم ابلیل نزلت ام بنہار ام فی سہل ام فی جبل یعنی پوچھو مجھسے کتاب اللہ یعنی قرآن شریف کی جس آیہ کی تحقیق چاہو مجھسے کر لو قسم خدا کی نہین کوئی آیہ ہے

ف: حدیث حضرت ... تعیہا اذن واعیہ ... علی کے اذن کا واعیہ ہونا جو آیہ ... اذن واعیہ میں مذکور ہے

ف: روایات دالہ اوپر جودت حفظ حضرت علی رضی کے

قرآن کے مگر مین خوب جانتا ہون کہ یہ رات کو نازل ہوئی ہی یا دن کو زمین نرم پر
نازل ہوئی ہی یا پہاڑ پر اور حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہی کہ فرماتی تھے
واللہ لقی اعطی علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ تسعۃ اعشار العلم وایم اللہ لقد شارکہم
فی العشر العاشر یعنی مجموع دس حصہ علم سے نو حصے تو خاص حضرت علی کو دیے گئے
اور باقی دسوین حصے مین اور اہل علم آپکے ساتھ شریک ہین ان روایات سے علم
باقصی غایت اور تبحر علم قرآن ہونا حضرت علی کا کہ فضیلت عظیمہ اور منقبت فخیمہ ہے
ثابت ہوا اور تیزی ذہن اور سرعت انتقال بہ ماخذ حکم مین آپ ید طولی رکھتے تھے اور
بڑی بڑی مشکل قضایا کو جسکے فیصل کرنے سے عقلائی زمانہ عاجز ہو جاتے تھے آپ فیصل
کر دیا کرتے تھے جسکو تفصیل قصص فصل قضایا صعبہ مرتضویہ کے دریافت کرنا ہو وہ
کتب معتمدہ سیر و تواریخ کو دیکھے اس مقام پر صرف دو ایک روایت بنظر نشاط خاطر
ناظرین نقل کرتا ہون زر بن حبیش سے مروی ہی کہ دو شخص کھانا کھانے کو بیٹھے ایک کے
پاس پانچ روٹیان تھین اور دوسری کے پاس تین جب اون دونون نے قصد کھانے کا کیا
کیا ایک تیسرا شخص آیا اور اوسنی سلام کیا ان دونون نے اوسکو کھانیکے لیے کہا وہ
بیٹھ گیا اور ان دونون کے ساتھ کھانا کھانے لگا جب کھانا کھا چکا آٹھ درہم دونونکو
دیکر چلا گیا اور کہہ گیا کہ یہ عوض اوسکی ہی جو مینے تملوگون کے کھانیسے کھایا پس وہ
دونون لڑنے لگی جسکے پاس پانچ روٹیان تھین اوسنی کہا کہ مین مستحق پانچ درہم کا ہون
اور جسکی تین روٹی تھین اوسکو تین درہم دینے لگا اوسپر تین روٹی والی نے کہا کہ مین
اس حساب سے نہین لونگا بلکہ نصفا نصف تقسیم ہونا چاہیے چار درہم تم لو اور چار مجھے
دو الغرض وہ دونون لڑتے ہوئی حضرت علی کے حضور مین پونچے آپنے تین روٹی والیکو

ف: بیان وسعت و تبحر علم حضرت علی کا

ف: بعض روایات دال ذہن و فطانت مرتضویہ

سمجھایا کہ تجھی حق سے زیادہ ملتا ہی تین درہم لی لے اور جھگڑا نہ کر کہ حق تیرا ایک ہی
درہم ہی دو تجھکو زائد ملتے ہین تب تو وہ گھبرایا اور خواہان تحقیق ہوا حضرت علی نے
فرمایا کہ دیکھو تم تین کھانیوالے تھے اور آٹھ روٹیان تھین اور نہین معلوم کسنی کم اور
کسنی زیادہ کھایا ایسی حال مین سبکو برابر سمجھہ لینا چاہیے پس آٹھ کو تین مین ضرب
دیکر دیکھو تو چوبیس ہونگے اور آٹھ روٹی کے چوبیس ثلث ہونگے اور ہر ایک کھانیوالا
آٹھ آٹھ ثلث کا ہوگا اور تمھاری پاس تین روٹیان تھین اوسکے نو ثلث ہوئی اور
تمھاری ساتھی کے پاس پانچ روٹیان تھین اوسکے پندرہ ثلث ہوئی اور نو ثلث ہی
آٹھ ثلث جو تمنی کھائی ہین نکال دو تو ایک ثلث رہ جاتا ہی پس تم مستحق ایک درہم
پانیکی ہوئے اور پندرہ ثلث سی آٹھ ثلث حق کھانیکا اپنی ساتھی کے وضع کرو تو سات
رہجاتی ہین وہ مستحق سات درہم کا ہوا یہ سنکر وہ شخص بہت خوش اور راضی ہوا اور
مسائلہ منبریہ کتب فرائض مین مشہور ہی جسمین چوبیس کا عول طرف ستائیس کے ہوتا ہی
وہ مسالہ حضرت علی مرتضی سے اوس وقت پوچھا گیا تھا کہ آپ منبر پر خطبہ پڑھ رہی تھے
باوجود وقت کے آپنی بلا تامل جواب دیا اوسپر سائل نے اعتراض کیا اوسکو بھی آپنے
بداہتہ دفع فرما دیا تفصیل اس مسئلے کی فرائض شریفیہ کے باب العول اور اوسکے
حواشی مین موجود ہی اور اوس سی کمال ذہانت وفطانت اور تبحر حضرت علی کا علم
حساب مین ظاہر ہی اور ضوء السراج شرح سراجیہ مین لکھا ہی کہ ایک نصرانی حضرت
علی مرتضی کے حضور مین آیا اور کہنے لگا کہ تم لوگ قرآن مین پڑھتے ہو ثلثماۃ سنین
وازدادوا تسعا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب کہف تین سو نو برس سوئی تھے
اور ہملوگ اپنی کتاب مین مدت خواب اصحاب کہف کامل تین سو برس پاتے ہین

ان دونون مین تطبیق کیونکر ہوگی حضرت علی نے علی الفور جواب دیا کہ تمھاری
کتاب مین بہ حساب یونانیین لکھا ہی اور ہماری کتاب مین بہ حساب عرب مرقوم
ہی وہ نصرانی آپکی جواب معقول علی الفور دینی پر بہت متعجب ہوا اور اوسوقت
دین محمدی قبول کیا اور رسالت حضرت خاتم النبیین کی شہادت ادا کی اس قصی کو
لکھکر صاحب ضوء السراج مدحت حضرت علی مرتضی مین یہ عبارت لکھتی ہین وانہ
قیل انہ رضی اللہ عنہ کان معجزۃ من معجزاتہ ای النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع معجزہ
فی العلوم وشجاعتہ فی الحرب کان مطیعا للنبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وکان معجزہ
من معجزاتہ وہذا کما قیل ان اباحنیفۃ رحمہ اللہ کان معجزۃ من معجزاتہ کذا فی شرح
خواہر زادہ انتہت عبارتہ روایات مین وارد ہوا ہی کہ جسوقت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت علی کو واسطی فصل کرنے قضایا کی روانہ یمن فرمانی لگے حضرت علی نے
عذر کیا تہا کہ وہانکی لوگ سن رسیدہ ہین اور مین نوجوان اور طریق فصل قضایا سی
ناواقف ہون کیونکر کیا کرونگا اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک
سینۂ مرتضوی پر رکھا اور فرمایا ان اللہ سیہدی قلبک ویثبت لسانک یعنی اللہ جل شانہ
تمکو راہ بتلائیگا اور زبان کو تمہاری حق پر ثابت رکھیگا اسی روایت کے بعد حضرت علی
فرماتے ہین فما اشکل علی قضاء بعد ذلک یعنی بعد اس قصی کے پہر کوئی فصل قضیہ
مجھکو مشکل نہین معلوم ہوا بلکہ بہ برکت دعای نبوی اور دست مبارک کے مین ہمیشہ
قضایا کو بآسانی تمام فیصل کرتا رہا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک
حضرت علی کے آغوش مین رکہی ہوئی تہی کہ وحی کا نزول شروع ہوا جب آپکو
فراغ ہوا آفتاب غروب ہوچکا تہا دریافت سی معلوم ہوا کہ حضرت علی نے نماز عصر

ف: عبارت ضوء السراج کی خصوص مین [illegible] [illegible] نقل کرنی [illegible] عبارت اعتراض [illegible] ایمان لانی [illegible]

ف: قصہ رجعت آفتاب کا واسطی نماز عصر ادا کرنے حضرت علی کے

نہین ادا کی ہی پس آپنی دعا کی کہ ای پروردگار عالم حضرت علی تیری اور تیرے رسول کے کام مین تھی اس سی نماز نہ پڑھ سکی آفتاب کو پھیر دی کہ وہ نماز عصر ادا کر لین اور قضا نہونی پاوی اوسیوقت اللہ جل شانہ نی آفتاب کو پھیر دیا اور حضرت علی نے نماز عصر ادا فرمائی تب آفتاب غروب ہوا اس حدیث کی صحت مین ابن جوزی وغیرہ نی بہت کلام کیا بلکہ موضوع لکھدیا ہی مگر یہ زیادتی اور خطا ابن جوزی کی ہی علامۂ جلال الدین سیوطی نے خاص اس مادہ مین ایک رسالہ لکھا ہی جسکا نام کشف اللبس فی حدیث رد الشمس ہی اوسمین ابن جوزی کے قول بالموضوعیت کو رد کیا ہی علی ہذا در رمنتشرہ فی الاحادیث المشتہرہ مین بھی اثبات حسنیت اس حدیث مین بسط بسیط فرمایا ہی اور طحاوی اور ابو الفتح ازدی وغیرہ نی تو صحیح ہی لکھدیا ہی غایۃ مافی الباب یہ کہ اگر صحیح نہین تو حدیث رد شمس کی حسن ہونے مین شبہہ نہین اوسکو موضوع اور باطل کہنا زیادتی محض ہی ازالۃ الخفا مین مزیل اللبس عن رد الشمس لمحمد بن یوسف دمشقی سے منقول ہی اعلم ان ہذا الحدیث رواہ الطحاوی فی کتابہ شرح مشکل الآثار عن اسماء بنت عمیس من طریقین وقال ہذان الحدیثان ثابتان ورواتہما ثقات ونقلہ قاضی عیاض فی الشفاء والحافظ ابن سید الناس فی بشری اللبیب والحافظ علاء الدین مغلطائی فی کتابہ الزہر الباسم وصححہ ابو الفتح الازدی وحسنہ ابو زرعۃ بن العراقی وشیخنا الحافظ جلال الدین السیوطی فی الدرر المنتشرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ وقال الحافظ احمد بن صالح وناہیک بہ لا ینبغی لمن سبیلہ العلم التخلف عن حدیث اسماء لانہ من اجل علامات النبوۃ وقد انکر الحفاظ علی ابن الجوزی ایرادہ الحدیث فی کتاب الموضوعات انتہی بقدر الحاجۃ اور زہد حضرت علی کا اور حقیر جاننا

ف حدیث رجعت آفتاب کی صحت مین شبہہ نہین ابن جوزی کا اوسکو موضوع کہنا غلطی ہی

ایکا تکلفات دنیا کو اور کنارہ کش رہنا لذات دنیاسی اور کریم الاخلاق اور منکسر مزاج
ہونا اور فصل قضایا مین کسیکا پاس اور لحاظ نہ کرنا اور خوف و خشیت الٰہی سے
مغموم و محزون رہنا اور کثرت عبادت اور شب بیداری کا عادی ہونا کتب
معتمدۂ سیر مین مفصلاً مسطور رہی اس جگہ تبرکاً ایک روایت ضرار کی جو جامع
اکثر احوال مرتضویہ ہی نقل کرتا ہون علامہ ابن حجر مکی زواجر عن اقتراف الکبائر
مین لکھتے ہین قال معاویۃ بن ابی سفیان لضرار صف لی علیا قال الا تعفینی قال لا
صفہ قال اولا تعفینی قال لا اعفیک قال اما اذا مانہ لا بد فانہ کان بعید المدی
ای واسع العلوم والمعارف لا تدرک غایتہ فیہا شدید القوی ای فی ذات اللہ
ونصرۃ دینہ یقول فصلا ویحکم عدلا یتفجر العلم من جوانبہ وتنطق الحکمۃ من نواحیہ
یستوحش من الدنیا وزہرتہا ویستانس باللیل وظلمتہ کان واللہ غزیر الدمعۃ
طویل الفکرۃ یقلب کفہ ای تاسفا وحزنا اذ ہذا فعل المتاسف الحزین ویخاطب
نفسہ ای بالمزعجات والمقلقلات یعجبہ من اللباس ما خشن ومن الطعام ما جشب
کان واللہ کاحدنا یجیبنا اذا سالناہ ویاتینا اذا دعوناہ ونحن واللہ مع تقربہ لنا
وقربہ منا لا نکلمہ ہیبۃ لہ فان تبسم فعن مثل اللؤلؤ المنظوم یعظم اہل الدین ویحبب
المساکین ولا یطمع القوی فی باطلہ ولا ییاس الضعیف من عدلہ واشہد باللہ لرایتہ
فی بعض مواقفہ وقد ارخی اللیل ستورہ وغارت نجومہ وقد تمثل فی محرابہ قابضا
علی لحیتہ یتململ تململ السلیم ای اللدیغ ویبکی بکاء الحزین وکانی اسمعہ یقول یا ربنا
یا ربنا یتضرع الیہ ثم یقول یا دنیا یا دنیا الی تعرضت ام لی تشوقت ہیہات ہیہات
غری غیری قد بتتک ثلاثا لا رجعۃ لی فیک فعمرک قصیر وعیشک حقیر وخطرک کبیر آہ

نقل روایت ضرار کی جو جامع بیان اکثر احوال مرتضویہ ہی

من قلة الزاد و بعد السفر و وحشة الطریق فذرفت عیون معاویة علی لحیته فما ملکها و ھو ینشفھا بکمه و قد اختنق القوم بالبکاء قال معاویة رحم اللہ ابا الحسن کان واللہ کذالک فکیف حزنک علیه یا ضرار قال حزن من ذبح ولدھا فی حجرھا فلا ترقاعبرتھا ولا یسکن حزنھا انتھی خلاصہ مطلب اس روایت کا یہ ہی کہ حضرت معاویہ نے بہت اصرار کیا ضرار سے کہ تم صفات حضرت علی کے بیان کرو جب وہ اصرار سی معذور ہوئے تب کہنے لگی کہ تھی حضرت علی واسع العلوم والمعارف یعنی علم و معرفت بہت وسیع رکھتے تھی کہ آپکی علم و معرفت کی غایت دریافت سے ہملوگون کے باہر تھی دین کی تائید مین شدید القوی تھے کلام آپکا فاصل حق و باطل ہوا کرتا تھا حکم کرتے تھی ساتھ انصاف کے جاری تھے چشمین علم کے آپکی ہر جانب سے اور باتین حکمت و دانشمندی کی آپکی ہر ناحیہ سے یعنی تمامی اعضا و جوارح آپکی منبع علم و حکمت تھی گھبراتے تھی آپ دنیا اور اوسکی تازگی سے انس رکھتے تھے رات اور تاریکی سے اوسکی جاری رہتا تھا اکثر اشک آپکی آنکھونسے بخوف خدا اکثر آپ متفکر رہا کرتے تھی اور اولٹتے تھی ہتھیلی کو مثل متاسف و محزون شخص کے اور ہمیشہ اپنی نفس کو سرزنش کیا کرتے تھی اور ملامت نفس مین مصروف رہتی تھے لباس گندہ و ناقص آپکو پسند رہتا اور کھانا جو حاضر ہو وہ مرغوب ہوتا تھا لحاظ عمدگی کھانیکا نتھا قسم اللہ کی رہتی تھی ہملوگونمین مثل ہملوگون کے بلا لحاظ رعایت اپنی علو رتبت و عظمت مرتبت کے اور جو شخص ہملوگون مین سے بلاتا تھا اوسکے پاس چلی جاتے تھی کچھ عار نہین کرتے تھے

اور ہملو گو نکا یہ حال تہا کہ باوصف کمال تقرب کے حضرت مین اونکے اور نزدیک
رہنی آپکے ہملوگو نسے آپ سے بوجہ کمال ہیبت کے کلام کر نہین سکتا تھا اسقدر
ہیبت من اللہ آپکی شان سے جلوہ گر تہی تعظیم کرتے تہی آپ اہل دین کی اور
دوست رکھتے تہی مساکین کو اور کوئی قوی اگر باطل پر ہو تو یہ امید اوسکو
نہین رہتی تہی کہ ہماری آپ کچہ پاسداری فرماینگے اور نہ کوئی ضعیف
جو حق پر ہو آپ عدل سے نظر بہ ضعف حال اپنے مایوس ہوتا تہا آو قسم کہا کر
ضرار نے کہ دیکھا مینے بعض مرتبہ آپکو بہت رات گذری ہوئی کہ سیاہی
شب کی تمام عالم مین شایع تہی اور ستاری چھپ چکی تہی اور آپ محراب مین
لحیہ مبارک کو پکڑی ہوئی اس طرح اضطراب فرمارہی تہی جیساکہ کسیکو
سانپ وغیرہ کاٹی اور وہ اوسکے صدمہ زہر سے مضطرب ہو اور روتی تہی
آپ مثل رونے غمگین کے اور کہتی تہی ربنا ربنا اور گڑگڑاتے تہی حضرت
ایزدی مین اور فرماتے تہی ای دنیا ای دنیا توجہ کی تونے طرف میرے
یا مشتاق ہوئی تو میری دور ہو دور ہو فریب دی دوسری کو مینے تجھکو
تین طلاق بائن دی جسکی رجعت نہین اور وہ پھر نہین سکتا یعنی مین تجھسے
بہت کنارہ کش ہوتا ہون اسلیے کہ عمر تیری کم ہی اور عیش تیرا حقیر ہی
اور خطر تجھہ مین بہت ہی اور افسوس فرماتی تہی اپنی قلت توشہ سفر عقبی اور
دوری سفر اور وحشت اور نا داشتہ ہولی پر راہ کے یہ سنکر آنکھین حضرت
معاویہ کی آنسو سی بھر گئین اور ڈاڑھی تک آنسو بہ آئی اور جاری ہونا آنسو کا
اس حد کو پونہچا کہ حضرت معاویہ اوسکو روک نہ سکی آخر آستین سی پونچھنی لگے

اور روتی رہی تمامی حاضرین کی حالت غیر ہو گئی پہر کہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے
ضرارسی رحم کرے اللہ جل شانہ حضرت علی پر کہ تہی یہ ابو الحسن تہی قسم خدا کی تہی وہ ایسی ہی
جیسا کہ بیان کیا تمنے پہر پوچہا ضرارسی کہ تمکو حضرت علی کے فوت کا کتنا غم ہی کہا کہ جیسے
کسی عورت کی ایک ہی لڑکا ہوا ور وہ اوسکو گود مین لیے ہوا ور ایسی حالت مین کوئی شخص
اوس لڑکی کو ذبح کر ڈالے جیسا کہ اوس عورت کو غم ہوتا ہی اور حزن و اندوہ اوسکا سکون
نہین پکڑتا ہی اوسیقدر مجھکو صدمہ رحلت کا حضرت علی مرتضی کے ہی انتہی حاصل سعنا
اس قول ضرارسی اکثر صفات حمیدہ مرتضویہ منصہ نشین ظہور ہوئی اور جسقدر فضائل
حضرت علی کے اس رسالے مین نقل ہوئی واسطے ازالہ شبہات منکرین فضل مرتضوی اور
ازدیاد ایقان والہان اہل بیت نبوی کی کافی ہین اور ما ورا اسکے اور بہت سی فضائل
حضرت علی کے کتب حدیث و سیر مین مذکور ہین کہ اون سب پر مطلع ہونا اور احصاء اوسکا
اور حیز تحریر مین لانا از قبیل محالات عادیہ ہی چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ
ازالۃ الخفا مین بعد ذکر بعضی فضائل و مآثر مرتضویہ کے ارقام فرماتے ہین و احادیث دیگر
متضمن بیان سایر فضائل وی کرم اللہ تعالی وجہہ زیادہ است از انکہ احصای آن
در مقدور آید اور یہی امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہی ما جاء لاحد من اصحاب رسول اللہ
من الفضائل ما جاء لعلی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ یعنی جسقدر فضائل حضرت علی کے
مروی ہین اوسقدر فضائل کسی صحابی کے منقول نہین اور نزل الابرار بما صح فی مناقب
اہل بیت الاطہار مین مرقوم ہی قال النسائی لم یرد فی حق احد من الصحابۃ بالاسانید
الجیاد اکثر مما جاء فی حق علی کرم اللہ وجہہ انتہی شاہ ولی اللہ قدس سرہ لکہتے ہین
کہ وجہ زیادہ مروی ہونے فضائل مرتضویہ کی اجتماع وجوہ کا ہی ذات بابرکات حضرت علی مرتضی مین

ف بسبب تمام فضائل جسقدر فضائل حضرت علی کی مروی ہین دوسری کسی صحابی کی مروی نہین

ف وجہ زیادہ مروی ہونے فضائل مرتضویہ

ایک تو رسوخ آپکا سوابق اسلامیہ مین دوسری قرب قرابت آپکی ساتھ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی اوسپر مستزاد یہ ہوا کہ حضرت علی مرتضی نے کنار شفقت
حضرت رسالت مین تربیت پائی بنا بر علیہ شبہ قرابت دوبالا ہو گیا اوسکی بعد جو حضرت
فاطمہ آپکی نکاح مین آئین اور بھی عظمت اور فضیلت آپکی بڑھگئی پھر ایام خلافت مین
آپکی جب اختلاف چندگونہ واقع ہوا اور اکثر اہل زمانہ کو آپکی جانب سی تکدر ہوا
اور مخالفین ومفسدین درپی تحقیر آپکی ہوئی بقیہ اصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
دفع فتنہ ورفع خلاف مین ساعی ہوئی اور مناقب وفضائل مرتضویہ کا اظہار
فرمانی لگی یہ مجموع امور موجب کثرت روایت فضائل مرتضویہ کے ہوئی اور وجہ
اخیر زیادہ باعث انتشار فضائل مرتضویہ کے واقع ہوئی اور چونکہ بخصوص خلفائی
ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کے موجب انتشار فضائل کا فقدان رہا لہذا فضائل ان
حضرات ثلثہ کا شیوع کم ہوا چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ توشیح
تعلیق صحیح بخاری مین لکھتے ہین قال احمد والنسائی وغیرہما لم یرد فی حق احد من الصحابۃ
بالاسانید الجیاد اکثر ما جاء فی علی وکان السبب فی ذلک انہ تاخر ووقع الاختلاف
فی زمانہ وکثر محاربوہ والخارجون علیہ وذلک کان سببا لانتشار مناقبہ لکثرۃ من کان
یرویہا من الصحابۃ ردا علی من خالفہ والا فالثلاثۃ قبلہ لہم من المناقب ما یوازیہ او
یزید علیہ انتہی ہر چند بعضی ارباب ضلال نے بسیاری احادیث بیان مناقب مرتضویہ مین
وضع بھی کیے ہین ولیکن قطع نظر اوسکی احادیث صحیحہ وحسنہ وضعیفہ بہ ضعف یسیر متحمل
جو قابلیت نقل وبیان کے بمعرض ابراز فضائل بحال حسب قواعد مقررۂ اصول حدیث کے
رکھتی ہین مشعرہ فضائل مرتضویہ بکثرت مروی اور مذکور اور کتب معتمدہ حدیث وسیر مین

مولفہ واقفان حدیث واثر مین مندرج و مسطور ہین جسکو اطلاع اوپر فضائل مرتضویہ کے
مشبعاً منظور ہو وہ کتاب الخصائص نسائی اور مستدرک حاکم اور مفتاح النجا وغیرہ کتب
ورسائل کو دیکھے تاکہ لمعان فضائل مرتضویہ ظلمت زدای شک وارتیاب ہو جاوے
پانسو چھیاسی حدیثین آپکی مرویات سے ہین یعنی اسقدر حدیثین آپنے جناب رسول مقبول سے
روایت کی ہین منجملہ اونکے بیس حدیثون کو بخاری و مسلم دونون نے روایت کی ہے اور نو حدیثین
افراد امام بخاری سے اور پانچ حدیثین افراد امام مسلم سے ہین فائدہ جلیلہ بیان فضائل
حضرت علی مرتضی مین جو فی الجملہ اشباع کلام ہوا مقصود اوس سے صرف تنبیہ منکرین
فضل حضرت علی اور اظہار تنویہ شان مرتضوی ہے جیسا کہ امام نسائی کو بلاحظہ حال اہل شام
کی حاجت تحریر کتاب الخصائص کے بیان فضائل حضرت علی مین ہوئی تہی ورنہ بخصوص
مراتب خلفاے اربعہ کے حقیر کا وہی عقیدہ ہے جو نصوص حدیث و قرآن سے ثابت و عیان
اور قرار داد کافۂ اہل سنت و جماعت بالادلۃ والبرہان ہے یعنی افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور بزرگتر تمامی صحابہ سے حضرت ابوبکر صدیق ہین بعد آپکے افضل ترین ناس
حضرت عمر ہین بعد حضرت عمر کے بمذہب مرجح و عند الجمہور حضرت عثمان افضل الناس ہین بعد
حضرت عثمان کے حضرت علی مرتضی افضل البشر واکرم صحابہ ہین من بعد بقیہ عشرہ مبشرہ اونکے بعد
اہل بدر اونکے بعد اہل احد من بعد اہل حدیبیہ علی مراتبہم افضلیت رکہتے ہین اسی ترتیب کے ساتھ
حقیر معتقد افضلیت صحابہ ہے اور یہی مذہب تمامی اہل سنت و جماعت کا ہے اور تفصیل اس امر کی
سائر کتب اہل سنت مین مذکور ہے عبارت دو ایک کتاب کی نقل کرتا ہون امام نووی شرح صحیح مسلم
مین لکہتے ہین اتفق اہل السنۃ علی ان افضلہم ابوبکر ثم عمر قال جمہورہم ثم عثمان ثم علی وقال بعض
اہل السنۃ من اہل الکوفۃ بتقدیم علی علی عثمان والصحیح المشہور تقدیم عثمان قال ابو منصور البغدادی

ف
تعداد احادیث
مرویۂ مرتضویہ

ف
بیان افضلیت
صحابہ حسب عقیدہ
اہل سنت

اصحابنا مجمعون علی ان افضلہم الخلفاء الاربعة علی الترتیب المذکور ثم تمام العشرة ثم اہل بدر
ثم احد ثم بیعة الرضوان انتہی بقدر الحاجة اور ہمارے امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ فقہ اکبر مین افادہ فرماتے ہین افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر الصدیق ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین
انتہی اور حضرت غوث پاک سیدی الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین مین
ارشاد فرماتے ہین یعتقد اہل السنة ان امة محمد علیہ السلام خیر الامم وافضلہم العشرة الذین شہد
لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالجنة منہم ابو بکر وعمر وعثمان وعلی وطلحة وزبیر وعبد الرحمن بن
عوف وسعد وسعید وابو عبیدة بن الجراح وافضل ہولاء العشرة الابرار الخلفاء الراشدون
الاخیار وافضل الاربعة ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم انتہی اور فاضل خیالی حواشی
شرح عقائد نسفیہ مین لکہتے ہین قال علیہ السلام واللہ ما طلعت الشمس ولا غربت بعد النبیین
والمرسلین علی احد افضل من ابی بکر رضی اللہ عنہ ومثل ہذا السوق لاثبات فضلیة المذکور ردیہ لظہور
ان ابا بکر رضی اللہ عنہ افضل من سائر الامم ایضا انتہی اور حضرت ابو بکر کا افضل صحابہ ہونا من بعد
حضرت عمر من بعد حضرت عثمان من بعد حضرت علی کا جو عقیدہ اہل سنت ہی نصوص قرآن و حدیث
سی ثابت ہی تفصیل اوسکی ازالۃ الخفاء وصواعق محرقہ وغیرہ مین مذکور ہی اور زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین فضلیت حضرت ابو بکر وعمر وعثمان کی اجلۂ صحابہ پر شایع تہی اور صحابہ اوسکی معتقد
ومثبت تہی اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو سنتی اور ساکت رہتی تہی پس
یہ سکوت آنحضرت کا جسکو اصطلاح محدثین مین تقریر کہتے ہین نص جلی ہی اور یہ صحت
اس عقیدت کے منجملہ اون احادیث کے جس سی شیوع عقیدت افضلیت خلفاء ثلثہ کا
بعد اسی بزمانہ رسول اللہ اور راسخ ہونا اس عقیدے کا باذہان صحابہ ثابت ہی

ف
افضلیت خلفائے اربعہ
بترتیب خلافت
جو مذہب اہل سنت ہی
بزمانہ رسول اللہ
ثابت ہی اور صحابہ
کا اوسپر اعتقاد
تہا

یہ حدیث عبد اللہ بن عمر کی ہی کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فنخیر ابا بکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان یہ روایت بخاری کی ہی اور سنن ابی داؤد مین بایں
الفاظ لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا نفاضل بینهم الحدیث مروی ہی اس مقام پر یہ بھی جان لینا چاہیی کہ روایت عبد اللہ
بن عمر کی جو صحیح بخاری اور سنن ابی داؤد سی نقل کی گئی جسکا محصل مطلب یہ ہوا کہ صحابہ
زمانہ رسول اللہ مین حضرت ابوبکر کو افضل صحابہ جانتی تھے بعد اونکی حضرت عمر کو اونکی بعد
حضرت عثمان کو اور اوسمین ذکر حضرت علی کا مطلقا نہین ہی اس سی یہ نہین سمجھنا چاہیی
کہ معاذ اللہ حضرت عبد اللہ بن عمر یا کسی اور صحابی کو حضرت علی کے افضل الناس ہونے مین
بعد خلفای ثلثہ کی کچھ شبہ یا تردد ہو بلکہ افضلیت آپکی بعد خلفای ثلثہ کی مرتکز اذہان
صحابہ تھی مگر چونکہ آپ زمانہ آنحضرت مین کم عمر تھی اور حضرت عبد اللہ بن عمر کو تذکرہ حال
اون صحابہ کا جو عمر مین بڑی تھی اور شریک صلاح و مشورہ نبوی رہا کرتی تھی مقصود تھا
لہذا صرف اوپر ذکر خلفای ثلثہ کے اقتصار کیا اس سی ہرگز گمان تحقیر شان مرتضوی کا
حضرت عبد اللہ بن عمر پر نہین کرنا چاہیی چنانچہ فاضل کرمانی شرح صحیح بخاری مین ذیل
شرح روایت حضرت عبد اللہ بن عمر کے لکھتے ہین قال الخطابی وجهه انه اراد به الشیوخ
و ذوی الاسنان منهم الذین کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزبه امر شاورهم وکان
علی رضی اللہ عنه فی زمانه صلی اللہ علیہ وسلم حدیث السن ولم یرد ابن عمر الازدراء بعلی
ولا تاخیره عن الفضیلة بعد عثمان لان فضله مشهور لا ینکره ابن عمر ولا غیره من الصحابة انتهی اور
خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سی افضلیت حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی بترتیب
خلافت موافق عقیدہ اہل سنت و جماعت کی مروی و منقول ہی صحیح بخاری مین محمد بن

ف وجہ نہ ذکر ہونی ذکر حضرت علی کے حدیث ابن عمر مین جو دربیان افضلیت خلفای ثلثہ ہے

ف حضرت علی کرم اللہ وجہہ [illegible]

حنیفہ سی مروی ہی کہ آپنے حضرت علی سی بخصوص تنقیح افضل الناس کے سوال کیا آپ بہ ترتیب خلفای ثلثہ کو تبلاتی گئے اور اس قسم کی بیان افضلیت کی روایتین حضرت علی مرتضی سی بکثرت مروی اور ازالۃ الخفا وغیرہ مین منقول و مسطور ہین بوجہ مالاختصار نقل اون روایات کو قلم انداز کیا ہرگاہ یہ بات معلوم ہو چکی کہ بہ نص آیات واحادیث واتفاق کافۂ اہل سنت افضل الناس بعد رسول اللہ کے حضرت ابوبکر اونکی بعد حضرت عمر اونکی بعد حضرت عثمان اونکی بعد حضرت علی ہین تو اب یہ سمجھ لینا چاہیی کہ مراد اس افضلیت سے کیا ہی و خلفای ثلثہ جو حضرت علی سی افضل ہین کس معنی کرکے افضل ہین اور اوس افضلیت کا کیا مطلب اور اوسکی معنی کی کیا وضاحت ہی پس جاننا چاہیی کہ کلمۂ افضل صیغۂ اسم تفضیل ہے اور صیغہ اسم تفضیل کا وضع کیا گیا ہی واسطی دلالت کرنے زائد ہونی موصوف کے غیر سی بیچ معنی مصدری کے چنانچہ شرح ملا جامی مین مرقوم ہے

اسم التفضیل ما اشتق ای اسم اشتق من فعل ای حدث لموصوف قام بہ الفعل او وقع علیہ والتعمیم لقصد شمول قسمی اسم التفضیل اعنی ماجاء للفاعل وما جاء للمفعول بزیادۃ علی غیرہ فی اصل ذلک الفعل انتہی اور ملا جمال حواشی شرح ملا مین لکھتے ہین فالحاصل ان اسم التفضیل اسم مشتق لموصوف قصد زیادتہ علی غیرہ فی اصل ذلک الفعل وہو المشتق منہ انتہی

اور زائد ہونا موصوف کا بیچ معنی مصدری کے جو مدلول صیغہ اسم تفضیل ہے عام ہے کہ بجمیع الوجوہ ہو یا بجمیع صفات الفضائل من حیث المجموع ہو یا بوجہ خاص و فضیلت مخصوصہ ہو توضیح مرام یہ ہی کہ ایک شخص کا دوسری سی افضل ہونا کبھی تو بجمیع الوجوہ ہوا کرتا ہے جیسا کہ کہین زید افضل ہے عمرو سی اور مراد یہ لین کہ جتنی صفات فضیلت ہین مثل علم و زہد و تقوی و دیانت و شجاعت و سخاوت وغیرہ کے سب مین زید عمرو سی بڑھا ہوا ہی علم بھی عمرو سی زائد

زکتا ہی اور زہد و تقوی و سخاوت و شجاعت وغیرہ مین بہی اوس سی زیادہ ہی اور کبھی
اس جملی کو بولتی ہین اور اوس سے افضلیت بجمیع الوجوہ مراد نہین لیتے ہین بلکہ زیادتی
زید کی جمیع صفات فضائل مین من حیث مجموع مراد لیتے ہین تنقیح اس شق کی یہ ہی کہ اگر
فرداً فرداً ہر صفات فضیلت کو جو زید و عمرو مین پائی جاتے ہین دیکھین تو زیادتی زید کی
عمرو پر ثابت نہین ہوتی مگر جب مجموع فضائل زید کو دیکھتے ہین تو اوسکو مجموع فضائل
عمرو سی زائد پاتی ہین پس اس حال مین زید افضل ہی عمرو سی اسکا مطلب یہ ہوا کہ زید
مجموع صفات فضائل مین من حیث مجموع افضل ہے عمرو سی گو افضلیت بجمیع الوجوہ سی
معرا ہی اور کبھی افضلیت سی افضلیت بوجہ مخصوص مراد لیتے ہین بجمیع الوجوہ اور بجمیع صفات
الفضائل من حیث مجموع سی تعرض نہین کرتے ہین جیسا کہ کہین زید افضل ہی عمرو سی اور مراد
یہ لین کہ افضل ہی علماً یا سخاوتاً و علی ہذا الصفة من الصفات اور اس صورت افضلیت بوجہ
مخصوص مین کبھی ایسا بہی ہوتا ہی کہ وہ ایک صفت موجبہ افضلیت حاوی صفات کثیرہ
ہوتی ہی یا شرف مین بہت بڑہی ہوتی ہی بناءً علیہ اس ایک صفت کا حاوی صفات کثیرہ ہونا
یا اشرف یہ اقصی غایت ہونا موجب اسقدر افضلیت شخص متصف کا ساتہہ اوس صفت کی
ہوتا ہی کہ ہر چند غیر مین اسکی صفات اخری کثیرہ کمیتہً و تعداداً ہون ولیکن یہ ایک صفت
اون سب کو دبا دیتی ہی اور صاحب کو اپنی باوصف اتصاف مفضل علیہ کے ساتہہ صفات
کثیرہ کے افضل و اعلی و اشہر بالافضلیت بنا دیتی ہی اس امر کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہیے
کہ بمقام بحث حقیت افضلیت خلفاء ثلثہ کی اوپر حضرت علی کے بہت کار آمد ہی ہر گاہ شقوق
ثلثہ معنی افضلیت کی معرض تحریر مین آچکی جاننا چاہیے کہ بہ تصریح محققین اہل سنت و جماعت کے
افضلیت خلفاء ثلثہ کی اوپر حضرت علی کے نہ بمعنی افضلیت بجمیع الوجوہ ہی اور نہ بمعنی مجموع

فضائل من حیث المجموع بلکہ مراد افضلیت سی افضلیت بوجہ خاص ہی وہ عبارت ہی اکثرت
ثواب وکرامت عند اللہ سی اور اسباب کثرت ثواب عند اللہ کے وہ مآثر وفضائل ہین کہ منافع
اور نتائج اونکی راجع ہون طرف دین اسلام کے مثل سبقت ایمان اور تائید دین اور تقویت
اسلام اور امداد مسلمانان اور ہدایت ناس وغیرہ طاعات ومبرات کے اور ظاہر ہی کہ اس قسم
کی خلفای ثلثہ سی زیادہ ظاہر ہوی اور تائید دین اور اشاعت اسلام اور فتح بلاد اور جہاد
ساتھہ کفار واہل عناد کے وغیر ذالک امور متعلقہ نبوت جسقدر خلفای ثلثہ سی ظاہر ہوی حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سی نہوی اور چونکہ وجوہ کثرت ثواب ان حضرات مین زیادہ پائی گئی اور
اکثر احادیث مین جو فضائل خلفای ثلثہ کے مذکور ہوی ہین اونمین سی بعضی کلمات تو دال اوپر
وجوہ کثرت ثواب کے معلوم ہوی اور بعضی از قبیل نتائج وثمرات کثرت ثواب کے مشاہد ہوی
لہذا اہل سنت وجماعت قائل ومعتقد افضلیت خلفاے ثلثہ کے بمعنی کثرت ثواب وکرامت نزد
عند اللہ کے ہوی اور یہ افضلیت خلفای ثلثہ کی ہرچند بظاہر افضلیت بوجہ خاص ہی مگر چونکہ
اونکی اسقدر اور ہر ایک اونمین سی اس درجہ اشرف ہین کہ یہ ایک فضیلت متضمن وقائم مقام
صدہا فضائل جزئیہ کے ہوگئے اور ہرچند فضائل جزئیہ حضرت علی کے بتصریح بعضی محققین اہل سنت
اکثر واوفر مروی ہین مگر افضلیت خلفای ثلثہ کی مقابلے مین جو بمعنی اکثریت ثواب عند اللہ ہی
وہ فضائل جزئیہ مغمور ومتلاشی ہوگئی ہین اسیوجہ سی اس فضیلت بمعنی کثرت ثواب وکرامت
عند اللہ کو فضل کلی بھی کہتی ہین اب چند عبارتین معتبرات کی سند مین اس امر کے کہ اہل سنت وجماعت
جو افضلیت خلفای اربعہ کی بہ ترتیب خلافت قائل ہین مراد اوس سی افضلیت بوجہ خاص بمعنی
کثرت ثواب وکرامت عند اللہ ہی نہ افضلیت بجمیع الوجوہ اور نہ بجمیع صفات الفضائل من حیث
المجموع بغرض تشفی ناظرین نقل کرتا ہون شرح مواقف مین بعد نقل ادلہ علمای شیعہ کے جوابات

افضلیت حضرت علی مین اور تمامی صحابہ و خلفای ثلثہ کے قایم کیے ہین لکھاہی والجواب عن الکل انہ یدل علی الفضیلۃ اما علی الافضلیۃ فلا کیف ومرجعہا ای مرجع الافضلیۃ التی نحن بصددہا الی کثرۃ الثواب والکرامۃ عند اللہ وذالک یعود الی الاکتساب للطاعات والاخلاص فیہا ومایعود الی الفضل الاسلام وماثرہم فی تقویۃ الدین ومن المعلوم فی کتب السیر ان ابابکر لما اسلم اشتغل بالدعوۃ الی اللہ فاسلم علی یدہ عثمان بن عفان وطلحۃ بن عبداللہ والزبیر وسعد بن ابی وقاص وعثمان بن مظعون فتقوی بہم الاسلام وکان دائما فی منازعۃ الکفار واعلاء دین اللہ فی حیوۃ النبی وبعد وفاتہ انتہی اور شرح مقاصد مین بہی بعد ذکر ادلہ علمای شیعہ کی بخصوص افضلیت حضرت علی مرتضی عن جملۃ ماعداہ کی مرقوم ہی فالجواب انہ لا کلام فی عموم مناقبہ ووفور فضائلہ واتصافہ بالکمالات واختصاصہ بالکرامات الا انہ لایدل علی الافضلیۃ بمعنی زیادۃ الثواب والکرامۃ عند اللہ تعالی انتہی مختصرا بقدر الحاجۃ اور ایسا ہی لکھاہی فاضل قوشجی نے شرح تجرید مین جواب ادلہ منقولہ محقق طوسی مین عبارت شرح تجرید کی یہ ہی واجیب بانہ لا کلام فی عموم مناقبہ ووفور فضائلہ واتصافہ بالکمالات النفسانیۃ واختصاصہ بالکرامات الا انہ لایدل علی الافضلیۃ بمعنی زیادۃ الثواب والکرامۃ عند اللہ تعالی انتہی بقدر الحاجۃ اور محقق دوانی شرح عقائد جلالی مین لکہتی ہین والافضلیۃ بہذا الترتیب ای ترتیب الخلافۃ عند الجمہور ومعنی الافضلیۃ ای المعنی المراد منہ ہہنا اکثر ثوابا عند اللہ بما اکتسب من خیر لا انہ اعلم واشرف نسبا وما اشبہ ذالک فان صیغۃ افعل موضوعۃ للزیادۃ فی معنی المصدر بوجہ ما اعم من ان یکون من جمیع الوجوہ او بجمیع صفات الفضائل من حیث المجموع والذی وقع الخلاف فیہ ہہنا ہو الرجحان بہذا الوجہ اعنی من حیث الثواب لا الرجحان من الوجوہ الاخر فلا ینافی ذالک رجحان الغیر فی احاد الفضائل الاخر ولا فی مجموع الفضائل من حیث المجموع وتمام تفصیلہ فی الحواشی الجدیدۃ لنا علی الشرح الجدید للتجرید انتہی اور حضرت شیخ عبدالحق

محدث دہلوی تکمیل الایمان مین لکھتے ہین مقام ثانی آنکہ افضلیت خلفای اربعہ بہ ترتیب خلافت است یعنی افضل اصحاب ابوبکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علی مراد از افضلیت اکثریت ثواب است عند اللہ تعالی تحریرش چنانکہ بعضی علما کردہ اند آنست کہ قول ما فلان فاضل تر است از غیر خود زیادت و رجحان آن فلان را طلبند نسبت بآن غیر و این رجحان تواند کہ بجمیع وجوہ در جمیع صفات باشد یعنی در ہر صفتی کہ تصور کنند و موازنہ نمایند آن فلان راجح آید و کامل بود یا در مجموع صفات و فضائل من حیث المجموع و این بآن جمع شود کہ در مفضول صفتی از صفات کامل باشد کہ در فاضل نبود و تواند کہ آن رجحان از وجہی خاص و صفتی مخصوص بود و محل خلاف درین مسئلہ رجحان باین وجہ خاص است یعنی کثرت ثواب عند اللہ نہ بوجوہ دیگر مثل زیادت علم و شرف نسب و قوت ملکات نفسانیہ مثل شجاعت و شہامت و امثال آن انما نتیجہ عقلا آنرا در عرف فضیلت خوانند و مخصوص جواہر نفس و لازم وی بود و این منافات ندارد برجحان آن غیر در احاد فضائل دیگر یا در مجموع فضائل من حیث المجموع و اسباب کثرت ثواب مآثر و فضائل بود کہ منافع و نتائج آن بدین اسلام راجع و متعدی گردد مثل سبقت ایمان و نصرت دین و تقویت اسلام و امداد مسلمانان و کثرت خیرات و صلوات مبرات و ہدایت ناس و امثال آن و میگویند کہ این صفات در ذات ابوبکر بیشتر است انتہی ہرگاہ عبارات کتب معتمدہ اہل سنت سے ثابت ہوا کہ افضلیت خلفای اربعہ سے بہ ترتیب خلافت مراد افضلیت بوجہ خاص یعنی اکثریت ثواب و کرامت عند اللہ ہی نہ افضلیت بجمیع الوجوہ اور نہ افضلیت بجمیع الفضائل من حیث المجموع اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص کا افضل بوجہ خاص ہونا منافی اختصاص مفضول کے ساتھ احاد فضائل کے نہین ہی یعنی جو شخص افضل نہین ہی او سمین اگر بعضی صفات

فضائل ایسے پائی جاوین جو افضل مین نہون تو یہ امر بصورت مراد لینے افضلیت
بوجہ خاص کے جیسا کہ ما نحن فیہ مین ہی جائز ہی اور یہ مختص ہونا مفضول کا ساتھ
احاد فضائل کے منافی افضلیت افضل کے اس صورت مین نہین ہو سکتا ہے
علی ہذا افضلیت مفضول کی بجمیع فضائل من حیث مجموع منافی افضلیت افضل
بوجہ خاص نہین ہوگی بناءً علیہ باوصف ثبوت افضلیت حضرت ابوبکر و عمر و عثمان
کے حضرت علی سی بمعنی اکثریت ثواب عند اللہ کے ممکن ہی کہ حضرت علی مین بعضی
صفات فضائل وہ ہون جو اون تینون بزرگان مین نہین پائی گئے اور یہ امر واقع بھی ہی
کہ قرب قرابت مرتضوی ساتھ حضرت نبوی کی اور اعلم اور اقضا اور اشجع اور ہاشمی ہونا حضرت
علی کا اور حضرت فاطمہ کا آپکی نکاح مین آنا اور کبھی بت پرستی نکرنا اور قبل بلوغ کے مشرف
بایمان ہونا وغیر ذلک بسیاری فضائل خاصہ مرتضویہ ایسے ہین کہ وہ حضرت ابوبکر اور
عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم مین نہین پائی جاتی ہین پس یہ کہہ سکتی ہین کہ قرب قرابت و ہاشمیت
وغیرہ فضائل کی نظر سی حضرت علی حضرت ابوبکر و عمر و عثمان سی افضل ہین گو بنظر اکثریت
ثواب کے خلفای ثلثہ رضی اللہ عنہم حضرت علی سی افضل ہین اور یہ عقیدہ و بیان ہرگز
منافی عقیدہ اہل سنت و جماعت نہین ہی اس قول و عقیدہ کا خلاف مشرب اہل سنت
ٹھرانا دال ہی اوپر ناواقفی کے مذہب اہل سنت سے اور مشعر ہی اوپر نہ سمجھنے معانے
اقسام و حیثیات عدیدہ افضلیت کے علی ہذا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل جزئیہ کا
اکثر وارد و فردی و منقول ہونا منافی فضل کلی خلفای ثلثہ اور ہادم اساس عقیدہ
مقررہ اہل سنت بخصوص افضلیت خلفای اربعہ کے بترتیب خلافت نہین ہی
اور جو شخص یہ بیان کری کہ فضائل جزئیہ حضرت مرتضویہ کے سائر صحابہ سے

ف ثبوت بعضی فضائل جزئیہ حضرت علی کا افضلیت خلفای ثلثہ اہل سنت کے نزدیک صحیح و ثابت ہی

زائد مروی ہین اور باوصف اسکے آپ خلفاء ثلثہ سے بمعنے کثرت ثواب
عند اللہ مفضول ہین اوسکا تخطیہ اور بیان کو اوسکے مخالف طریق اہلسنت
قرار دینا بنی اوپر تعصب یا قلت تدبر اور نہ سمجھنے معانی شقوق افضلیت
و عقیدۂ مقررۂ اہل سنت کے ہے محقق جلال الدین دوانی نے حواشی
جدیدہ علے التجرید مین تصریح اس امر کی کردی ہے کہ کسی اہل سنت کو
حضرت علی کے راجح ہونے سے اوپر حضرت ابوبکر و دیگر صحابہ کے اکثر
فضائل جزئیہ مین انکار نہین ہے کہ اہلسنت جو قائل افضلیت خلفا بہ ترتیب
خلافت ہین بمعنے کثرت ثواب عند اللہ ہین پس اکثریت فضائل جزئیہ
مرتضویہ منافی افضلیت خلفا بمعنے مذکور نہین ہو سکتی عبارت حواشی
جدیدہ کے ذیل تردید فاضل صدر الدین شیرازی کے یہہ ہے و
اغرب منہ استدلالہ بالخلاف المستمر بین العلماء فی افضلیۃ ابی بکر و علی رض
فانہم انما اختلفوا فی الافضلیۃ من حیث الثواب کما ہو الشائع فی کتب
العقائد لا فی الافضلیۃ بالمعنی الذی توہمہ اذ لا ینکر احد من اہل السنۃ رجحان
علے رضی اللہ عنہ فی کثیر من الفضائل بل فی اکثر من الفضائل
علے غیرہ فتقیید الافضلیۃ بالحیثیۃ المذکورۃ یدل علے ماذکرنا
سبحانہ لہ وہو علیہ انتہے تنبیہ اس مقام پر یہہ بھی جان لینا چاہیے
کہ تحقیق معنی افضلیت خلفاء اربعہ کی جو لکھی گئی ہے ہر چند وسمین
تا وسعت توضیح مدعا کے رعایت کی گئی ہے ولیکن چونکہ امر دقیق ہے
اب تک فہم عوام سے خارج ہے لہذا عوام کو لازم ہے کہ اس مبحث

توفیق مین اپنی کو سراسیمہ نہ کرین بلکہ سادہ طور پر عقیدہ افضلیت خلفاء
اربعہ کا بہ ترتیب خلافت رکہین تحقیق معنے افضلیت مین آویختہ ہوکر سرگردان
نہون مین خود اندراج تحقیق معنے افضلیت مین بخیال پریشانی عوام
متامل تہا مگر چونکہ بعضے اعیان کو اس تحقیق مین مترود و مذبذب دیکہا اور
اکثر تنقیح معنے افضلیت مین خلاف و تکرار ہوتا رہا اور غایت تالیف رسالہ
ہذا تنقیح مسائل مختلفہ باندراج تقاریر مزیلہ شبہات باردہ عارضہ تہی
ناچار ہوا اور بمعذوری نوبت تحریر اس مبحث کی پہونچی ایک امر اور بہی
اس جگہہ قابل اعلام ہے وہ یہہ ہے کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محبت
متبع فضلیت ہو کلًا او رکثرةً یعنے جو صحابہ جسقدر فضیلت رکھتے ہون
اوسیقدر اونکی ساتہ محبت بہی رکہی جاوے پس بناءً علیہ ہملوگ اہل سنت
کو چاہیے کہ حسب عقیدہ افضلیت خلفای اربعہ کے علاقہ محبت بہی رکہین
یعنے جب ہملوگ اہل سنت کے نزدیک حضرت ابوبکر افضل الناس بعد
رسول اللہ ہین تو بعد رسول اللہ کے احب بہی وہی ہون اور محبت اونہین
کے ساتہہ زیادہ ہو بعد اونکے حضرت عمر احب ہون اونکے بعد حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ چوتھے درجہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ احب ہون ولیکن
بعضے محققین حنفیہ مثل فاضل کردری وغیرہ نے لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص
منجملہ اہل سنت افضلیت و خلافت خلفای اربعہ کا بہ ترتیب مقرر عند اہل السنت
معتقد ہو ساتہہ اسکے کہے کہ مین حضرت علی کو ساری صحابہ سے زیادہ دوست
رکہتا ہون اور بوجہ پانی فیض باطنی یا کسی مناسبت خاصہ کے اوسکے

ف
بیان معذوری
و عدم صواب خیال
شخصے کہ باوجود
اعتقاد افضلیت
خلفاء اربعہ بترتیب
خلافت حضرت
علی را احب
داشتہ باشد
١٢

طبیعت کا میلان حضرت علی کے طرف زیادہ ہو اور محبت آپکی اپنی قلب مین زیادہ پاوے تو وہ انشاء اللہ تعالی عند اللہ ماخوذ اور دائرۂ سنت وجماعت سے خارج نہو گا چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین مرقوم ہے ثم الظاہر ان المحبۃ تتبع الفضیلۃ قلۃ وکثرۃ وتسویۃ فتعین اجمالا فی مقام الاجمال کما قال اللہ سبحانہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ وتفصیلا فی مقام التفصیل الذی تقدم من التفصیل واللہ الہادی الی سواء السبیل ثم رأیت الکردری ذکر فی المناقب ما نصہ من اعترف بالخلافۃ والفضیلۃ للخلفاء وقال احب علیا اکثر لا یؤخذ بہ انشاء اللہ تعالی لقولہ علیہ السلام ہذا قسمی فیما املک فلا تواخذنی فیما لا املک انتہی پس بنظر تحقیق فاضل کردری ظاہر ہوا کہ اکثر صوفیۂ کرام جو حضرت علی مرتضی کی ساتھ نسبت زائد رکھتی ہین اور اکثر اپنے تالیفات مین حضرت علی کی مدح ومنقبت بہت کچھ لکھتے ہین اور حضرت علی کا زیادہ محبوب ہونا اونکے کلام سے ہویدا ہوتا ہی وہ بزرگان معذور ہین اور جب تک کہ اون بزرگان کا عقیدہ ترتیب افضلیت وخلافت خلفاء اربعہ مین مخالف اہلسنت ہونا یقینا معلوم نہو اون پر طعن وتشنیع کرنا اور تفضیلی وشیعی کہنا شان اہل علم وانصاف سے بعید ہی اکثر ابنائے زمانہ جو اس آفت زبان درازی مین گرفتار ہین اونکو اونکو متنبہ ہونا اور عبرت پکڑنا ضرور ہی وما علینا الا البلاغ

مقصد ششم بیان فضائل عامۂ ازواج مطہرات مین

اللہ جلشانہ نے سورۂ احزاب مین ازواج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور نصیحت کی منع فرمایا ہی ارتکاب معاصی سی اور ترغیب دی ہی ایمان بالطاعات وتحصیل اتقاء کی بعد اوسکے ارشاد فرماتا ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس

ف منع طعن کرنے [illegible] حضرت علی کے [illegible]

ف بیان فضائل عامہ ازواج مطہرات

اہل البیت ویطہرکم تطہیرا آسکی تفسیر مین صاحب مدارک لکھتے ہین انما نہاہن

وامرہن ووعظہن لئلا یقارف اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الماٰثم ولیتقوا

عنہا بالتقوی واستعار للذنوب الرجس وللتقوی الطہر لان عرض المقترف للمقبحات

یتلوث بہا کما یتلوث بدنہ بالارجاس واما المحسنات فالعرض منہا نقی کالثوب الطاہر

انتہی اور تفسیر معالم التنزیل مین مرقوم ہی اراد بالرجس الاثم الذی نہی اللہ النساء

عنہ قالہ مقاتل وقال ابن عباس یعنے عمل الشیطان وما لیس للہ فیہ رضی وقال

قتادہ یعنے السوء وقال مجاہد الرجس الشک انتہی حاصل مطلب اس آیہ کا حسب

تحقیق مفسرین معتبرین کے یہہ ہوا کہ اللہ جلشانہ کی غرض سو عظت ونصیحت وامر

بالتقوی سی دور کرنا پلیدی گناہ کا ہی اہل بیت سی اور آراستہ کرنا ہی اون لوگونکو

زیور تقوی وطہارت سی اس آیہ سے کمال فضیلت اہلبیت کی اور نہایت درجہ

عنایت الٰہی کا متوجہ حال سعادت مآل ون حضرات کی رہنا ثابت ہوا اور انصاف

یہی ایک آیۂ کریمہ واسطے دلالت کرنے کی فضل اہلبیت پر کافی ہے مگر خلاف ہی

درمیان علماء شیعہ وسنت وجماعت کے تنقیح مصادیق اہل بیت مین کہ آیۂ تطہیر

جنلوگون کے شان مین نازل ہوئی اور جنلوگونپر اللہ جلشانہ نے اطلاق

اہلبیت رسول فرمایا وہ کون لوگ ہین علماء شیعہ کے نزدیک تو مصداق اہلبیت

فقط حضرت علی مرتضی اور فاطمہ زہراء اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین

ہین سوای ان چار بزرگ کے کسی دوسری کو وہ لوگ مصداق اہلبیت نہین

لکھتے ہین اور فضیلت تطہیر واذہاب پلیدی گناہان کو مخصوص بہ حضرات اربعہ

سمجھتے ہین اور اہل سنت وجماعت (یعنے ہمارا) لفظ اہل بیت کو عام کہتی ہین اور جملہ ازواج

فائدہ
باتفاق اہلسنت
آیۂ تطہیر مین
لفظ اہل بیت سے مراد
حضرات ازواج
مطہرات ہین
جملہ ارباب
تحقیق

مطہرات اور ذریات طاہرات اور حضرت علی و فاطمہ و امام حسن و امام حسین
علیہم السلام سبکو داخل اہلبیت اور مصادیق اوسکی سمجھتے ہیں اور فضیلت تعلق ارادۂ آلہی
بازالۂ پلیدی گناہان و اتصاف بالتقوی و حصول طہارت معاصی میں سبکو شامل جانتے ہیں
اور سیاق و سباق آیۂ تطہیر کا بھی یہی مقتضا ہے جو اہل تسنن نے سمجھا ہے اور ہر گاہ اوپر نیچے کے
ازواج کا ہونا آتا ہے اور امر و نہی اونہیں مطہرات کی نسبت وارد ہے اور متصل ہے اوسکی
بیچ آیۂ تطہیر موجود ہے ایسے حالمین مصداقیت اہلبیت سے ازواج کو خارج سمجھنا اور تاویل
رکیک کرنا خیلی مستبعد اور خلال اندازی بہ اتساق و نظم آیات قرآنیہ ہے اسکی اصل جب بمذہب
اہلسنت ازواج مطہرات کا داخل اہلبیت اور شامل فضل آیۂ تطہیر ہونا معلوم ہو چکا تو
جملوگ سنت و جماعت کو یہی اعتقاد رکھنا چاہیے اور تمامے ذریات و اہل عبا و جملہ ازواج
مطہرات کو حائز و جامع فضیلت تطہیر جاننا چاہیے اللہ جلشانہ نے اسی آیہ کی متصل آیۂ
ومن یقنت منکن الآیہ ارشاد فرمایا ہے جسکا محصل معنے یہہ ہوا کہ فرماتا ہے پروردگار عالم
خطاب کرکے طرف ازواج مطہرات کے کہ تم میں سے جو قانتہ و مطیعۂ آلہی ہووینگی دو اجر
و ثواب دوگونہ پاوینگی اس سے کمال علو رتبت ازواج مطہرات ظاہر ہوا اور معلوم ہوا کہ
اللہ جلشانہ کی نزدیک وہ لوگ بہت برگزیدہ ہیں کہ اور ونکو جسقدر ثواب نیکی کا ملتا
اونکو اونکو اوسکا دوچند ثواب دینی کا وعدہ پروردگار عالم فرماتا ہے اور بھی اللہ جلشانہ
شان ازواج مطہرات میں ارشاد فرماتا ہے یا نساء النبی لستن کاحد من النساء
ذیل تفسیر اس آیہ کی مولانا سلیمان جمل فتوحات الٰہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق
الخفیہ میں لکھتے ہیں فی الخازن لستن کاحد من النساء قال ابن عباس یرید لیس قدرکن
عندی مثل قدر غیرکن من النساء الصالحات بل انتن اکرم علی و ثوابکن اعظم لدی

انتہی جسکا خلاصہ مطلب یہہ ہوا کہ اے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہین ہو تم مثل
دوسری عورتون کی فضل و رتبہ مین بلکہ رتبہ تمہارا زائد ہے اور تم لوگ ہماری نزدیک اکرم
و بزرگ زیادہ ہو دوسری عورتون سے اور ثواب اجر تمہارا اعظم و بڑہا ہوا ہے دوسرون
کی نسبت پس اس آیہ سی تمامی ازواج مطہرات کی عظمت رتبت و افضلیت باعث استحقاق
اکثریت ثواب و کرامت عند اللہ کے ظاہر ہوگئی علاوہ اسکے بعض بعض ازواج دوسرے
فضائل خاصہ کے ساتھہ بھی مختص ہین اور مدار اون فضائل خاصہ کا اوپر کثرت محبت
جناب رسول مقبول کے ہی پس جس سے آپکو جسقدر محبت تھی اوسقدر وہ عند اللہ رتبے
مین بڑہی ہوئی ہتین منجملہ محبوبات بوجہ شدید کے حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا
ہوتین کہ نکاح اونکا موجب غنا و دفع فقر و احتیاج حضرت نبوی ہوا جسکی خبر
پروردگار عالم آیہ و وجدک عائلا فاغنی مین دیتا ہی علاوہ ازین جب آپ نبی ہوئے
اور بوجہ نزول وحی کی آپ پر صدمہ عظیم پہونچا اور خوف شدید طاری ہوا اوسوقت
بیکسی و پریشانی مین رہی زوجہ مطہرہ آپکی انیس و تسکین وہ تہین اور تصدیق نبوت
و اسلام مین بھی سب پر سبقت لیگئین اور کسی حالت و وقت مین خدمت مالی و
بدنی سی آنحضرت کی باز نرہین اور جب کفار آپکو اوذیت دیتی تھی جس سی قلب مبارک
کو صدمہ عظیم پہونچتا تہا تو اوسوقت صحبت و دیدار حضرت خدیجہ کی سوا کوئی ذریعہ
آپکا دفع رنج و غم کا نتہا اور جملہ اولاد پاک آنحضرت کی باستثناء حضرت ابراہیم بطن
سے حضرت خدیجہ کی ہوئی یہہ سب وجہین باعث زیادت محبت آنحضرت کی ساتہہ اونکی
پڑین اور باعث کمال محبت کی انتقال حضرت خدیجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو بہت صدمہ و رنج ہوا حتی کہ آپنے سال انتقال حضرت خدیجہ کا نام عام الحزن یعنی

ف فضائل خاصہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

غم کا سال رکھا اور جب وقت آئی فدیہ اسیران بدر کی حضرت زینب نے گلوبند حضرت خدیجہ
کو جو جہیز مین اونکو ملا تھا اپنے شوہر ابو العاص کے فدیہ مین بھیجا اور آنحضرت نے اوسکو دیکھا
اور پہچانا عہد صحبت حضرت خدیجہ یاد آگیا بوجہ کمال محبت کے ضبط گریہ نہ فرما سکے غایت
درجہ کی رقت آپ پر طاری ہوئی آخر صحابہ سے فرمایا کہ اگر تملوگون کی مرضی ہو تو ابو العاص
اسیر زینب کو یون ہی رہا کر دو اور اس گلوبند کو زینب کی پاس واپس بھیجدو صحابہ نے
بدل وجان اس امر کو قبول فرمایا علماء لکھتے ہین کہ فضیلت حضرت خدیجہ کے لیے یہی کافی
وبس ہی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اونکی بطن سے پیدا ہوئین صحیح بخاری اور مسلم
مین حضرت عائشہ سے مروی ہی کہ مینے کسی ازواج آنحضرت سے رشک نہ کی جیسا کہ رشک
کرتی تھی خدیجہ سے حالانکہ مینے حضرت خدیجہ کو نہین دیکھا تھا اور وہ میری زمانے مین
نہ تھین وجہ رشک کی یہہ تھی کہ آنحضرت اکثر اونہین کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور بیشتر
ایسا ہوتا تھا کہ آپ خصی بکری ذبح کرتے تھے اور اوسکی گوشت کے ٹکڑے بنا کر اون
عورتون کی یہان جو حضرت خدیجہ سے دوستی رکھتی تھین بھیجا کرتے تھے پس یہہ حال الفت
دیکھکر مین اکثر آنحضرت سے کہا کرتی تھی کہ کیا سوای خدیجہ کی کوئی عورت متصف
بصفات حمیدہ لائق اس الفت کی نہین ہی جو آپ یہہ مراعات حقوق الفت بعد مرنے
کی بھی خدیجہ کی ساتھہ کیا کرتے ہین اوسکے جواب مین آپ بہت اوصاف حمیدہ
حضرت خدیجہ کے بیان فرمایا کرتے تھے اور یہہ بھی فرماتے تھی کہ مجھکو اولاد بھی اونہین کے
بطن سے اللہ جلشانہ نے عطا فرمائی یہہ بھی ایک منشا قوی محبت زوجہ کا ہوا کرتا ہی
اور بھی بخاری ومسلم مین حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہی کہ ابتدای زمانہ نبوت مین
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا مین مشغول عبادت الٰہی رہا کرتے تھے

ایک روز حضرت خدیجہ آپکی لئی کہانا بہونچانیکو جا رہی تہین اثنا مین راہ ہی مین تہین کہ
حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول مقبول کے پاس آئی اور حضرت خدیجہ کی کہانا لیکر آنے کی
خبر دیکر فرمایا کہ جب حضرت خدیجہ آوین تو اونکو سلام بہونچائیو خدا کی طرف سے اور
بہی میرے جانب سے اور خوشخبری دیجئو اونکو ساتہ ایک مکان کے بہشت مین جو موتی کا ہوگا
وہان نہ غوغا ہوگا نہ رنج و تعب انتہی اس قسم کی فضائل حضرت خدیجہ کی کتب حدیث میں بکثرت موجود
ہین بخیال تطویل اسیقدر پر قصر کیا **ذکر فضائل حضرت عائشہ** حضرت عائشہ
کے فضائل بہی احادیث مین بکثرت وارد ہین بڑی فضیلت اونکی یہہ ہے کہ جب جبکہ
منافقین نے حضرت عائشہ کو صفوان سے متہم بہ زنا کیا اللہ جلشانہ نے وحی بہیجکر ازالہ تہمت
ذات پاک سے اونکی کر دی اور کمال تاکید کے ساتہ براوت اونکی آیات عدیدہ مین بیان
فرمادی کہ وہ آیات سورہ نور مین موجود ہین **فائدہ** ذیل تذکرہ نزول
وحی متعلق برات حضرت عائشہ کی جاننا اس امر کا ضروری ہے کہ واقعہ افک مین جب
یوماً فیوماً منجانب منافقین اشاعت خبر اتہام حضرت عائشہ کی ہوتی گئی اور وحی بہی
بخصوص برارت حضرت عائشہ کی باوصف مرور زمانہ کثیر کے نہ آئی آنحضرت نے حضرت
علی اور حضرت اسامہ کو بلا کر بارہ حضرت عائشہ کی صلاح پوچہی حضرت اسامہ نے تو
تا وسع علم اپنی تصدیق عصمت حضرت عائشہ کی کی اور حضرت علی نے فرمایا کہ یا رسول اللہ
خدا تعالی نے آپکو مبتلای تنگی و ضیق نہین کیا ہی اور عورتین سوای عائشہ کے
بہت ہین اور بریدہ کو بلا کر پوچہیے وہ راست راست کیفیت حضرت عائشہ کی بیان
کریگی چنانچہ حسب ارشاد حضرت علی کی آنحضرت نے بریدہ کو بلایا اور اونہون نے
حال عصمت عائشہ کو ظاہر کیا صحیح بخاری مین ہے خدعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ف — روایت سلام حضرت جبرئیل بہ حضرت خدیجہ
ف — ذکر فضائل حضرت عائشہ
ف — روایت ... حضرت اسامہ و علی ...

علی بن ابی طالب واسامة بن زید حین استلبث الوحی یستأمرہما فی فراق اہلہ قالت
فاما اسامة بن زید فاشار علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالذی یعلم من براءة اہلہ
وبالذی یعلم لہم فی نفسہ من الود فقال یا رسول اللہ اہلک وما نعلم الا خیرا واما علی بن
ابی طالب فقال یا رسول اللہ لن یضیق اللہ علیک والنساء سواہا کثیرة وان تسأل
الجاریة تصدقک الحدیث اور ایسا ہی صحیح مسلم مین بھی مروی ہی اور شراح حدیث نے
لکھا ہی کہ یہہ فرمانا حضرت علی کا کہ خدا نے آپ پر تنگی نہین کی اور عورتین سوای حضرت
عایشہ کے بہت ہین نظر بمعاینہ قلق و اضطراب آنحضرت کی تہا جو باعث عدم نزول
وحی اور شاعت خبر موحش عارض حال نبوی ہو رہا تہا پس حضرت علی نے مصلحت وقت
دیکہکر بنظر تسکین و تسلیہ خاطر آپکی یہہ کلمہ فرمایا اور مقصود اوس سے جز تسکین خاطر نبوی
و رفع قلق و اضطراب نتہا اور ظاہر ہی کہ جسقدر علاقہ قرب قرابت اور محبت کا حضرت
علی کو ساتہہ رسول مقبول کی تہا حضرت عایشہ کی ساتہہ نتہا پس بمقتضای عقل و عرف و
دستور برادری حضرت علی کا اس قسم کا کلمہ تسلیہ و تشفی خاطر نبوی کی لیے فرمانا مقام عجب
و موجب طعن یا دال اوپر مخالفت و اضرار حضرت عایشہ کی نہین ہو سکتا خصوصاً ایسی
حال مین کہ آپنے بنظر خیر طلبی حضرت عایشہ کی یہہ بہی فرمایا کہ بریرہ کو بلا کر تحقیق حال کیجیے
پس حمل کرنا اس کلام کا محمل قبیح پر منافی عقل و عرف و دیانت و اسلام ہی چنانچہ قسطلانی نے
شرح صحیح بخاری مین مرقوم ہی قولہ قال علی رضی اللہ عنہ یعنے قال ذلک لما رای منہ صلی اللہ
علیہ وسلم من شدة القلق فرای ان بفراقہا یسکن ما عندہ بسببہا فاذا تحقق براءتہا
فلیراجعہا انتہی اور امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی قولہا واما علی بن ابی طالب
فقال لم یضیق اللہ علیک والنساء سواہا کثیرة ہذا الذی قالہ علی رضی اللہ عنہ ہو الصواب

فی حقہ لانہ رآہ مصلحۃ و نصیحۃ طلبنی صلے اللہ علیہ وسلم فی اعتقادہ ولم یکن ذلک فی نفس الامر
لانہ رای انزعاج النبی صلے اللہ علیہ وسلم بہذا الامر و تقلقلہ فاراد اراحۃ خاطرہ
وکان ذلک اہم من غیرہ انتہی یہ قصہ مشورہ رسول اللہ کا ساتھ حضرت اسامہ
اور حضرت علی کے اور مضمون جواب حضرت علی کا جو نقل کیا گیا روایت صحیح بخاری
اور صحیح مسلم کی تھی مگر بعضے علماء سیر نے جو قصہ مشورہ لینے آنحضرت کا حضرت علی اور
حضرت عمر اور حضرت عثمان سے لکھا ہے اوسمین حضرت علی کا شہادت دینا اوپر برات
حضرت عائشہ کے باستدلال قصۂ نعلین کے مذکور ہے چنانچہ مدارج النبوۃ مین مرقوم ہی
آنچہ مذکور ست در صحیح بخاری ہمین ست کہ از علی و اسامہ و بریرہ پرسید و ایشان این
جواب گفتند اما بعضے علماء سیر قصۂ عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما در مشاورت
آنحضرت علیہ السلام با ایشان و جواب دادن ایشان نیز ذکر کردہ اند و در انجا علی رضی اللہ
عنہ نیز موافق ایشان گفتہ (الے قولہ) و علی مرتضے گفت کہ حق تعالی روا نداشت
کہ نعلین ملوث در نماز در پای مبارک تو باشد و خبر کرد ترا تا کشی آنرا از پای مبارک
خود اگر این امر واقع بودے خبر کردی ترا بدان خاطر جمع دار کہ خواہد بحقیقت حال ترا خبر
کرد انتہی بقدر الحاجۃ اور بھی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نی آخر قصۂ افک مین
ایک تنبیہ لکھی ہے باین عبارت در اوہان چنین نشستہ ہست کہ علی کرم اللہ وجہہ دربارۂ
عائشہ رضی اللہ عنہا در قضیۂ افک بساہلہ راضی شد واللہ اعلم و لیکن در بعضے کتب
سیر چنانکہ از عمر بن الخطاب از ذکر ذباب و از عثمان بن عفان از حال سایہ در تسلیہ و
تسکین حضرت مصطفے آمدہ از علی مرتضی از قصۂ نعلین شریفین نیز آمدہ چنانکہ مذکور
شد نعم در اول قضیہ در وقتی کہ از وی و اسامہ بن زید پرسید گفت تنگ نساختہ است

ف بعض کتب سیر میں بیان ہوا ہے حضرت علی کا دینا جواب اور حضرت عائشہ سے بجواب مشورہ نبوی منقول ہے

خدای تعالے کار برتو وزنان غیروے بسیار اند چون دید وی رضی اللہ عنہ کہ
آنحضرت علیہ السلام در مضیق حرج وحیرت وتنگدلی افتادہ دراہی بکشاد کار خوانند
از برای دفع این غم واندوہ از وے صلے اللہ علیہ وسلم چنین گفت این مدبر اوبہا
ومحبتہا وخیرخواہی ہا می باشد وظاہرست کہ آنچہ کہ علی مرتضیٰ از محبت وخیرخواہی
آنحضرت صلے اللہ علیہ السلام داشت بہ عایشہ رضی اللہ عنہا نداشت پس رعایت
جانب حضرت نمودہ حرفے فرمود اما عجب کہ چون علاقہ محبت کہ عایشہ را بہ حضرت رسالت
بود مشعور وملحوظ حضرت امیر نشد وبآن جانب نیفتاد ولا واللہ شد کہ گفتند تحقیق حال از
بریرہ کہ شب وروز در خدمت او می باشد وبہ احوال وے اطلاع دارد بنمائید
وور دتتے کہ آنحضرت روی مشاورت وطلب تحقیق بہ صحابہ آوردہ ہمہ متفق شدند
در ذکر خیر وخوبی عایشہ انتہی بقدر الحاجۃ ہر گاہ یہ قصہ مفصلاً معلوم ہو چکا ظاہر ہوا
کہ یہ تحریر بعضے معاصرین کے ذیل قصہ فدک کے مالفہ اس مقام مین روافض لکھتے
ہین کہ باغ فدک نہ دینے سے حضرت زہرا کو رنج ہوا اور موجب ملال اونکا سبب
وبال ہی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ تھین مین کہتا ہون یہ تو
جگر گوشہ مجازی ہے جب کافرون نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے
دامن پاک مین تہمت زنا لگائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے اس امر کے صفائی مین ایک مجلس منعقد کے جسمین
مہاجرین وانصار موجود تھے اور ہر شخص اپنے اپنے
طور پر صفائی بیان کرتے تھے حضرت علی کرم اللہ
وجہہ نے کہا کہ ایک عورت کے واسطے اجماع کا گمرنا

کیا ضرورت ہو طلاق دیجیے اور دوسرا نکاح کر لیجیے سبحان اللہ مرحق سے تو
جگر مجازی جلے اور ایسی بات سے دل حقیقی بریان نہ ہوسکے کہ ذات بابرکات
حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہایت حریص عورت کی تھی (الخ) غلط اور مخدوش
اور مجروح ہو اسواسطے کہ اولًا تو آنحضرت کا ایسی مجلس منعقد فرمانا جسمین مہاجرین و انصار
موجود ہون اور اون لوگون سے آپ نے مشورہ بخصوص حضرت عائشہ کے فرمایا ہو
اور سوا سے حضرت علی کے ہر ایک نے صفائی حضرت عائشہ کی بیان کی ہو کتب معتبرہ
حدیث و سیر سے ثابت نہین بلکہ صحیح بخاری و صحیح مسلم سے تو اسی قدر ثابت ہی کہ
ایکبار آپ نے حضرت علی و اسامہ کو بلاکر صلاح لی اور اوسی وقت حسب صلاح حضرت
علی کے بریرہ کو بلاکر دریافت حال فرمایا اوسکے بعد مسجد مین تشریف لیجاکر خطبہ جاوی
شکایت منافقین پڑھا اور مدارج و معارج وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے
حضرت عمر و عثمان سے بھی مشورہ کیا تھا مجموع روایات صحیح بخاری و صحیح مسلم و مدارج
و معارج سے ثابت ہوا کہ ایکبار آپ نے حضرت علی و اسامہ و بریرہ سے دریافت
حال فرمایا اور ایکبار حضرت عمر و عثمان و علی سے مستشیر ہوئے مگر اوسکے انعقاد مجلس
فرمانا ثابت نہین علاوہ برین یہ جتنے بزرگان مذکور ہوئے سب مہاجرین سے تھے
انصار سے مشورہ لینا آنحضرت کا تو مطلقًا کتب متداولہ مین مذکور نہین ہی پس یہ ادعائے
انعقاد مجلس و حضوری مہاجرین و انصار و بیان صفائی ہر ایک کا محتاج سند ہی بدون
اسکے قابل تسلیم نہین ثانیًا حضرت علی کا یہ فرمانا کہ ایک عورت کے واسطے ایجاع کرنا
کیا ضرورت ہو طلاق دیجیے اور دوسرا نکاح کر لیجیے جو صاحب تحریر نے لکھا محض
افترا و بہتان ہی حضرت علی پر کہ قول حضرت علی کا صحیح بخاری و مسلم سے نقل کیا گیا ہی

ہین اس قسم کے کلام درشت وثقیل کا نام ونشان تک نہین ہی جو کچھ حضرت علی نے
یا تھا وہ مین نے معہ وجہ فرمانے اوسکے کی صدر مین نقل کی سوم بعد نقل مقولۂ
صنویہ کے جو سبحان اللہ کلمہ تعجب لکھکر بطور معارضہ کے حضرت علی پر الزام بیان
نے دل حقیقی کا تحریر کیا ہی بنا ہو فاسد علی الفاسد ہی اور مقولۂ مشہورہ مسلمہ ہی ثبت العرش
ثم النقش اور حضرت جبرئیل کا حضرت عائشہ کو سلام کرنا صحیحین مین مروی ہی علاوہ
حضرت کو دکھلایا جانا اونکی صورت کا حریر کے ٹکڑے پر حالت خواب مین بذریعہ
شتہ کے جو صحیح بخاری و مسلم مین مروی ہی دال ہی اوپر کمال عظمت حضرت عائشہ کے
اکثر نزول وحی کا آنحضرت پر وقت تشریف رکھنے آپ کے جامۂ خواب حضرت
ئشہ مین واقع ہوا ہی صراحت اسکی بھی صحیحین مین موجود ہی اور منجملہ زنان موجودہ کے
حضرت عائشہ کا زیادہ عزیز و محبوبہ آنحضرت ہونا تمامی کتب سیر مین مروی ہی
اہب لدنیہ مین ایک حدیث منقول ہی جسکا حاصل معنی یہ ہی کہ وقت قرب نزع کے
حضرت نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ ایک مسواک کو اپنے دانت سے چباکر مجکو دو
مین چباؤن اور اس ذریعہ سے لعاب دہن تمھارا ساتھ لعاب دہن میرے کے ملے
موت مجپر آسان ہو اور صدمۂ سکرات کم ہو اس حدیث سے کمال تشریف و تکریم
حضرت عائشہ کی اور غایت درجہ محبوبۂ رسول خدا ہونا اونکا ثابت ہوا اسی وجہ سے
حضرت عائشہ اکثر بطور فخر و اظہار نعمت ایزدی کے فرمایا کرتی تھین کہ رحلت آنحضرت کی
کے مکان مین اور میری نوبت کے دن اور میری آغوش مین ہوئی اور آخر وقت
مین لعاب دہن میرا ملا ساتھ لعاب دہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اس قسم کے فضائل حضرت عائشہ کے احادیث مین بہت ہین اختصارا اسی قدر پر

قصر کیا دو ہزار دو سو دس ۲۲۱۰ حدیثین مرویہ حضرت عائشہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب معتبرۂ اہل سنت مین منقول ہین منجملہ اوسکے ایکسو چوہتر ۱۷۴ حدیثین متفق علیہ ہین اور چون حدیثین افراد بخاری سے ہین یعنی فقط صحیح بخاری مین ہین صحیح مسلم مین نہین ہین اور سرسٹھ حدیثین افراد مسلم سے ہین یعنی فقط امام مسلم نے اونکی روایت کی ہی امام بخاری اوسکی روایت مین شریک نہین ہین **فائدہ** علمای کرام مختلف ہین اس امر مین کہ حضرت عائشہ کا رتبہ زیادہ ہی یا حضرت خدیجہ کا ملا علی قاری و بعضے دوسرے علما کا میلان طرف افضلیت حضرت عائشہ کے ہی اور اکثر علما افضلیت حضرت خدیجہ کے قائل ہین فاضل سبکی کی یہی تحقیق ہی اور ابن عماد نے اسی قول کی تصحیح کی ہی شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین مرقوم ہے وسئل السبکی فقال الذی نختارہ وندین بہ ان فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل ثم امہا خدیجۃ ثم عائشۃ و قد صحح ابن العماد ایضا ان خدیجۃ افضل من عائشۃ لما ثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعائشۃ حین قالت قد رزقک اللہ خیرا منہا فقال لا واللہ ما رزقنی اللہ خیرا منہا آمنت بی حین کذبنی الناس واعطتنی مالہا حین حرمنی الناس ویؤیدہ ان عائشۃ اقرأہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم السلام من جبریل علیہ السلام وخدیجۃ اقرأہا السلام جبریل من ربہا انتہی بقدر الحاجۃ اور شیخ ولی الدین بن عراقی نے افضلیت حضرت خدیجہ کو قول صحیح ومختار قرار دیا ہی چنانچہ مواہب لدنیہ مین مرقوم ہی وقال السیوطی خدیجۃ افضل امہات المومنین علی الصحیح المختار انتہے بقدر الحاجۃ اور بعضون نے توقف کیا ہی چنانچہ شرح فقہ اکبر مین مرقوم ہی وقال السیوطی وفی التفضیل بین خدیجۃ وعائشۃ اقوال ثالثہا الوقف انتہی اور بعضون نے باختلاف حیثیات تصفیہ منازعت کیا ہی یعنی بعض وجوہ سے

ف [illegible]

مثل تبلیغ دین وروایت احادیث وغیرہ کے حضرت عایشہ کی افضلیت کو حق قرار
دیا ہی اور بعضے وجوہ سے مثل سبقت اسلام وتقویت دین کے ابتدا حال مین غیز و ملک
حضرت خدیجہ کی افضلیت کی تصحیح کی ہی چنانچہ مواہب لدنیہ اور اوسکی شرح زرقانی مین
مرقوم ہی وقال ابوامامۃ بن النقاش ان سبق خدیجۃ وتاثیرہا فی اول الاسلام ومواز رتہا
ونصرہا وقیامہا فی الدین بنفسہا ومالہا لم یشرکہا فیہ احد لا عایشۃ ولا غیرہا من امہات المومنین
فقد یکون افضل من ہذہ الحیثیۃ وتاثیر عایشۃ رضی اللہ عنہا فی آخر الاسلام وحمل الدین
وتبلیغہ الی الامۃ وادراکہا من الاحادیث ما لم تشرکہا فیہ خدیجۃ ولا غیرہا مما تمیزت
بہ عن غیرہا فقد تکون افضل منہا بہذا الاعتبار انتہی کلام ابی امامۃ وکانہ اشار الی
ان جہات الفضل بینہما متفاوتۃ کما قالہ ابن تیمیۃ انتہی بقدر الحاجۃ مقصد ہفتم

تمہید بیان فضائل اہلبیت وتنقیح مصادیق لفظ اہلبیت و آل وذوی القربی مین

جاننا چاہیے کہ آیۂ تطہیر مین تو باتفاق اہل سنت
اہلبیت شامل ازواج ہین اوسکے ماورا جو اطلاق لفظ اہل بیت کا کیا جاتا ہی وہان
اہل بیت کے کیا معنی ہین اور اوس سے کون کون لوگ مراد ہین آئین تفصیل ہی کہ گاہے
اطلاق اہلبیت کا بمعنی اون لوگون کے ہوتا ہی جنپر صدقہ حرام ہی یعنی آل علی وآل جعفر
وآل عقیل وآل عباس وآل حارث اور کبھی معنی عام شامل اولاد وازواج آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے مستعمل ہوتا ہی اور کبھی لفظ اہلبیت سے فقط حضرت فاطمہ اور
حسنین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم مراد ہوتے ہین چنانچہ مدارج النبوۃ مین ہی در تفسیر
اہلبیت اقوال واطلاقات ست گاہی بمعنے کسانیکہ حرام ست برایشان صدقہ آید آن
آل علی وآل جعفر وآل عقیل وآل عباس اند رضی اللہ عنہم اجمعین وگاہے بمعنی شامل

اولاد آنحضرت وازواج مطہرہ اند وگاہی مخصوص آیہ بہ فاطمہ وحسن وحسین وعلی
سلام اللہ علیہم اجمعین جہت زیادت فضل الشان وتطبیق میان اقوال آنست کہ
بیت سہ است بیت نسب وبیت سکنی وبیت ولادت پس اولاد عبد المطلب اہلبیت
نسب وازواج مطہرہ اہلبیت سکنی واولاد کرام اہلبیت ولادت وعلی اگرچہ از اولاد نیست
مگر ملحق است بایشان بوساطت فاطمہ رضی اللہ عنہا انتہی اور ابن حجر مکی نے صواعق
محرقہ مین لکھا ہے کہ مراد لفظ اہلبیت وآل وذوی القربی سے کل ان مقامات مین جہان
فضائل آل مذکور ہین مومنین نبی ہاشم ونبی مطلب ہین چنانچہ فاضل کمال الدین
ابن فخر الدین جہرمی رحمہ اللہ ترجمہ صواعق مین لکھتے ہین مراد از اہلبیت درین
آیہ وہر جا کہ ذکر فضل الشان وفضل آل وذوی القربی شدہ باشد جمیع آل پیغمبرست
صلے اللہ علیہ وسلم کہ آن مومنان بنی ہاشم وبنی مطلب اند انتہی اور بحواے آیہ
قل لا اسألکم سے جو تاکید محبت کے ساتھ قرابتمندان آنحضرت کے ثابت ہوئی ہے اوسمین
ارباب تفسیر وحدیث وسیر کو خلاف ہے کہ قرابتمندان سے کون لوگ مراد ہین صاحب
مواہب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے لوگ تحت عبد المطلب کے ہو کر انکے ذریعہ سے
آنحضرت کے ساتھ نسبت وواسطہ قرابت رکھتے ہین اور ساتھ اسکے صحبت نبوی یا
نفس رویت محمدی سے مشرف ہوئے خواہ ذکور ہون خواہ اناث وہ سب لوگ
مصادیق قربی ہین عبارت مواہب لدنیہ کی یہ ہے والمراد بالقرابۃ من ینتسب الی
جدہ الاقرب وہو عبد المطلب ممن صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہم او راٰہ من ذکر او انثی
انتہی مختصرا اور فاضل محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب مین لکھتے ہین فخرج
بذلک من انتسب الی من فوق عبد المطلب کاولاد عبد مناف او الی من لیساویہ

ف تحقیق مسئلہ اہل بیت و ذوی القربی [illegible] الا المودۃ فی القربی

کا ولاد ہاشم اخوۃ عبد المطلب اذ انتسب لہ ولا صحبۃ لہ ولا رؤیۃ انتہی اور تفسیر مدارک
اور بیضاوی مین ذیل تفسیر قربی کے لکھا ہے کہ بعد نزول اس آیہ کے آنحضرت سے
پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین قرابتمند ان سے آپ کے جنکے ساتھ
محبت رکھنا ہم لوگون پر واجب کیا گیا اسکے جواب مین آنحضرت نے فرمایا کہ وہ لوگ
حضرت علی و فاطمہ اور دونون صاحبزادے انکے حضرت امام حسن و امام حسین ہین
انہین لوگون کی محبت بوداے اس آیہ کے واجب کی گئی ہے عبارت تفسیر مدارک و
بیضاوی کی یہ ہے وروی انہا لما نزلت قیل یا رسول اللہ من قرابتک من ہولاء الذین
وجبت علینا مودتہم قال علی و فاطمۃ و ابناہما انتہی یہ مقولۂ نبویہ جو بیضاوی و مدارک
سے نقل کیا گیا اسکی نسبت حافظ ابن حجر عسقلانی کتاب الکاف الشاف فی تخریج
احادیث الکشاف مین لکھتے ہین کہ ہر چند اس حدیث کی طبرانی اور ابن ابی حاتم او
حاکم نے روایت کی ہے مگر قابل اعتماد نہین ہے اسواسطے کہ منجملہ رواۃ اسکے ایک شخص
حسین اشقر شیعی ہے اور وہ عند المحدثین ساقط الاعتبار ہے علاوہ اسکے معارض اس
روایت کے دوسری روایت حضرت ابن عباس سے صحیح بخاری مین مروی ہے
جس سے تمامی بطون قریش کا مفہوم قربی مین داخل ہونا ثابت ہے عبارت ابن حجر
کی کتاب الکاف الشاف مین یہ ہے حدیث لما نزلت قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ
فی القربی قیل یا رسول اللہ من قرابتک ہولاء الذین وجبت علینا مودتہم قال علی
و فاطمۃ و ابناہما الطبرانی و ابن ابی حاتم والحاکم فی مناقب الشافعی من روایۃ حسین
الاشقر عن قیس بن الربیع عن الاعمش عن سعید بن جبیر عن ابن عباس و حسین شیعی
ساقط وقد عارضہ ما ہو اوصلے منہ فی البخاری من روایۃ طاؤس عن ابن عباس انہ

سئل عن ہذہ الآیۃ فقال سعید بن جبیر ان ابن عباس قربی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ابن عباس عجلت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن بطن قریش الا کان لہ فیہم
قرابۃ الحدیث قلت واخرج سعید بن منصور من طریق الشعبی قال اکثروا علینا فی ہذہ الآیۃ
فکتبنا الی ابن عباس فکتب فذکر نحوہ وابن طاؤس اتم منہ انتہے اور اسی عموم معنی
قربی کو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ مین حق اور
صواب لکھا ہے مگر ساتھ اسکے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت علی و فاطمہ و امام حسن و امام حسین
رضی اللہ عنہم عمدہ قرابتمندان آنحضرت سے ہین پس بدرجہ اولی مصداق قربی ہونگے
اور باوجود صحت معنی عام کے بھی تاکید وجوب محبت ان چارتن پاک کی آیۃ کریمہ سے
بلا خرخشہ ثابت ہوگی عبارت مدارج النبوۃ کی یہ ہے وہمچنین اختلاف است در کریمہ قل لا
اسألکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی روایت کردہ شدہ است کہ چون نازل شد این آیہ
گفتند صحابہ من اہل قرابتک فرمود آنحضرت ہولاء علی و فاطمہ و ابناہما و صواب آنست
کہ شامل است تمامہ مردم را کہ قرابت دارند بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و این چہارتن عمدہ
نخبہ آن جماعت اند انتہی اور امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین ذیل تفسیر آیۃ قل لا
اسألکم علیہ اجرا الآیۃ کے لکھا ہے کہ آل آنحضرت کے وہ لوگ ہین کہ رجوع کرے امر اونکا
طرف آنحضرت کے پس مرجع کار جنکا آنحضرت کی طرف بہت ہوگا اور قرب واسطہ زائد
ہوگا اور شدت مناسبت آپ کے ساتھ اونکو حاصل ہوگی وہ یقیناً آل آنحضرت کا ہوگا
اور اسمین کچھ شبہہ نہین کہ درمیان حضرت فاطمہ اور حضرت علی اور امام حسن و امام حسین
رضی اللہ عنہم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق اشد اور واسطہ قرابت قوی تھا کہ
یہ شدت تعلق و قرب قرابت بہ نقل متواتر ثابت ہے پس ضرور ہے کہ یہ چارتن پاک آل کہے جاتے ہین

اور فرد کامل مصداق آل کے سمجھے جاوین اور بھی آل کے معنی مین خلاف ہے
بعضون نے اقارب مراد لیے ہین اور بعضون نے جائمۂ امت اجابت کو مصداق
آل ٹھہرایا ہے پس جس معنی کو اختیار کرین یہ چارتن پاک مصداق آل ہونے سے
خارج نہین ہوسکتے بخلاف غیر ان چار کے کہ بر مذہب بعض خروج اونکا معنی
آل سے لازم آتا ہے پس ہر تقدیر پر یقیناً آل ہونا ہر چار تن پاک موصوف کا ثابت
ہوا عبارت تفسیر کبیر کی یہ ہے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم الذین یؤول امرہم الیہ
فکل من کان امرہم الیہ اشد واکمل کانوا ہم الآل ولا شک ان فاطمۃ وعلیا والحسن
والحسین کان التعلق بینہم وبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشد التعلقات وہذا
کالمعلوم بالنقل المتواتر فوجب ان یکونوا ہم الآل وایضاً اختلف الناس فی الآل
فقیل ہم الاقارب وقیل امتہ فان حملناہ علی القرابۃ فہم الآل وان حملناہ علی الامۃ
الذین قبلوا دعوتہ فہم ایضاً آل فثبت ان علی جمیع التقدیرات ہم الآل واما غیرہم فہل یدخلون
تحت لفظ الآل فمختلف فیہ انتہی اور تفسیر درمنثور مین لکھا ہے کہ جب آیہ کریمہ وامر اہلک
بالصلوۃ نازل ہوئی آٹھ مہینے تک روز صبح کو معمول آنحضرت کا تھا کہ حضرت علی کے
دروازے پر آکر بغرض بیدار کرنے کے فرمایا کرتے تھے الصلوۃ رحمکم اللہ انما یرید اللہ
لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا اس روایت سے بقول جناب رسول
مقبول کے حضرت علی وفاطمہ وحسنین کا مصداق اہلبیت داخل ہونا تمامتر ثابت
ہوگیا عبارت تفسیر درمنثور کی یہ ہے اخرج ابن مردویہ وابن النجار وابن عساکر عن
ابی سعید الخدری قال لما نزلت وامر اہلک الآیۃ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجی الی
باب علی صلوۃ الغداۃ ثمانیۃ اشہر فیقول الصلوۃ رحمکم اللہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس

اہل البیت ویطہرکم تطہیرا انتہے بقدر الحاجہ اور قاضی عیاض نے شفا میں ع
بن ابی سلمہ سے روایت کی ہے کہ جب آیہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت
ویطہرکم تطہیرا جس سے محفوظ رہنا اہل بیت کا آلودہ ہونے سے ساتھ نجاست
گناہ کے اور مطہر رکھنا پروردگار عالم کا اہلبیت حضرت رسالت کو ہر قسم کے خبائث
وقبائح سے ثابت ہے نازل ہوئی اور نزول اس آیہ کا جسوقت ہوا تھا آنحضرت حضر
ام سلمہ کے گھر مین تھے اوسوقت آپ نے حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن و امام حسین
بلایا اور کمل اپنا ان بزرگوارون کو اوڑھایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ جسوقت آپ
پس پشت سے لگے کھڑے تھے پھر فرمایا آپ نے کہ ای پروردگار عالم یہ لوگ اہلبیت
میرے ہین دور کر انسے خباثت گناہ ان کو اور طاہر کر دے انکو عبارت شفا کی یہ ہی
وعن عمر بن ابی سلمة لما نزلت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا
وذلک فی بیت ام سلمة دعا فاطمة وحسنا وحسینا فجللہم بکساء وعلی خلف ظہرہ ثم قال اللہم
ہولاء اہلبیتی فاذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا اس روایت شفا سے تو حضرت علی
پس پشت کھڑا رہنا ظاہر ہوتا ہے ولیکن دوسری روایت مین مروی ہے کہ آپ نے
حضرات حسنین کو گود مین لیا اور ایک ہاتھ سے حضرت علی کو اور ایک ہاتھ سے
حضرت فاطمہ کو پکڑا اور دونون صاحبون کو اپنے جسم مبارک سے لپٹایا اسکے بعد
دعا مذکور فرمائی چنانچہ حضرت شیخ مدارج النبوۃ مین افادہ فرماتے ہین در روایت
آمدہ کہ حسن وحسین را در کنار گرفت وعلی را بیک دست گرفت وفاطمہ را بدست دیگر
وچسپانید ہر دو را بخود وفرمود خداوندا ایشان اہلبیت منند پس دور گردان از
ایشان رجس وتطہیر کن ایشان را انتہی عبارات کتب معتبرہ اور اقوال علما

جو معرض اثقال مین آئے اوس سے تمامتر ثابت ہوا کہ باوصف ہونے اقوال
عدیدہ کے تنقیح معنی و مصداق اہلبیت و ذوی القربی و آل مین ہر تقدیر و ہر
معنی و ہر قول پر حضرت علی مرتضی و فاطمہ زہرا و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین
یقیناً داخل ہین مصداق لفظ اہلبیت و ذوی القربی و آل مین پس جسقدر
فضائل اہلبیت و ذوی القربی و آل کے قرآن و حدیث مین وارد ہین اون
سب فضائل مین ان چارون بزرگون کا شریک ہونا ضروریات سے ٹھہرا
بلکہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات مین لکھا ہے کہ باوصف
شمول اہلبیت کے تمامی اولاد آنحضرت کو حضرت علی و فاطمہ و حسنین ساتھہ مزید
فضل و کرامت اور تعلق محبت و لزوم مودت کے ممتاز و مخصوص ہین اور اطلاق
اہلبیت کا اوپر انھین چار کے شائع ہو گیا ہے حتے کہ جب اطلاق اہلبیت کا ہوتا ہے
ہین سامعین کا انھین چار بزرگ کی طرف جلد دوڑتا ہے اور یہی بزرگ سمجھے
جاتے ہین اور احادیث کثیرہ افزون حد شمار سے فضائل و مناقب مین ان چارون
بزرگان کے مروی ہین عبارت اشعۃ اللمعات کی یہ ہے و باوجود شمول اہلبیت
تمامہ اولاد آنحضرت و علی و فاطمہ و حسن و حسین سلام اللہ علیہم اجمعین از میان ایشان
ہمین ند بمزید فضل و کرامت و تعلق محبت و مودت ممتاز و مخصوص اند چنانکہ متبادر
از اطلاق اہلبیت ایشانند و در فضائل و مناقب و کرامت ایشان احادیث
بیرون از حد عد و احصاء وارد شدہ انتہے اور بھی اشعۃ اللمعات مین مرقوم ہے و بالجملہ
اطلاق اہلبیت برین چہار تن پاک شائع و مشہور ست انتہی ہرگاہ یہ امر بخوبی محقق
ہو چکا کہ جو فضائل و مناقب و خصائص اہلبیت و آل و ذوی القربی کے

آیات واحادیث مین وارد ہین اون سب فضائل کا ذوات مقدس سمات
حضرت علی مرتضے وفاطمہ زہرا وحضرات حسنین علیہم السلام مین پایاجانا ضرور ہے
کہ کسی صورت مین یہ چارون بزرگوار مصداقیت الفاظ ثلثہ مذکورہ سے خارج
نہین ہو سکتے پس اب بعضی فضائل عامہ آل واہلبیت منصہ نشین تحریر کرتا ہون
کہ ہر چند نظر بقول بعض لفظ آل اہلبیت سے معنی عام مراد ہونگے ولیکن مقصود فقیر
اوس عموم سے چندان متعلق نہین بلکہ ضمن اوس عموم کے بھی جو ان چارون بزرگون
کی منقبت مفہوم ہوگی وہی غایۃ مرام ہے کہ انھین بزرگان اربعہ کے فضائل کا
اظہار بغرض ازالہ شبہات اعیان اس دیار کے جوحق مین ان چار بزرگون کے
تفریط کو راہ دیتے ہین اور وفور مناقب وکثرت فضائل ان چار تن پاک سے
ناواقف ہین مہتم بالشان اور غایت تحریر وبیان ہے وجوب محبت قرابتمندان
حضرت رسالت تو امان کا اور بری ہونا اہلبیت اطہار کا لوث خبائث سے اور
طاہر ہونا ان لوگون کا لوث قبائح ومعاصی سے بنص آیہ قرانی صدر مین مذکور
ہو چکا جو منجملہ فضائل عظیمہ آل رسول ہے اوسکے اعادے کی حاجت نہین ہے بغرض تذکیر
ایماکیا گیا قاضی عیاض نے شفا مین لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
پہچاننا رتبہ ومرتبہ آل رسول کا سبب نجات کا ہے آگ دوزخ سے اور محبت آل
رسول کی موجب جلد گذرنے کا ہے پل صراط سے اور نصرت ومدد کرنا آل محمد کا
باعث امان ومحفوظی کا ہے عذاب الہی سے عبارت شفا کی یہ ہے وقال علیہ الصلوٰۃ
والسلام معرفۃ آل محمد براءۃ من النار وحب آل محمد جواز علی الصراط والولایۃ لآل
محمد امان من العذاب الحدیث اور جامع ترمذی مین حضرت ابن عباس سے

مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ
فاحبونی لحب اللہ واحبوا اہلبیتی لحبی یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دوست رکھو تم لوگ خدا کو اس جہت سے کہ وہ تمکو غذا دیتا ہے اور پرورش
کرتا ہے اپنی نعمتون سے اور دوست رکھو مجکو بسبب دوستی خدا کے یعنی اس
سبب سے کہ میرے ساتھ دوستی رکھنے سے خدا تمکو دوست رکھیگا یا اسکا
مطلب یہ ہے کہ بسبب دوست رکھنے خدا کے مجکو یعنی چونکہ مین خدا کا محبوب ہون
دوست رکھو مجکو اور دوست رکھو اہلبیت کو میرے بسبب دوستی میری کے اسمین
بھی یہی دو احتمال ہین یعنی یا یہ مطلب ہے کہ جب تمکو دوست رکھتے ہو تو ضرور ہے کہ
ہمارے اہلبیت کو بھی دوست رکھو یا یہ کہ چونکہ اہلبیت میرے محبوب میرے ہین
تم بھی اونکو اپنا محبوب اور دوست بناؤ اور مشکوۃ شریف مین مسند امام احمد سے
بروایت حضرت ابوذر کے مروی ہے سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا ان
مثل اہلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ہلک الحدیث یعنی
فرمایا ابوذر نے کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے خبردار
ہو مثال اہلبیت کے میرے مثل کشتی حضرت نوح کے ہے کہ جو سوار ہوا اون کشتی
پر اوسنے نجات پائی اور جو سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہوا ایسا ہی جسنے اہلبیت کے ساتھ
محبت رکھی اور اتباع طریقہ اہلبیت اختیار کیے ناجی ہوا اور الا ابتلاے خسران رہا
اور اسی قسم کی ایک حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ہے موقوفا کہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے ائمہ اہلبیت کو مثل کشتی نوح و باب حطہ کے ارشاد فرمایا
بایں معنی کہ جیسا کہ کشتی حضرت نوح کی موجب محفوظ رہنے کی صدمہ طغیانی آب سے

ہوئی تھی ویساہی ذوات عالیات ایمۂ اہلبیت ذریعہ نجات ہے طغیانی شر نفس
وشیطان سے اور جیساکہ داخل ہونا باب حطہ مین باعث تصحیح توبہ بنی اسرائیل
و ذریعہ مغفرت کا قرار پایا تھا ایساہی داخل ہونا سلسلۂ اولیاء اللہ مین جو اتباع
ایمۂ اہلبیت ہین موجب مغفرت معاصی و تصحیح توبہ کا ہوتا ہی اس حدیث کو مولانا
شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے تفسیر فتح العزیز مین مع شرح معنی تحریر فرمایا ہے
عبارت اونکی یہہ ہی وابو بکر بن ابی شیبہ بروایت صحیح از حضرت مرتضے علی
کرم اللہ وجہہ آوردہ کہ انما مثلنا فی ہذہ الامۃ کسفینۃ نوح وکباب حطۃ فی
بنی اسرائیل یعنے مثال ایمۂ اہل بیت نبوی علیہ السلام کہ قدیم خاندان نبوت
وحامل اسرار ولایت و معرفت اند درین امت مثال سفینۂ نوح و باب حطہ
است زیراکہ نجات از طوفان نفس وشیطان و تصحیح توبہ و تکفیر گناہان بسبب
دخول در سلاسل اولیاء اللہ درین امت وابستہ و منتہی باین بزرگواران ست
چنانچہ درین زمان ظاہر و باہر ست کہ سلاسل سلوک راہ خدا و بیعت و توبہ وانابت
بہمین خاندان علیہم الرحمۃ می رسد انتہی اور صحیح مسلم مین حضرت زید بن ارقم سے
مروی ہے کہ کہا کھڑی ہوئی ایک روز ہم لوگون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مقام غدیر خم مین جو واقع ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے اور یہہ کھڑا ہونا
آنحضرت کا آخر عمر مین بعد معاودت کے حجۃ الوداع سے واقع ہوا تھا
پس آپ نے خدا کی حمد وثنا فرمائی اور نصیحت کی باتین اور موجبات ثواب
وعقاب کو بیان کیا اوسکے بعد فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ اے لوگو مین بشر ہون
قریب ہی کہ فرشتہ قابض ارواح بہیجا ہوا خدا کا آجاوے اور بحکم ایزدی

قبض روح میری کرے اور مین دنیا سے اوٹھہ جاؤن اور تملوگون سے چہوٹ جاؤن اور مین چہوڑنے والا ہون تملوگون مین دو متاع نفیس اور شئی عمدہ کہ جسکا اداے حق بار عظیم رکھتا ہے ایک اونمین سے کتاب اللہ ہے یعنی قرآن پاک کہ اوسمین بیان ہدایت اور موجبات نیکبختی دنیا و آخرت کا ہی اور اوسمین نور ہے یعنے اون اعمال کا بیان ہے جس سے راہ منزل مقصود نمایان ہووی اور بوجہ اوسکے جلد مقصود حاصل ہوجاوے پس چنگل مارو بیچ کتاب اللہ کے اور مضبوط پکڑو اوسکو اور بہت کچہہ آپ نے ایسی باتین جو موجب عمل و تمسک ہو کتاب اللہ پر بیان فرمائین اور ترغیب عمل کی دی اوپر امور مندرجہ قرآن کے اوسکے بعد فرمایا کہ اور دوسری چیز عمدہ و نفیس جسکو ہم تم مین چہوڑے جاتے ہین اہل بیت میرے ہین یاد دلاتا ہون مین تمہین خدا کو نسبت اہل بیت اپنے اور ڈراتا ہون مین تمکو عذاب الٰہی سے بصورت تقصیر کرنے تم لوگونکے اداے حق اہلبیت مین اس جملے کو آپ نے تین بار فرمایا تاکہ بخوبی اداے حق اہلبیت کی تاکید لوگونپر ظاہر ہوجاوے اور کسی طور کے حق تلفی اور فرق اداے حق تعظیم و تکریم مین بعد رحلت آپکے واقع ہونے پاوے بیہقی نے مدخل مین اور رزین نے اپنی کتاب مین حضرت عایشہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ستتہ لعنتہم اللہ وکل نبی یجاب یعنی چہہ قسم کے آدمی ہین کہ جنپر مینے لعنت کی ہے اور لعنت کرے خدا بہی اوپر اونکے یا جملہ لعنہم اللہ جواب سوال مقدر ہے کہ جب آنحضرت نے فرمایا کہ مینے چہہ طرح کے آدمی پر

لعنت کی تو گویا کوئی پوچھنے لگا کہ کیون آپ نے لعنت کی تو آپ جواب دیتے ہین لعنهم الله یعنے مینے اسوجهہ سے لعنت کی کہ خدا نے اوس شخص پر لعنت کی اور مہر بہی قبول کیا گیا ہے یہہ جملہ آپ نے واسطے تاکید و تقریر مضمون لعنت کی ارشاد فرمایا اس حدیث مین ذیل شمار اون لوگونکے جنپر آپ نے لعنت کی جملہ والمستحل من عترتی ما حرم الله موجود ہے یعنے پانچوان فرقہ اون آدمیونکا جن پر مین نے اور خدا نے لعنت کی اور وہ لوگ ملعون ہوئی وہہی جو حلال کرنیوالا ہو اولاد اور قوم اور قبیلہ اور اہل قرابت سے میری اوس چیز کو کہ حرام کیا ہے خداے تعالی نے کرنے اون چیزون کو ساتہ اہلبیت میرے کی مثل ایذا اور ترک تعظیم اور تقصیر اداے حقوق مین اونکے ہر چند استحلال حرام مطلقا موجب وعید و عذاب ہے مگر باعث زیادت شرف و لزوم تعظیم اہل بیت کے استحلال و ترک تعظیم اہلبیت زیادہ تر موجب وعید حتی کہ باعث لعنت خدا اور رسول ہوا چنانچہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی تحت شرح جملہ والمستحل من عترتی ما حرم الله کے اشعۃ اللمعات مین لکہتے ہین یعنی حلال گرداند از اولاد و قوم و قبیلہ و اہل قرابت من چیزی را کہ حرام گردانیدہ است خدا تعالی کردن آن با ایشان چنانکہ ایذا و ترک تعظیم و تقصیر در اداے حقوق شان واگرچہ استحلال حرام مطلقا خواہ از حرام خدای تعالے و تقدس و عترت پیغمبر صلی الله علیہ وسلم باشد یا غیر آن سبب استحقاق زجر و عقوبت ست ولیکن درینجا بیشتر و سخت تر است پس تخصیص بجہت زیادت اہتمام و تاکید در تحریم و مبالغہ در وعید باشد از جہت زیادت شرف و اجتماع حق تعظیم و حرمت انتہی بقدر الحاجۃ

مضمون اس حدیث سی خیال کرنا چاہیے شناعت حال ابن زیاد و یزید وغیرہ
مستحلین ہتک حرمت اہل بیت رسالت کو کہ بمودای اس حدیث سے
اون ظالمین کے ملعون ہونے مین کیا شبہ ہے گو ہم لوگون کو کف لسان اسلم
ہے بعضے محققین نے لکھا ہے کہ جسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر
تک تاکید بجا آوری حقوق اہل بیت کی فرمائی تھی اوسیقدر بنی امیہ نے عکس پر
اوسکے کمر باندہی اور بیحرمتی و تحقیر و توہین اہل بیت مین تا امکان اپنے کوئی
دقیقہ باقی نہین چھوڑا چنانچہ فاضل محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب
لدنیہ مین لکھتے ہین قال القرطبی وہذہ الوصیۃ وہذا التاکید العظیم یقتضی وجوب
احترام آلہ وبرہم وتوقیرہم ومحبتہم وجوب الفرائض التی لا عذر لاحد فی التخلف
عنہا ہذا مع ما علم من خصوصیتہم بہ صلی اللہ علیہ وسلم وبانہم جزء منہ کما قال فاطمۃ
بضعۃ منی ومع ذلک فقابل بنو امیۃ عظیم ہذہ الحقوق بالمخالفۃ والعقوق فسفکوا
من اہل البیت دماءہم وسبوا نساءہم واسروا صغارہم وخربوا دیارہم وجحدوا
شرفہم وفضلہم واستباحوا سبہم ولعنہم فخالفوا وصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم وقابلوہ بنقیض
قصدہ فوا خجلتہم اذا وقفوا بین یدیہ ویا فضیحتہم یوم یعرضون علیہ انتہی مگر یہ
بھی واضح رہے کہ یہہ اتلاف حقوق اہلبیت اکثر عوام بنی امیہ سے ہوا نہ خواص
صحابہ کرام سے علی ہذا نسبت سب حضرت علی مرتضی و دیگر اہلبیت کیطرف
حضرت معاویہ کے مفتریات سے ہے چنانچہ فاضل محمد بن عبد الباقی زرقانی
شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین قال القرطبی والتصریح بالسب وقبح القول
انما کان لفعلۃ جہال بنی امیۃ وسفلتہم اما معاویۃ فحاشاہ من ذلک لصحبتہ ودینہ

وکریم اخلاقہ واعترافہ بفضل علی وعظم قدرہ وما یذکر عنہ من ذلک کذب وافترا
انتہی اجلۂ صحابہ ہمیشہ اداے حقوق اہلبیت مین سرگرم رہے اور ارضا
وتکریم اہل بیت مین سعی موفور فرماتے رہے حدیث طویل متعلق حال مناز
فدک کے صحیح مسلم مین مروی ہے اوسمین یہہ مقولہ حضرت ابوبکر صدیق کا
جو خطاباً لعلی کرم اللہ وجہہ فرمایا ہے موجود ہے قال والذی نفسی بیدہ لقرابۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الی ان اصل من قرابتی یعنی قسم ہی اوسکی
کہ جان میری اختیار مین اوسکے ہے کہ اداے حق قرابت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک دوست زیادہ ہے اس سے کہ اداکرون
حق قرابت کا اپنی اس سے خیال کرنا چاہیے کہ کسقدر پاس قرابت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولحاظ اہلبیت رسالت کا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو تھا
ایسا ہی تمام اہل ایمان پر لحاظ مراعات حرمت قرابت رسول اللہ کا ساتھہ
اہلبیت کے واجب ولازم ہے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا جو دربارۂ فدک
کے حضرت ابوبکر صدیق سے کشیدہ خاطر ہوئین باوجود اسکے کہ حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ بوجہ تعمیل مضمون حدیث رسول کے دینے سے باغ فدک
کے معذور تھے باینہمہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کشیدگی خاطر کا اور
راضی کرنے کا آپکو غایت درجہ خیال ہوا حتی کہ بعضے روایات مین آیا ہے
آپ بعد اوسکے حضرت فاطمہ زہرا کی دولت سرا پر تشریف لیگئے اور در دروازۂ
خانہ برگرمی آفتاب مین کھڑی ہوئی معذرت فرماتے رہے اور حضرت
علی مرتضی کو شفیع گردانا اور بکمال جد وجہد وعذرخواہی کا دل حضرت فاطمہ رضی اللہ

…ا کو راضی کیا تصریح اس امر کی تمامی معتبرات میں موجود ہے اس مقام پر
…رت تحفہ اثنا عشریہ کے جو جامع روایات مذہب شیعہ و سنی ہے اور
…س سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونو فریق کے علما اس جانفشانی حضرت صدیق
…ے بخصوص فکر راضی کرنے حضرت فاطمہ کے قائل ہین نقل کرتا ہون وہ

…ہے سلمنا کہ حضرت زہرا رض بنابر منع میراث یا بنابر تشمندن دعوے
…ر فدک غضب فرمودہ و ترک کلام با ابوبکر نمود لیکن در روایات شیعہ و سنی صحیح
…ثابت است کہ این امر خیلے بر ابوبکر شاق آمد و خود را بہ در سرای زہرا
حاضر آورد و امیر المومنین علی را شفیع خود ساخت تا آنکہ حضرت زہرا ازو
…خوشنود شد اما روایات اہل سنت پس در مدارج النبوۃ و کتاب الوفا بیہقی و
…شروح مشکوۃ موجود ست بلکہ در شرح مشکوۃ شیخ عبد الحق نوشتہ است
…ابوبکر صدیق رض بعد ازین قصہ بہ خانہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا رفت و در
…گرمی آفتاب بر در باستاد و عذر خواہی کرد و حضرت زہرا ازو راضی شد و
…در ریاض النضرۃ نیز این قصہ بہ تفصیل مذکور ست و در فصل الخطاب بروایت
بیہقی از شعبی نیز ہمین قصہ مرویست و ابن السمان در کتاب الموافقۃ از اوزاعی
روایت کردہ کہ گفت بیرون آمد ابوبکر بر در فاطمہ در روز گرم و گفت نمی روم
ازینجا تا راضی نہ گردد از من بنت پیغمبر خدا پس در آمد بروی علی رضی اللہ عنہ
پس سوگند داد بہ فاطمہ کہ راضی شو پس راضی شدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا و اما
روایات شیعہ پس زیدیہ خود بعینہ موافق روایت اہل سنت درین باب
روایت کردہ اند و اما امامیہ پس صاحب محجاج السالکین وغیرہ از علمائے

ایشان روایت کردہ اند ان ابا بکر لما رای ان فاطمۃ انقبضت عنہ وہجر
ولم تتکلم بعد ذلک فی امر فدک کبر ذلک عندہ فاراد استرضاءہا فاتاہا فقال
لہا صدقت یا ابنۃ رسول اللہ فیما ادعیت ولکنی رأیت رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم یقسمہا فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل بعد ان یؤتی منہا قوتکم
والصانعین بہا فقالت افعل فیہا کما کان ابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یفعل فیہا فقال ذلک للّٰہ علی ان افعل فیہا ما کان یفعل ابوک فقالت واللہ
لتفعلن فقال واللہ لافعلن ذلک فقالت اللہم اشہد فرضیت بذلک واخذت العہد علیہ وکان
ابو بکر یعطیہم منہا قوتہم ویقسم الباقی فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل
انتہی مقام غور ہے کہ اگر وجوب تعظیم واحترام اہلبیت اور موجب منقصت
وناراضی الہی ہونا ترک مراعات عظمت اہلبیت کا ثابت نہوتا حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ کو باوجود عمل بمضمون حدیث کے صرف ناراضی حضرت فاطمہ کی جو
بمقتضاے بشریت وقوع مین آئی تھی کیون اسقدر خیال ہوتا اور کسواسطے
جہد بلیغ اور جانفشانی عظیم فکر رضامندی حضرت فاطمہ زہرا مین فرماتے
صحابہ کرام خصوصاً حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو بہت بڑا لحاظ مراعات
عظمت واحترام تمامی اہلبیت کا رہتا تھا حضرت فاطمہ رض کے راضی فرمانے مین
جو کچھ جد وجہد حضرت ابوبکر نے فرمائے وہ صدر مین لکھا گیا حضرت امیر
علیہ السلام کے ساتھ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت لحاظ تعظیم رکھا کرتے
تھے اور ہمیشہ فضائل حضرت علی مرتضی خود بھی بیان فرمایا کرتے تھے
اور دوسرے وزیر بھی بہ نسبت محبت ومراعات تعظیم وتوقیر حضرت علی کی بہت

[illegible]

تاکید فرمایا کرتے تھے علی ہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ہمیشہ تعظیم و توقیر
حضرت امیر مین اور مشورہ پوچھنے اور صلاح لینے مین حضرت ممدوح سے
بہت مبالغہ فرماتے تھے اور تمام عمر یہی حال حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کا
ساتھ حضرت علی مرتضی کے رہا چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ تحفہ
اثنا عشریہ مین ارقام فرماتے ہین باید دانست کہ ہیچکس از صحابہ در پئے
ایذاء حضرت امیر و زہرا رض نیفتادہ و باو پرخاش نکردہ بلکہ ہمیشہ تعظیم و
توقیر و محبت و نصرت او نمودہ اند و قتیکہ طلب نصرت از ایشان نمود و محتاج
نصرت شد عبد الرحمن بن ابزی گوید شہدنا صفین مع علی فی ثمانمائۃ ممن
بایع تحت الشجرۃ بیعۃ الرضوان وقتل منہم ثلثۃ و ستون رجلا منہم عمار بن یاسر
وخزیمۃ بن ثابت ذو الشہادتین و جمع کثیر من المہاجرین والانصار و قد ذکر اکثرہم
فی الاستیعاب وغیرہ انیست حال جمہور صحابہ آمدیم برابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما
پس ابو بکر ہمیشہ فضائل امیر را بیان مے نمود و مردم را بر حب و تعظیم و توقیر
او تاکید میفرمود دارقطنی از شعبی روایت میکند کہ بینا ابو بکر جالس اذ طلع علی
فلما رآہ قال من سرہ ان ینظر الی اعظم الناس منزلۃ و اقربہم قرابۃ و افضلہم
بتعالۃ و اکثر غناء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلینظر الے ہذا الطالع و
ہمچنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نیز ہمیشہ در تعظیم و توقیر و مشورہ پرسیدن
و صلاح خواستن از حضرت امیر زیادہ تر مبالغہ میفرمود دارقطنی از سعید
بن المسیب روایت کردہ عن عمر بن الخطاب انہ قال ایہا الناس اعلموا انہ
لا یتم شرف الا بولایۃ علی بن ابی طالب انتہی ملخصا و مختصرا ہر گاہ معلوم ہوا کہ

عامہ صحابہ علی الخصوص حضرت ابوبکر و عمر ہمیشہ فضائل حضرت امیر علیہ السلام
بیان کیا کرتے تھے اور لوگون پر تاکید محبت و مراعات تعظیم کے ساتھ حضرت
علی کے فرماتے رہے تب بفحواے حدیث فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر
و عمر جو ترمذی مین حضرت حذیفہ سے مروی ہے اور اوس سے وجوب اقتدار
افعال و اقوال حضرت ابوبکر و عمر ثابت ہے اور بموداے اون نصوص کے
جس سے اتباع طریق عامہ صحابہ کی تاکید مفہوم ہے ہم لوگون پر واجب
و ضرور ہے کہ محبت و مراعات تعظیم و احترام حضرت علی مرتضی و سائر اہلبیت
و اشاعت فضائل مین اون بزرگون کے باقصے غایت کوشان رہین کہ یہی
طریقہ حضرت ابوبکر و عمر و سائر صحابہ کا تہا اور بعد زمانہ صحابہ کے بہی ہر زمانے
کے اجلۂ علماء و ائمہ باصفا درپے اکرام و احترام اہلبیت رہے اور محبت اہلبیت
کو فرائض و لوازم ایمان سے سمجھتے رہے شفاء قاضی عیاض مین مرقوم ہے
کہ ابوبکر عیاش فرمایا کرتے تھے کہ اگر آوین ہمارے پاس حضرت ابوبکر و عمر
و علی رضی اللہ عنہم کسی ضرورت سے تو پہلے مین قضاے حاجت حضرت علی
مرتضی کرون بوجہ قرب قرابت اونکے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے اور اگر گرون مین آسمان سے زمین پر تو یہہ میرے نزدیک دوست
زیادہ ہے اس سے کہ تقدیم حضرت علی کی کرون اوپر حضرت ابوبکر و عمر کے
یعنے ہرچند باعتبار رتبہ کے شیخین کو افضل جانتا ہون ولیکن پاس قرابت
رسول اللہ کا مقتضا یہی ہے کہ حضرت علی کے کار کو بر آر حاجت حضرت
ابوبکر و عمر پر مقدم رکہون عبارت شفا کی یہہ ہے وقال ابوبکر بن عیاش

لو اتانی ابو بکر و عمر و علی فی حاجة لبدأت بحاجة علی قبلهما لقرابته من رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ولئن اخر من السماء الی الارض احب الی من ان اقدمہ علیہما
انتہی اور یہی مضمون مدارج النبوۃ مین بہی موجود ہے باین عنوان ابو بکر بن
عیاش کہ یکی از اعلام امت ست میگفت الی اخرہ یا نقلنا من الشفا اعمش نے
ایک بار قصہ پیام نکاح بھیجنے حضرت امیر علیہ السلام کا دختر ابو جہل سے جسکو
سنکر آنحضرت نے حضرت علی پر عتاب فرمایا تھا روایت کیا تھا چونکہ اوس
قصے سے فی الجملہ تحقیر حضرت امیر علیہ السلام کی مفہوم ہے حضرت امام ابو حنیفہ
کو بہت ملال ہوا اور آپ معہ شریک بن عبد اللہ اور ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلی
کے اعمش کے گہر گئے اور اونکو بہت ملامت کی کہ اس حدیث پر تو کوئی حکم شرع
مبنی نہین ہے اور چونکہ اسمین مذکور عتاب فرمانا آنحضرت کا اوپر حضرت
علی کے ہے بیان مین اسکے تحقیر حضرت علی مرتضی کے لازم آتی ہے پہر کیون تم
ایسے حدیث کا مضمون لوگون کے سامنے بیان کرتے ہو اسپر اعمش نے
بہت سے احادیث فضائل حضرت علی کے سنائے اور اپنا راسخ القدم
ہونا محبت و مراعات احترام حضرت علی مین بیان کر کے تسکین خاطر حضرت
امام ابو حنیفہ وغیرہ کے فرما دے یہہ قصہ تحفہ اثنا عشریہ مین ذیل تعصب
سیز دہم کے منقول ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہماری امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
تعالے و دیگر ایمہ کرام و علماء عظام بیان کرنا اوس حدیث صحیح کا بہی جسسے وہم
تحقیر حضرت علی کا ذہنون مین آوے سامنے لوگون کے جائز نہین رکہتے تہے
اور بہت ناراض ہوتے تہے پس ہملوگ مقلدین حضرت امام کو بہی ایسی ہی

محبت ساتھہ حضرت علی مرتضیٰ و سائر اہلبیت کے پیدا کرنا چاہیئے کہ کسی طور سے
اشارۃً و کنایۃً کوئی کلمہ تحقیر کا شان مین حضرت امیر علیہ السلام کے نہ اونکی
زبان سے نکل سکے نہ دوسرا کوئی اگر بیان کرے تو او سکے سننی کا تحمل ہو سکی
حضرت امام علی رضا جب نیشاپور مین داخل ہوئے ہین او سوقت آپ
خچر پر سوار تھے اور حضرت شقیق بلخی کہ اعاظم صوفیای اہل سنت سے ہین آگی
آگے حضرت امام کی جلو مین جاتے تھے اور ایک گروہ کے گروہ صوفیای
کرام اہلسنت سی اپنی چادرون سے امام کے سر پر سایہ کیے تھے اور
حافظ ابو زرعہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی معہ جمیع طلبا علوم و کتاب
حدیث کے مدرسون سے واسطے زیارت حضرت امام کے باہر آئے شہر مین
ایک غوغا ہو گیا تمام لوگون نے زیارت امام کے لیے ہجوم کیا او سوقت محدثین
اہل سنت نی عرض کی کہ اسوقت کہ مجمع خلائق ہے اگر آپ دو ایک حدیث
بسند آبای کرام اپنی کہ اوس سند کو بوجہ کمال نفاست و لطافت کی محدثین
سلسلۃ الذہب کہتے ہین روایت فرماوین تو کمال احسان ہو گا او سوقت
حضرت امام علی رضا نے بسند اہلبیت کرام و آبای عظام اپنے حدیث لا الہ
الا اللہ حصنی فمن قالہا دخل حصنی و من دخل حصنی امن من عذابی کو روایت
فرمایا امام احمد بن حنبل جب اوس سند اہلبیت کو ذکر کرتے تب فرماتے
تھے لو قرئ ہذا علی مجنون لافاق او علے مریض لبرء یعنی اگر یہہ سند کہ مشتمل
ہے اوپر اسامی متبرکہ اہل بیت کے مجنون پر پڑہی جاوی تو برکت سے
اسکی افاقہ و صحت پاوی اور بیمار پر پڑہی جاوی تو صحیح ہو جاوی یہہ سب روایات تحفہ اثنا

ف بیان بعض برکت سند اہلبیت کے نزدیک امام احمد بن حنبل

عشرہ مین موجود ہے ان روایات سے قیاس کرنا چاہیے کہ محدثین و صوفیہ و ائمہ اہلسنت کسقدر منہمک بر محبت اہل بیت تھی اور کسطرح شرائط و لوازم اکرام و احترام اہلبیت کرام بجالاتی تھے اللھم ارزقنا الاقتداء بھدیھم اسعاف الراغبین مین لکھا ہے کہ جب دختر ابی لہب ہجرت کر کے مدینے مین آئین لوگون نے طعن کیے کہ تو بیٹی اوسکی ہے جو جلاون دوزخ کا ہے تیری ہجرت تجھکو کیا نفع دیگی یہہ سخن دختر ابی لہب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا اسکو سنکر آنحضرت کو نہایت غصہ ہوا اور منبر پر جاکر فرمانے لگے کہ کیا ہوا ہے لوگون کو کہ میرے قرابتمندان نسبیہ پر طعن کر کے مجھے اذیت دیتے ہین خبردار ہو جاؤ جس شخص نے کسی قرابت دار نسبی کو میرے کچہہ اذیت دی اوسنے تحقیق کہ مجھکو اذیت دی اور جسنے مجھکو اذیت دی اوسنے خدا کو اذیت دی یہہ حدیث اسعاف الراغبین مین طبرانی و ابن ابی عاصم و ابن منذر و بیہقی کی کتابون سے منقول ہے عبارت اسعاف الراغبین کی یہہ ہے وصح ان بنت ابی لہب لما ہاجرت الی المدینۃ قیل لہا لن تغنی عنک ہجرتک انت بنت حطب النار فذکرت ذلک النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاشتد غضبہ ثم قال علے المنبر ما بال اقوام یوذونی فی نسبی و ذوی رحمی الا و من اذی نسبی و ذوی رحمی فقد آذانی و من اذانی فقد اذی اللہ اخرجہ ابن ابی عاصم والطبرانی و ابن منذر والبیہقی بالفاظ متقاربۃ انتہی مضمون اس حدیث سے خیال کرنا چاہیے عظمت قرابتداران آنحضرت کو اور سوچنا چاہیے کیفیت شدت محبت نبوی کو ساتہ اہل قرابت و ذوی النسب اپنی کہ ادنی امر تحقیر اہل قرابت مین آپکو اسقدر ملال ہوا اور کیون نہو

کہ محبت و پاس فرزندان لوازم بشریت و مقتضاے جبلت سی ہی کہ انفکاک اوسکا از قبیل ممتنعات ہی دیکھیی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب خدانی مژدہ سنایا کہ انی جاعلک للناس اماما یعنے ہم تمکو امام اور مقتدی ناس بنانیوالی ہین فوراً حضرت ابراہیم کو لحاظ اپنی اولاد و ذریات کا ہوا فرمایا و من ذریتی یعنے ای خدا اور عالم میری اولاد و ذریات کو بہی رتبہ امامت سے مشرف فرما اور بہی فرمایا ربنا و ابعث فیہم رسولا منہم یعنے میری اولاد مین رسول بہی میری ہی اولاد سے مبعوث فرما اس سی معلوم ہوا کہ بہ نسبت اجانب کی پاس و لحاظ اقارب کا اپنے ہر فرد بشر کو زیادہ ہوتا ہے گو رسول اولوالعزم ہو اور یہہ امر مقتضیات بشریہ سے ہی اور اسمین جب تک کوئی وجہہ مخالفت شرع کے کسی امر عارضی کے وجہہ سے منضم نہو جاوے عنداللہ ہی قبیح و محظور نہین ہی اسیوجہ سی حضرت ابراہیم کے اس و من ذریتی فرمانے پر کچہ مواخذہ من اللہ نہین ہوا اور اسی لوازم جبلت غیر محظورۃ الشریعۃ پر مبنی ہی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسکو دارقطنی و طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی امت سی پہلے مین جسکی شفاعت قیامت مین کرونگا وہ اہلبیت میری ہین اوسکے بعد بنو ہاشم وغیرہ حسب رتبہ قرابت بعد فراغ کے شفاعت قریش سے انصار کی شفاعت کرونگا اوسکے بعد مومنین یمن کے تب عامہ اہل عرب کی شفاعت مین مصروف ہونگا بعدہ اہل عجم و جملہ امت کی شفاعت مین لب کشا ہونگا علیٰ ہذا حضرت عثمان سے مروی ہی کہ فرماتی تھے اگر بہشت کی کنجی میری ہاتہہ مین ہو تو کسی شخص کو بنی امیہ سے باہر بہشت کی نرہنے دون

ہاں مگر پاس و لحاظ اولاد و اقارب و محبت ان کے ساتھ جبلی و طبعی ہے

اور آنحضرت کا یہ فرمانا کہ پہلے میں اہلبیت کی شفاعت کرونگا پھر ... مومنین یمن ... عجم ... اہل عرب ... کو ... بہشت ...

سندان سب مضامین کی تفسیر فتح العزیز میں موجود ہے عبارت اوسکی تحت تفسیر آیہ
ربنا وابعث فیہم رسولا منہم کے یہہ ہی اگر امت اولاد ما باشد و محتاج برسولی گردند
کہ نہ از اولاد ما ہست پس مارا چہ شرف و مرتبت باقی ماند (الی قولہ) تربیت اقارب
وعشائر خود ہم تربیت نزد آدمی از تربیت اجانب و حرص و شفقت آدمی بر قوم و قبیلۂ
خود زیادہ ترست از حرص و شفقت بر اجانب بحکم جبلت بشریہ ولہذا در حدیث
شریف وارد ہست کہ اول من اشفع لہ من امتی اہل بیتی ثم بنو ہاشم ثم الاقرب
فالاقرب من قریش واز حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین مروی ہست کہ میفرمود
واللہ اگر کلید بہشت بدست من دہند من ہیچکس را از بنی امیہ بیرون بہشت نگذارم
انتہی اور حدیث ترتیب شفاعت کو فاضل جلال الدین سیوطی نے کتاب البدور
السافرۃ فی احوال الآخرۃ میں معجم طبرانی سے بروایت ابن عمر بایں الفاظ قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من اشفع من امتی اہل بیتی ثم الاقرب فالاقرب
من قریش ثم الانصار ثم من آمن بی واتبعنی من اہل الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم
و اول من اشفع لہ اولو الفضل الحدیث روایت کیا ہی اور یہی لازم جبلت اور
وفور محبت اہل قرابت پر مبنی ہی قصہ وحشی قاتل حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
عم بزرگوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ باوصف ایمان لانے وحشی کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا وحشی کا گوارا انہیں ہوا لہذا فرمایا کہ اپنے منہ کو مجھسے
چھپالے کہ میں تجھکو نہ دیکھوں یہہ قصہ وحشی کا صحیح بخاری میں موجود ہے
عبارت صحیح بخاری کی یہہ ہی قال (ای عبید اللہ بن عدی بن الخیار للوحشی)
الا تخبرنا بقتل حمزۃ قال نعم ان حمزۃ قتل طعیمۃ بن عدی بن خیار ببدر فقال لی

مولاے جبیر بن مطعم ان قتلت حمزۃ بعمی فانت حر قال فلما ان خرج الناس عام
عینین جبل بجبال احد بینہ و بینہ وادخرجت مع الناس الے القتال فلما اصطفوا
للقتال خرج سباع فقال ہل من مبارز قال فخرج الیہ حمزۃ بن عبدالمطلب فقال
یا سباع یا ابن ام انمار مقطعۃ البظور اتحاد اللہ و رسولہ قال ثم شد علیہ فکان کامس
الذاہب قال وکمنت لحمزۃ تحت صخرۃ فلما دنامنی رمیتہ بحربتی فاضعہا فے ثنتہ حتی
خرجت من بین ورکیہ قال فکان ذلک العہد بہ فلما رجع الناس رجعت معہم فاقمت
بمکۃ حتی فشافیہا الاسلام ثم خرجت الی الطائف فارسلوا الے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم رسلا فقیل لی انہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یہیج الرسل قال فخرجت معہم حتی
قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رآنی قال انت وحشی قلت نعم قال
انت قتلت حمزۃ قلت قد کان من الامر ما بلغک قال فہل تستطیع ان تغیب وجہک
عنی قال فخرجت الحدیث اور اصابہ فی احوال الصحابہ میں مرقوم ہے وحشی بن
حرب الحبشی ابو دسمۃ وہو من سودان مکۃ وہو مولی لطعیمۃ بن عدی وقیل
مولی لجبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشی النوفلی قاتل حمزۃ بن
عبد المطلب یوم احد و شرک فی قتل مسیلمۃ الکذاب یوم الیمامۃ وکان یقول قتلت
خیر الناس فی الجاہلیۃ وشر الناس فی الاسلام اور بہی اصابہ میں بعد چند سطر کے
ذیل قصۂ قتل حضرت حمزہ اور آزاد ہونے وحشی کے جو صحیح بخاری سے منقول
ہوا مرقوم ہے فلما خرج وفد اہل الطائف الے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
لیسلموا ضاقت علی الارض وقلت الحق بالشام او بالیمن او ببعض البلاد فانی
لفی ذلک اذ قال لی رجل ویحک انہ واللہ ما یقتل احدا من الناس دخل

فی وینہ فلما قال لی ذلک خرجت حتی قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
المدینۃ فلم یرعہ الا وانا قائم علی راسہ اشہد شہادۃ الحق فلما رآنی قال وحشی
قلت نعم قال اقعد فحدثنی کیف قتلت حمزۃ فحدثتہ کما حدثتکما فلما فرغت من حدیثی
قال ویحک غیب وجہک عنی فلا اراک فکنت انتکب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حیث کان فلم یرنی حتی قبضہ اللہ تعالی انتہی بقدر الحاجۃ ہرگاہ بسند حدیث
صحیح بخاری جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہی اور بروایت اصابہ جو غایت درجہ
کی معتبر کتاب اہلسنت کی مذہب کی ہے آنحضرت کا نہ دیکھنا وحشی کو مدۃ العمر
اور باوصف ادای شہادت کے وحشی پر تاکید چھپانی منہ اور دور ہو جانے
کی مجلس حضوری سے کرنا ثابت ہوا معلوم ہوا کہ یہہ لکھنا بعضے اعیان کا اور
جو روافض لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی قاتل حضرت حمزہ
رضی اللہ عنہ کو وقت ایمان لانے کے نظر رحمت سی نہ دیکھا کہ مجھکو اپنے چچا کا
قتل یاد آتا ہی سراسر پوچ ہے کیونکہ خلاف مقتضای نص قرآن ہے حریص
علیکم بالمومنین رؤف رحیم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومنونکا نہایت لالچ
رکھتے تھے اور اونپر مثل پدر بزرگوار کے زیادہ مہربان تھے الخ) جس سے
یکسر غلط ہونا قصۂ وحشی کا مفہوم ہے مبنی ہے اوپر ناواقفی کے علم حدیث واسمای
رجال سے اور نحوای حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم سے جو استدلال
اوپر تکذیب قصۂ وحشی کی صاحب تحریر نے فرمایا وہ تمام نہین جب تک مبذول
رحمت محمدی ہونا عامۂ مومنین کا ہر آن وہر زمان مین کلیۃ ثابت نکیا جاوی
اور امتناع محبوبیت ومبغوضیت شخص واحد کا آن واحد مین دو حیثیت

مختلف ہے کرسی نشین ثبوت نہو حالانکہ واسطے نقض کلیت مرحومیت عامہ

مومنین کے فی کل الآن آیۂ ولا تاخذکم بہما رافۃ فی دین اللہ جو بحق زانی وزانیہ

کہ بمذہب اہل سنت مصداق مومن و مومنہ ہی وارد ہے اور قصہ کعب بن

مالک کا جو صحیح بخاری مین مذکور ہے اور آیۂ وعلے الثلثۃ الذین خلفوا او سپر دال

ہی کافی ہے مخصوص ہونا اہلبیت خیر البریہ و عترت نبویہ کا ساتہہ بسیاری حقوق

کے جسکا ادا کرنا تمامی امت اجانب حضرت رسالت پر واجب و لازم ہے اور

بہ نسبت جملہ عالم کے زیادہ مستحق محبت و موالاۃ ہونا اون بزرگون کا اور مختص

ہونا اون حضرات کا ساتہہ بیشتر خصائص عظیمہ و کرامات و فضائل فخیمہ کے جسمین غیر کو

اصلا شرکت نہین متفق علیہ کافۂ اہل سنت ہے اور یہہ اختصاص دال ہے پر کمال

عظمت اون حضرات والا منقبت کے ہے چنانچہ منہاج السنۃ مین مرقوم ہے

لاریب ان لآل محمد صلے اللہ علیہ وسلم حقا علی الامۃ لا یشترکہم فیہ غیرہم ویستحقون

من زیادۃ المحبۃ والموالاۃ ما لا یستحقہ سائر بطون قریش انتہی بقدر الحاجۃ اور

امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اہلبیت رسالت کو ساتہہ

حضرت نبوت کے باعث کمال رفعت کے پانچ امر مین مساوی گردانا ایک تو

قعدۂ نماز مین بعد تشہد کے پڑہتے ہین اللہم صل علے محمد و علے آل محمد پس جیسا کہ تمامی

مصلیان نماز مین درود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بہیجتے ہین آل حضرت رسالت

پر بہی مبلغ درود ہوتے ہین دوسرے سلام مین تشہد مین جملہ السلام علیک

ایہا النبی موجود ہے اور قرآن پاک مین السلام علیک آل یٰسین وارد ہے یعنی

سلام ہوجیواو پہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے طہارت مین

ف محبت اہلبیت کے ساتہ

فرمایا اللہ جل شانہ نے بشان رسول مقبول ظہ یعنے اسی طاہر تو اہلبیت کو شامل
ارشاد کیا و یطہرکم تطہیرا جو تھے حرام ہوے نہین صدقے کے کہ جیسا صدقہ لینا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام ہوا ویسا ہی آل آنحضرت پر بھی پانچوین
محبت مین آیہ فاتبعونی یحببکم اللہ ترغیب محبت نبوی مین نازل ہوئے تو آیہ
قل لا اسألکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی بتاکید وجوب محبت آل رسول اللہ
بھیجے گئے فاضل محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین قال
الفخر الرازی جعل اللہ اہل بیتہ مشارکین لہ فی خمسۃ اشیاء فی المحبۃ و تحریم الصدقۃ
و الطہارۃ و السلام و الصلوۃ ولم یقع ذالک لغیرہم انتہی اور یہہ وجوب محبت و
تفرعات تعظیم و احترام اہلبیت اور مخصوص ہونا ان حضرات کا ساتھہ خصائص مذبورہ
کے مختص ساتھ اتقیاء اور صلحاء اہلبیت کے نہین ہے علی ہذا مخصوص بہ قرابتمندان
قریبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہے بلکہ عامۂ سادات و ذریات حضرت
رسالت جو قیامت تک ہوتے جاینگے خواہ صالحین ہون خواہ طالحین خصائص
مذبورہ کے ساتھہ اختصاص رکھتے ہین اور تمامی امت محمدیہ پر عموما لحاظ تعظیم و
احترام عامۂ سادات کا کہ اہلبیت و آل رسول ہین لازم و ضرور ہے البتہ اسقدر فرق
صالحین و طالحین مین ہے کہ جو آل رسول منجملہ صلحا ہین اونکو بکل الوجوہ محبوب
و معظم جاننا چاہیئے اور جو فاسق و فاجر ہون اونکو من حیث اعمال و افعال ذمیمہ
کے تو مبغوض رکھنا چاہیئے ولیکن بہ حیثیت آل رسول ہونیکے لحاظ تکریم کا اونکے
رکھنا چاہیئے چنانچہ علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی تحت شرح قول صاحب
مواہب لدنیہ مانصہ (و فرض محبۃ جملۃ اہل بیتہ المعظم و ذریتہ) کے لکھتے ہین ۱۵

اما المبتلی بکراہۃ بعضہم لمعنی فیہ فیجب علیہ السعی فی اسباب محبتہ من حیث قربہ لہ علیہ السلام وان کرہ وقوع المعصیۃ منہ انتہی آ علے مناقب آل رسول مقبول سے یہہ ہے کہ بعضے روایات مین محفوظ رہنا ان بزرگون کا دخول نار سے للابد والدوام آیا ہے جس سے حسب تصریح بعضے اکابر علمار کے مامون ہونا ذریۃ نبوی کا سوء خاتمت سے مفہوم ہے اور بعضے محققین نے آیۂ تطہیر سے بھی ایما اس امر کا سمجھا ہے ہر چند اس امر کا ثبوت اولا کلیۃ عسیر ہے ثانیا دلائل اسکی مثل دلائل امور اعتقادیہ کے قوی وظاہر الدلالۃ نہین ہین ولیکن چونکہ اکثر النصوص سے ایما اشعار اسکا ہوتا ہے اور دوسرے النصوص جلیہ سے عامۂ اہلبیت نبویہ کا مخصوص بفضائل کثیرہ اور مہبط اکرام الٰہی بوجوہ عدیدہ ہونا ثابت ہے مقتضاے حسن ظن تسلیم ہے کما ہو شان ارباب الفضل والتکریم اب بعضے عبارات معتبرات کی بسند امور مذبورہ نقل کرتا ہون منہاج السنۃ مین مرقوم ہے ثبت اختصاص بنی ہاشم بتحریم الصدقۃ علیہم وکذلک استحقاقہم من الفیئ عند اکثر العلماء وبنو المطلب معہم فی ذلک فالصلوۃ علیہم من ہذا الباب فہم مخصوصون باحکام لہم علیہم وہذہ الاحکام ثبت لکل واحد منہم وان لم یکن رجلا صالحا بل کان عاصیا انتہی بقدر الحاجۃ اسعاف الراغبین مین مرقوم ہے وقد صرح العلماء بانہ ینبغی اکرام سکان بلدہ صلے اللہ علیہ وسلم وان تحقق منہم ابتداع او نحوہ رعایۃ لحرمۃ جوارہ صلے اللہ علیہ وسلم فما بالک بذریتہ الذین ہم بضعۃ منہ ولو کان بینہم وبینہ وسائط وقد روی فی قولہ تعالے وکان ابوہما صالحا ان الاب الذی حفظا من اجلہ کرامۃ لہ کان سابعا او تاسعا فینبغی ان

بعض روایات مین محفوظ رہنا اہلبیت کا دخول نار سے وارد ہے

الفاسق من اہل البیت وان کان یبغض من حیث فعلہ یحب ویحترم من حیث
قرابتہ منہ صلے اللہ علیہ وسلم انتہی بقدر الحاجۃ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی
جذب القلوب مین بعد بیان وجوب تعظیم واحترام سکان مدینۂ مطہرہ کے افادہ
فرماتے ہین وانچہ منزلت اقدام ودر رعایت این ادب واجب الاہتمام است
حال بعضے اشراف وخدام ست کہ بہ بعضے بدعتہا وتقصیرہا منسوب اند در ایشان
نیز بملاحظہ نسبت قرابت وجوار شریف نظر بعین حقارت نکند وجز بعین تعظیم واجلال
نگرد واعتقاد کند کہ بدان در ضمن نیکان مغمور ومستور اند واز ملاحظہ سر ما شاء
قول حضرت رسالت علیہ افضل الصلوۃ والتحیت در شان اہل بدر با وجود صدور
بعضے تقصیرات از بعضے ایشان غافل نباشد ودر مقام خطاب طریقۂ بشاشت
وحسن تحیت ولین کلام از دست ندہد وسر رشتۂ استحضار نسبت قرابت و
شرف جوار فرونگذارد واز سب وشتم وغلظت خود را باز دارد زیرا کہ ولد عاق
از بعضے احکام مثل استحقاق ارث وصحت نسب بیرون نرود وظن جمیل در
صدیق وفاروق وغیر ایشان از صحابہ رضی اللہ عنہم آنست کہ در انچہ متعلق
بہ حق ایشان ست جز عفو وصفح از اولاد پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جائز ندارند تو گمان
نیک دار وحق را باہل آن گذار وشفاعت محمدیہ اگر در اہل جنایت از اہل بیت
نبوت کہ ارادت حضرت صمدیت بہ تطہیر ایشان از رجس رفتہ است در کار نشود در
بہتر ازین کدام محل خواہد یافت وبعضے از مشایخ ازین آیت چنان فہم کردہ
اند کہ ہیچ یکے از ایشان از دار دنیا بیرون نیاید تا اول از دنس ورجس
معنوی بمرض وما شدن آن مطہر نگردد انیست ترجمۂ کلام بعضے از علمای مکۂ معظمہ

در کتابیکہ در آداب زیارت تصنیف کردہ است بعبارتہ و کلام سید سمہودی
وغیر او در محل رعایت این ادب بدان موافق ست واللہ اعلم انتہی اور مبحث
مرجو و مظنون ہوسے حسن خاتمت سادات کو علامہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی
نے مناقب السادات مین اور فاضل میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سند السعادت
فی حسن خاتمۃ السادات مین باشباع تمام بہ نقل ادلہ لکھا ہے مگر اکثر مقدمات
اون ادلہ کے از قبیل خطابیات غیر قابل اثبات اعتقادیات ہین اور احادیث
بہی جو منقول ہین بیشتر عند المحدثین مخدوش و مجروح ہین البتہ علامہ سید
نور الدین علی سمہودی کا رسالہ جواہر العقدین فی فضل الشرفین اون دونو
رسالونسے زیادہ حاوی ادلۂ احادیث او رمثبت مدعا اور کاشف مرام بالکشف
الحثیث ہے من شاء فلیرجع الیہا ہرچند جسقدر فضائل اہلبیت معرض تحریر
مین آئی اون سب مین حضرت فاطمہ و امام حسن و امام حسین و علی مرتضی رضی اللہ
عنہم بہی شریک ہین مگر چونکہ یہہ چارون بزرگ منجملہ عامۂ اہلبیت کے مزید
شرف و علو رتبت کے ساتہ مخصوص ہین جیساکہ اشعۃ اللمعات سے سابقاً نقل
کیا گیا اور بہی بعضے اعیان اکثر فضائل مختصہ ان حضرات سے انکار اور بہ در پیشی
تقاریر غیر مقبولہ عند النحاریر جدال و تکرار فرماتے ہین لکہنا بعضے فضائل خاصہ ان
بزرگان کا بسند کتب معتمدۂ اہلسنت النسب معلوم ہوا مگر چونکہ مناقب مخصوصۂ حضرت
علی مرتضی بقدر حاجت صدر مین زیب قرطاس ہو چکے اور شبہات متعلقہ اوسکے اوسی
محل پر دفع کیے گئی بنا بر علیہ اس جگہہ صرف ابراز بعضے محامد بقیہ حضرات ثلثہ کے جو رہ گئی
وہ معرض تحریر مین آتے ہین اور بہ پیش ناظرین ہوتے ہین **مقصد ہشتم**

بیان فضائل حضرت فاطمہ زہرا

بیان فضائل فاطمہ زہرا مین آپکا اسم مبارک جو فاطمہ مشہور
ہے تنقیح اوسکی معنے کے اور وجہ التسمیہ حسب تصریح علماء محققین یہہ معلوم ہوتی
ہے کہ لفظ فاطمہ مشتق ہی فطم سے جسکے معنے ہین منع کرنا اور باز رکھنا طفل کا شیر
سے پس معنی لفظ فاطمہ کے کہ صیغہ اسم فاعل مونث ہے مانعہ و بازدارندہ ہوئی اور
بعضے احادیث مین وارد ہوا ہے کہ اللہ جل شانہ نے آپکو اور آپکے ذریات
اور محبان کو دخول نار سے محفوظ رکھا ہے بنا بر علیہ چونکہ ذات مبارک آپکے
موجب منع و باز رکھنے اپنی ذریات اور محبان کے نار سے ہوئی لہذا آپکا نام
فاطمہ ہوا چنانچہ مواہب لدنیہ اور شرح فقہ اکبر لملا علی قاری مین مرقوم ہے
انما سمیت فاطمۃ لان اللہ قد فطمہا و ذریتہا عن النار یوم القیامۃ اخرجہ الحافظ
الدمشقی و روی الغسانی مرفوعا انما سمیت لان اللہ تعالی فطمہا و محبیہا عن النار
الحدیث باقی محدثین نے ان دونون حدیثون کی صحت و ضعف مین جو کچھہ کلام کیے
ہین اور نیز یہہ امر کہ مراد ذریات سے اس حدیث مین تمامی بنی فاطمہ ہین یا
صرف حضرات حسنین و صلبی بنی فاطمہ اور ذریات و محبان کا آپکے دخول نار سے
محفوظ رہنا جو ان دونو حدیثون سے سمجھا جاتا ہے اوس سے مراد منع دخول
نار بسبیل خلود جو خاصہ کفار ہے ہی یا مطلق منع مقصود ہے کتب مبسوطہ حدیث
و سیر مین موجود ہے اور تحقیق ان امور کی بقدر حاجت ہمنے رسالہ رفع الارتیاب
مین درج کی ہے چونکہ ایراد اون مباحث کا مستوجب طوالت کلام تھا اور نیز
مقصود اس مقام مین صرف بیان بعضے فضائل حضرت فاطمہ زہرا ہے نہ
تسطیر مباحث دقیقہ معرکہ آرا نحاریر علماء لہذا اون مباحث کو قلم انداز کیا

منجملہ القاب شریفہ آپکے بتول ہے جو مشتق ہی بتل سے بمعنی انقطاع کی چونکہ آپ زنان زمانہ سے فضل اور دین اور حسب ونسب مین منقطع اور یکتا تہین اور آپکو علائق دنیا اور ماسوی اللہ سے انقطاع حاصل تہا یہ امر موجب اس لقب کا ہوا چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین سمیت بتولا لانقطاعہا عن نساء زمانہا فضلا و دینا وحسبا ونسبا وقیل لانقطاعہا عن الدنیا انتہی اور منجملہ القاب مشہورہ آپکی زہرا ہے جو مشتق ہی زہرہ سے بمعنی جمال وحسن کی آپکا غایت درجہ حسینہ وجمیلہ وذی بہجت ونضرت ہونا منشا اس لقب کا ہوا سوا اسکے اور بہی اکثر القاب شریفہ آپکے ہین کہ وہ سب دلالت کرتے ہین آپکے عظمت مرتبت وجلالت قدر پر چنانچہ روضۃ الاحباب مین ہی فاطمہ زہرا کنیت وی ام محمد والقاب وی مبارکہ وطاہرہ زاکیہ وراضیہ ومرضیہ وبتول ست انتہی حدیث صحیح مین جو صحیح بخاری ومسلم مین موجود ہی وارد ہے کہ آنحضرت نے آپکو سیدۃ نساء اہل الجنۃ یعنی سردار زنان جنت فرمایا اور بہ تصریح علمای محققین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپکو تمام اہل سے زیادہ دوست رکھتے تھے اسیوجہ سے جناب رسول مقبول کا معمول تہا کہ جب سفر تشریف لیجاتی تھے سب کی بعد حضرت فاطمہ سے رخصت ہوتی تھے اور جب سفر سے تشریف لاتی تھے سب کی پہلے حضرت فاطمہ سے ملتی تہی چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین ضمن احوال حضرت فاطمہ کے لکھتے ہین وکانت احب اہلہ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا اراد سفرا یکون آخر عہدہ بہا واذا قدم کان اول ما یدخل علیہا انتہی اور صحیح بخاری ومسلم مین موجود ہی فاطمۃ

بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ میری
جگر کے ٹکڑا ہے پس جسنے غضب دلایا فاطمہ کو اوسنے غضب دلایا مجھکو اور بعضی
روایت مین ایسا بہی وارد ہی کہ جسنے فاطمہ کو اذیت دی اوسنی مجھے اذیت
دی اور حضرت فاطمہ راہ وروش وطریقہ وصورت وسیرت وغیرہ مین آنحضرت
کے ساتھ بہت مشابہ تہین حدیث صحیح مسلم مین جملہ فجاءت فاطمة تمشی کان مشیتها
مشیة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک روایت مین ماتخطی مشیتها من مشیة
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہی جس سے آپکی رفتار کا غایت درجہ شبیہ
رفتار رسول اللہ ہونا ثابت ہی صحیح مسلم وغیرہ مین جو قصہ مرض الموت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین مروی ہی کہ تمامی ازواج مطہرات آنحضرت
کے پاس بیٹھی تہین کہ حضرت فاطمہ تشریف لائین آپ اونکی آنیسے بہت
خوش ہوئے مرحبا فرماکر اپنی متصل بٹھلایا اور کچھ سرگوشی حضرت فاطمہ سے
فرمائی جس سے آپ رونی لگین دوسرے بار کچھ اور آہستہ سی فرمایا جس سے
آپ ہنسنی لگین اور حسب بیان حضرت فاطمہ پہلے بات خبر رحلت نبوی تھی
اور دوسری بات جلد اور سب کی پہلی پہونچنا آپکا حضور نبوی مین یا بیان
فضائل کا آپکے تہا اوس سے بہی بکمال رتبت اور عظمت اور محبوبیت حضرت
سیدہ کی بحضرت رسالت ہویدا ہی احادیث مین وارد ہوا ہی کہ جب حضرت
فاطمہ آپکے پاس آتی تہین آپ کہڑے ہوجاتی تھے اور پکڑ لیتے تہی ہاتہ حضرت
فاطمہ کا اور بوسہ دیتی تھے پیشانی مبارک حضرت سیدہ پر اور بٹھلاتے تہی انکو
اپنی جگہہ پر اور یہی معمول حضرت فاطمہ کا وقت تشریف بری آنحضرت کے

پاس اونکی تہا سنن ابی داؤد مین جو منجملہ کتب معتبرہ حدیث اور یکی از صحاح
ستہ ہی یہہ سب کیفیت بروایت حضرت عائیشہ کے مروی ہے وہ حدیث ابوداؤد
کی یہہ ہے عن عائشۃ قالت ما رأیت احدا کان اشبہہ سمتا وہدیا ودلا وفی روایتہ
حدیثا وکلاما برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من فاطمۃ کانت اذا دخلت علیہ قام
الیہا فاخذ بیدہا فقبلہا واجلسہا فی مجلسہ وکان اذا دخل علیہا قامت الیہ فاخذت
بیدہ فقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا الحدیث اس حدیث سی بروایت حضرت عائشہ
کے ثابت ہوگیا کہ جب حضرت فاطمہ تشریف لاتی تہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اونکے واسطے کہڑے ہوجاتے اور ہاتھ پکڑ لیتی اور بوسہ لیتے اور اپنی
جگہہ پر بٹہلاتے تھے اس سے کمال محبت آنحضرت کی ساتھ حضرت فاطمہ
کے ثابت ہوئی اور عظمت رتبت حضرت فاطمہ ظہور مین آئی کہ یہہ کہڑا ہونا
آنحضرت کا ہرچند بہ ولولہ محبت ہو مگر خالی تعظیم سے نتہا ضرور آپکو اس قیام
سے علاوہ اظہار محبت کے اظہار عظمت وتنویہ شان حضرت فاطمہ بھی منظور
تہا پس اس قیام کو بالکل قیام محبت کہنا اور مطلقاً دال اوپر تعظیم وتبجیل حضرت
فاطمہ کی سمجہنا خلاف ظاہر ومستبعد ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی سے اشعۃ اللمعات مین ضمن
اثبات جواز قیام تعظیمی واشعار بہ بعض ادلہ جواز اوسکی بافادہ فرماتی ہین پوشیدہ نماند کہ قیام آنحضرت
مر فاطمہ را وقیام وی رضی اللہ عنہا مر آنحضرت را سابقا معلوم شد وتاویل آن
کہ آن قیام محبت واقبال بود نہ تعظیم واجلال خالی از بعدی نیست انتہی اس
عبارت حضرت شیخ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت کا کہڑی ہونا وقت تشریف لانے
حضرت فاطمہ کے خالی اظہار عظمت اور تعظیم واجلال حضرت فاطمہ سے نتہا اوسکی

تاویل ساتھہ صرف قیام محبت و اقبال کے کرنا جیساکہ بعضے اہل زمانہ
کرتے ہین خالی بعد اور تکلف اور تصلب و تعصب سی نہین ہے اللھم نجنا
من شرور انفسنا وثبت اقدامنا علے معرفة عظمة اہل بیت نبینا الذی لولاہ
ما اہتدینا حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابتدار زمانہ نبوت
مین ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھی
اور کفار قریش متصل اوسکے جمع تھے اوسوقت ابوجہل کے کہنی سے عقبہ
بن ابی معیط گیا اور ایک جگہہ اونٹ ذبح ہوا تہا اوسکا خون وغیرہ نجاسات
کو لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ مین تھی کہ اوسکو پشت مبارک پر درمیان
دونو مونڈہون کے رکھدیا اور تمامی کفار جو موجود تھی باہم خوب ہنسی اور
ایک دوسری پر ماری خوشی کے ہنستے ہنستے جھکنے اور قریب گرنے کے
ہونی لگی اور آنحضرت نے سجدے مین دیر فرمائی اور علی حالہ سجدے مین
رہی اور حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ کی ہمت خوف کفار سے مقتضی نہین
ہوتی تھی کہ اوس نجاست کو پشت مبارک نبوی سے دور کرین کہ اس اثنا
مین کسینے حضرت فاطمہ کو خبر کی وہ باوجودیکہ کم عمر تھین یہہ حال سنکر تشریف
لائین اور نجاست کو پشت بزرگوار سے دور فرماکر کفار کی طرف رخ کیا
اور اون بدبختون کو گالیان دینی لگین اوسوقت اللہ جلشانہ نے ایسا
رعب آپکا قلوب کفار مین ڈالا کہ کوئی کچھہ آپکے ساتھہ تعرض نہ کرسکا حالانکہ
آپ محض کم عمر تھین آپکے بہکانے کیواسطے تخویف وتہدید زبانی کافی تھی
مگر کسی کافر سے اوسوقت کچھہ نہوسکا اس روایت سے کمال عالی ہمتی

ف
قصہ دور کرنا حضرت فاطمہ کا نجاست کو پشت رسول اللہ سے اور بسبب بد دعا کرنا ... ہلاک ہوجانا کفار کا

وشرافت وکرامت حضرت فاطمہ کے ظاہر ہوئی تہذیب ایکبار حقیر نے اس
روایت کو مجلس وعظ مین بیان کیا تھا جسمین بعضے شیعہ شریک تھی اوسپر بعضی
اعیان نے بعد برخاست مجلس کے یہہ فرمایا تہا کہ قصہ حضرت فاطمہ کا شاید
بہ خاطر داشت فلان کے آپنے بیان کیا جسکا حقیر نے جواب دیا تہا کہ معاذ اللہ
یہہ کیا کلام ہے میری یہہ شان نہین کہ بہ خاطر کسی کے اپنی دل سے ایک
قصہ گڑھ کر بیان کرون یہہ روایات کتب معتبرہ مین موجود ہے اور مرتسم
ضمیر تحقیق مین نے بیان کی اوسپر تبسم کرکے فرمایا کہ بہلا اوسوقت حضرت فاطمہ
کے یہہ عمر کہان تھی کہ وہ ایسا کرین اوسپر مین نے جواب دیا کہ یہی تو لطف
ہے کہ باوجود کم سنی کے یہہ جلادت آپ سے ظاہر ہوئی اور خدا نے آپکا
رعب قلوب کفار مین ڈال دیا اوسپر معترض ممدوح ساکت ہوئی مگر قرائن
حالیہ ومقالیہ سے ممدوح کی عدم تسلیم صحت قصہ نمایان رہا لہذا مناسب معلوم
ہوا کہ اس مقام مین اس روایت کے کتب معتبرہ اہل سنت مین موجود
رہنے کا نشان بخوبی تمام معرض تحریر مین آجاوے تاکہ مثل معترض ممدوح
کے دوسرا کوئی بہی باعث ناواقفی ولاعلمی کے انکار اس قصہ صحیحہ کا دم نہ
بھری اور گرفتار بلاے مودا ے مقولہ ۔ وکم من عائب قولا صحیحا وآفتہ
من الفہم السقیم نہوئی تپس واضح رہے کہ یہہ قصہ حضرت فاطمہ کا فصل اول
باب المبعث وبدء الوحی مشکوۃ شریف مین صحیحین سے بروایت حضرت عبد اللہ
بن مسعود کے منقول ہے جسکا جی چاہے مشکوۃ شریف چھاپہ دہلی کے صفحہ
(۵۳۴) کو دیکھ لی یہہ حدیث اوسمین موجود ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی

ف
بہ نشان
وہی موجود رہنے
روایت ہیبت و شکوہ
حضرت فاطمہ سے کفار کی
اور رعب بیٹھنے کی
اون کے قلوب میں کتب
معتبرہ اہلسنت
مین بنظر ازالہ
شبہہ بعض اہل زمانہ

اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوۃ مین بعد شرح حدیث قصہ حضرت فاطمہ کے یہہ عبارت لکھتے ہین ودرین قوت ہمت فاطمہ وشرف وکرامت اوست کہ باوجود صغر سن بر روے ایشان راو شنام کرد وایشان را مجال تعرض بوی نشد انتہی جسکو تصحیح نقل منظور ہو وہ اشعۃ اللمعات جلد چہارم چہاپہ مصطفائی محمد حسین خان جو ۱۲۸۳ھ ہجری مین طبع ہوئی ہے صفحہ (۲۰۰) سطر (۳) مین دیکھ لے اور متعلق اسی قصے کے ایک روایت صحیح مسلم کے نقل کیے دیتا ہون جسمین حضرت فاطمہ کا کم سن ہونا مصرح ہے ساتھ اسکے یہہ بہی بصراحت موجود ہے کہ حضرت ابن مسعود فرماتے ہین جسوقت کفار نے خون وغیرہ نجاسات پشت مبارک آنحضرت پر ڈالا مین کہڑا دیکھہ رہا تھا اگر مجھے قوت ہوتی تو مین اوسکو پشت مبارک سے دفع کرتا ولیکن بخوف کفار اور نہو نے معین ومددگار کے ناچاری تہی اوسوقت کسی نے حضرت فاطمہ کو خبر کی اور آپ نے تشریف لاکر اوس نجاست کو بہی پشت مبارک سے دفع کیا اور کفار کو سخت ودرشت بہی فرمایا اور کوئی کچھہ تعرض نہ کر سکا اور وہ روایت صحیح مسلم کے معہ سند یہہ ہے حدثنا عبد اللہ بن عمر بن محمد بن ابان الجعفی قال نا عبد الرحیم یعنے ابن سلیمان عن زکریا عن ابی اسحٰق عن عمرو بن میمون الاودی عن ابن مسعود قال بینما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یصلی عند البیت وابو جہل واصحاب لہ جلوس وقد نحرت جزور بالامس فقال ابو جہل ایکم یقوم الے سلا جزور بنی فلان فیاخذہ فیضعہ فی کتفی محمد صلے اللہ علیہ وسلم اذا سجد فانبعث اشقی القوم فاخذہ فلما سجد النبی صلے اللہ علیہ وسلم وضعہ بین کتفیہ قال فاستضحکوا وجعل

بعضہم یمیل علی بعض وانا قائم انظر لو کانت لی منعۃ طرحتہ عن ظہر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم والنبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجد ما یرفع راسہ حتی انطلق
انسان فاخبر فاطمۃ فجاءت وہی جویریۃ فطرحتہ عنہ ثم اقبلت علیہم تسبہم الحدیث
یہہ حدیث صحیح مسلم کے باب مالقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذی المشرکین
والمنافقین مین موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے اور ارشاد الساری شرح
صحیح بخاری جلد اول چھاپہ نولکشور کے صفحہ (۳۸۹) مین بھی یہہ قصہ بوضاحت
تمام معہ تصریح کم سنی حضرت فاطمہ کے موجود ہی بعینہ عبارت اوسکی بہی بغرض
اتمام حجت نقل کرتا ہون حدثنا احمد بن اسحق السورماری قال حدثنا عبید اللہ بن
موسی قال حدثنا اسرائیل عن ابی اسحق عن عمرو بن میمون عن عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم حال کونہ یصلی عند الکعبۃ
وجمع من قریش فی مجالسہم اذ قال قائل منہم الا تنظرون الی ہذا المرائی یتعبد
فی الملا اودون الخلوۃ ایکم یقوم الی جزور آل فلان فیعمد الی فرثہا ودمہا وسلاہا
فیجئی بہ ثم یمہلہ حتی اذا سجد وضعہ بین کتفیہ فانبعث اشقاہم وہو عقبۃ بن ابی
معیط فجاء بہ فلما سجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضعہ بین کتفیہ وثبت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ساجدا فضحکوا حتی مال بعضہم الی بعض من الضحک فانطلق
منطلق قال الحافظ ابن حجر یحتمل ان یکون ہو ابن مسعود رضی اللہ عنہ الی فاطمہ
رضی اللہ عنہا وہی یومئذ جویریۃ صغیرۃ السن فاقبلت تسعی وثبت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ساجدا حتی القتہ ای الذی وضعوہ عنہ واقبلت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا
علیہم تسبہم انتہی ملخصا ہر چند فضائل حضرت فاطمہ کے کتب حدیث وسیر مین بکثرت

(مسـ)طور ہین ولیکن اس رسالی مین اختصار مد نظر ہے لہذا اسیقدر پر قصر کرتا
ہون **تتمۂ کلام** علمای اہلسنت کو خلاف ہی اس امر مین کہ حضرت عایشہ
(ا)فضل ہین حضرت فاطمہ سے یا حضرت فاطمہ کا رتبہ زیادہ ہے حضرت عایشہ
(سـ)ـے بعضے علما حضرت عایشہ کو افضل سمجھتے ہین حضرت فاطمہ سے باین دلیل
(کہ) حضرت عایشہ بہشت مین رسول اللہ کے ساتھہ رہینگے اور حضرت فاطمہ
حضرت علی کے ساتہ اور لا محالہ مقام و مکان رسول اللہ کا اعلی و اشرف
ہوگا مکان سے حضرت علی مرتضی کے ولیکن یہہ استدلال عند المحققین مخدوش
(ا)ہی صحیح و قابل قبول نہین ہے چنانچہ مواہب لدنیہ اور زرقانی شرح
زرقانی مین ہے واحتج من فضل عایشۃ رضی اللہ عنہا علی فاطمۃ بانہا فی
الآخرۃ فی الجنۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الدرجۃ التی ہی اعلی الدرجات
(و)فاطمۃ رضی اللہ عنہا مع علی ولاحجۃ فی ہذا والالزم انہا و بقیۃ ازواجہ
(ا)فضل من سائر الانبیاء والمرسلین لانہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلی درجۃ فی الجنۃ
من الجمیع وہو خلاف المعلوم من الدین بالضرورۃ ومن ثم قال فی الفتح و
فسادہ ظاہر انتہی ملخصا بقدر الحاجۃ اور بتقدیر تسلیم استدلال جواب باینطور
دیا گیا ہے کہ جیسا کہ حضرت عایشہ کی معیت ساتہ رسول اللہ کے جنت مین معلوم ہے
معیت حضرت فاطمہ کے بہی ثابت ہی اسلیی کہ بعضے احادیث مین وارد ہوا ہی
کہ فرمایا آنحضرت نے خطاب کر کے حضرت فاطمہ سی کہ مین اور تم اور حضرت علی اور امام حسن
اور امام حسین علیہم السلام جنت مین ایک مکان اور ایک مقام مین رہینگے
اور بعضے علمانی بحیثیت کثرت علم اور حصول ملکۂ اجتہاد فی المسائل کی حضرت

عایشہ کو افضل لکھا ہے اور نظر بشرف ذات ونسب وطہارت طینت کے
حضرت فاطمہ کو افضل کہا ہے اور بعضون نے مساوات کے جانب میلان
کیا ہے اور اکثر علماء حنفیہ و بعضے شافعیہ مائل بہ توقف ہین مگر امام سبکی نے
افضلیت حضرت فاطمہ پر جزم کیا ہے چنانچہ مواہب لدنیہ اور اوسکی شرح
زرقانی مین مرقوم ہے وقد سئل السبکی الکبیر فقال فی الجواب والذی نختار
وندین اللہ بہ ان فاطمۃ بنت محمد افضل ثم امہا خدیجۃ ثم عایشۃ قال والخلاف
شہیر ولکن الحق احق ان یتبع انتہی اور امام مالک کا قول مشہور ہی کہ جب
اون سے یہہ مسالہ دریافت کیا گیا جواب دیا فاطمۃ بضعۃ من النبی صلے اللہ
علیہ وسلم ولا افضل علی بضعۃ النبی احد یعنے حضرت فاطمہ رسول اللہ کے
جگر کی ٹکڑا ہین اور رسول اللہ کے ٹکرہ جگر پر مین کسی دوسرے کو فضیلت
نہین دی سکتا علی ہذا علامہ جلال الدین سیوطی نے افضلیت حضرت فاطمہ
کو اصح الاقوال لکھا ہے اور فاضل زرقانی نی شرح مواہب مین اوسکی تقویب
کی ہے عبارت اونکی تحت اس عبارت مواہب کے (وافضلہن خدیجۃ وعایشۃ
الخ والصواب کما قال السیوطی القطع بتفضیل فاطمۃ علیہما وصححہ السبکی انتہت
بقدر الحاجۃ تحقیق وتفصیل اس مبحث کی تکمیل الایمان شیخ عبد الحق محدث
دہلوی مین بقدر ضرورت مسطور ہی بعضے عبارات اوسکی نقل کرتا ہون وہی
ہذہ فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ این حدیث دلالت دارد بر فضل فاطمہ زہرا بر
تمامہ نساء مومنات کہ عنوان نساء اہل جنت شامل بالیشان ست حتی از مریم بنت
عمران وعائشۃ وخدیجۃ کذا ذکر السیوطی و در بعضے احادیث تفضیل فاطمہ زہرا

مطلق واقع شده چنانچه این حدیث وامثال آن وودر بعضے احادیث مریم را
رضی الله عنها از عموم نسا که زهرا رضی الله عنها را برایشان تفضیل داده است
استثنا کرده واین احتمال مساوات وعکس نیز دارد و در جاے دیگر فرموده
که افضل نساء فاطمه وخدیجه وعایشه ومریم وآسیه است وظاهر این حدیث مساوات
یا توقف ست و در حدیثے دیگر آمده که فاطمه درین امت مثل مریم ست در قوم
خود یعنی فاضل تر از غیر خود و تواند که اختلاف این اخبار بجهت تدرج اطلاع
آنحضرت بود صلے الله علیه وآله وسلم بر افضلیت فاطمه بوحی واعلام پروردگار
تا آخر عموم افضلیت وے بر تمامه نساء عالم ثابت شده والله اعلم وبعضے از علماء عایشه
را افضل نهند بر فاطمه از جهت آنکه وے با پیغمبر در بهشت باشد وفاطمه با علی والابد
مقام ومکان پیغمبر اعلے وارفع واشرف باشد از مقام علی ولیکن در احادیث
واقع شده است که با فاطمه خطاب کرده گفت که من وتو وعلی وحسن وحسین در
یک مکان ویک مقام خواهیم بود ونیز میگویند که عایشه مجتهده بود و در زمان
خلفاء اربعه فتوی میداد وگویند که عایشه بعد از خدیجه افضل نساء عالم ست
سیوطی در فتاوی میگوید که درینجا سه مذهب ست واصح مذهب آنکه فاطمه
رضی الله عنها افضل ست از عایشه وبعضے بمساوات رفته اند وبعضے در توقف
مانده وبسیاری از علماء حنفیه وبعضے از شافعیه بر توقف مائل تر اند و در بعضے
احادیث آمده است که افضل واکمل نساء عالم مریم بنت عمران وفاطمه بنت
محمد صلے الله علیه وآله وسلم وآسیه امراة فرعون ست شیخ ابن حجر عسقلانی میفرماید
که درینجا تصریح است بافضلیت فاطمه زهرا از عایشه صدیقه رضی الله عنها

ومراد بہ نساء در حدیث فضل عائشہ علی النساء کفضل الثرید علی غیرہ من الطعام
کہ دلیل افضلیت عائشہ است غیر نساء اربعہ مذکورہ باشد جمعا بین الادلۃ انتہی
قال العبد الضعیف اصلحہ اللہ حال کہ حق آن می نماید کہ وجوہ افضلیت مختلف
است وبحسب شرف ذات وطہارت طینت وپاکی جوہر ہیچکس بفاطمہ وحسن
وحسین ودیگر اہل بیت نرسد انتہی ملخصاً وملتقطاً

مقصد نہم بیان فضائل حضرات حسنین

ہین ان دونون بزرگون کے فضائل
احادیث مین بکثرت وارد ہین کہ احصاء اوسکا عسیر ہے منجملہ اوسکے بعضے
فضائل تبرکا اس مقام پر لکھے جاتے ہین ایک بڑی منقبت ان بزرگون کی
یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونون بزرگون کو متبنی کیا اور فرزند
اپنا قرار دیا مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ سر الشہادتین مین لکھتے ہین نقد
ثبت بطرق متعددۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ہما ابنای انتہی اور بعضے
روایات سے یہہ فرمانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ تمامی انبیا کے اولاد
اونکے اصلاب سے ہوتی گئی الا میری اولاد کہ صلب حضرت علی سے خارج ہوئی
ثابت ہے چنانچہ ملامبین قدس سرہ شرح سلم مین ذیل تحقیق معنے آل کے
نقل فرماتے ہین کہ روی عن بن مسعود انہ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ
تعالی جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی بن ابی طالب
الحدیث اور اسی حدیث کو بہ تغییر یسیر لفظی زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ
مین طبرانی وخطیب سے نقل کی ہے عبارت زرقانی کی یہہ ہے وقال صلی اللہ
علیہ وسلم ان اللہ لم یبعث نبیا قط الا جعل ذریتہ من صلبہ غیری فان اللہ جعل

ذریتی من صلب علی رواہ الطبرانی والخطیب انتہی اور شیخ عبدالحق محدث
دہلوی نے بہی ذیل تعداد خصائص نبویہ کے ماحصل حدیث مذکور کو مدارج
النبوۃ مین باین عبارت فرمودہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر پیغمبر را اولاد از
صلب وی شد و اولاد من از صلب علی کرم اللہ وجہہ بر آمدہ انتہت نقل فرمایا
ہے مودای اس حدیث سے حضرات حسنین کا فرزند صلبی رسول اللہ ہونا جو
موجب کمال اتحاد ہے مفہوم ہوا اور صورت ظاہری مین حضرات حسنین کا
رسول اللہ کے ساتھہ شبیہ تر ہونا خود احادیث سے ثابت ہے صحیح بخاری مین
تو دونو بزرگون کا رسول اللہ کے ساتھہ اشبہ ہونا مجملاً حضرت انس سے مروی
ہی مگر جامع ترمذی مین بروایت حضرت علی مرتضی کے تصریح اس امر کے
مروی ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام سر سے سینہ تک اشبہ ساتھہ رسول اللہ
کے تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سینہ سے قدم تک شکل آنحضرت
کے تھے آنحضرت کو محبت بہی ان بزرگون کے ساتھہ نہایت تہی جامع
ترمذی مین حضرت اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ فرمایا اسامہ نے مین ایک
شب آنحضرت کے حضور مین آیا اوسوقت آنحضرت باہر تشریف لائے ایسی
حال مین کہ معلوم ہوتا تہا آپ کسی چیز کو اپنے جسم مبارک کے ساتھہ لپٹائے
ہوئے ہین جب مین اپنی حاجت سے فارغ ہو چکا دریافت کیا کہ یہہ کیا چیز ہے
جسکو آپ لیے ہین پس آپ نے کپڑے کو اوٹہا دیا ناگاہ دیکہا مین کہ حضرت امام حسن
و امام حسین آپکے دونو ورک یعنی ران کے اوپر کے جانب لپٹے ہوئے ہین
اور آپ اون لوگون کو اسطرح سمیٹے ہوئی ہین جیسے متاع نفیس کو لپیٹا کر

رکھتے ہین اوسوقت فرمایا آنحضرت نے کہ یہہ دونون بیٹے ہمارے ہین اور نواسی ہمارے ہین اے خدا مین دوست رکھتا ہون ان دونون کو بس دوست رکھہ تو ان دونون کو اور دوست رکھہ اوسکو جو دوست رکھے ان دونون کو اور حدیث بخاری و ترمذی مین مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمار یحانی من الدنیا یعنے امام حسن و امام حسین دونون پھول ہین ہماری باغ دنیا سے اور جملہ اللھم انی احبہما فاحبہ و احب من یحبہ اکثر احادیث صحیحہ مین بہ شان حضرات حسنین وارد ہے جسکا مطلب یہہ ہی کہ اے خدا مین دوست رکھتا ہون امام حسن و امام حسین کو پس دوست رکھہ تو ان دونون کو اور دوست رکھہ اوسکو جو دوست رکھے اون دونون کو اس سے کمال محبت آنحضرت کے ساتہ حضرات حسنین کی اور فضلیت محبت ان بزرگون کے ثابت ہوئی جامع ترمذی مین حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے الحسن والحسین سید اشباب اہل الجنۃ یعنے حضرت امام حسن و امام حسین دونون سردار ہین جوانان بہشت کے ابن عساکر وغیرہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے من احبہما فقد احبنی و من ابغضہما فقد ابغضنی یعنے جسنے دوست رکھا حضرت امام حسن و امام حسین کو تحقیق کہ دوست رکھا اوسنے مجھکو اور جسنے بغض رکھا ساتہہ حسنین کے تحقیق کہ اوسنے بغض رکھا مجھسے اس سے کمال فضلیت محبت حسنین کی اور شناعت بغض ان بزرگون کی ظاہر ہوئی اور حدیث ترمذی مین جسکی راوے یعلی بن مرہ ہین یہہ

...لہ بھی موجود ہے حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا یعنے فرمایا رسول اللہ نے کہ حسین مجھسے ہی اور مین حسین سے ہون دوست رکھہ اے خدا اوسکو جو دوست رکھے حسین کو اور جامع ترمذی مین حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم اخذ بید حسن وحسین قال من احبنی واحب ہذین واباہما وامہما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ یعنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن وامام حسین کا ہاتھہ پکڑکر فرمایا کہ جو دوست رکھے مجھکو اور ان دونوکو اور ان دونوکے باپ یعنی حضرت علی کو اور ان دونوکی ما فاطمہ کو وہ ہوگا قیامت کے دن میری ساتھہ میری درجے مین اور ازالۃ الخفا سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کو عبد اللہ بن احمد نے زوائد مسند مین بھی روایت کیا ہے اور حدیث ترمذی کو مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے سر الشہادتین مین نقل کرکے ترمذی سے منکر ہونا اوسکا نقل کیا ہے جس سے شبہہ غیر مقبولیت حدیث کا ہوتا ہی مگر جناب مولانا سلامت اللہ شاہ مرحوم نے تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین مین اوس شبہہ کو دفع فرمادیا ہے عبارت تحریر الشہادتین کی یہ ہے پوشیدہ نماند کہ منکر در اصطلاح محدثین حدیثی را گویند کہ راوی غیر ثقہ برخلاف ثقات روایت کردہ باشد واین از اقسام احادیث ضعاف ست لیکن چون بروایت دیگر ثقات مانند ابن حبان وامام حنبل تقویتی در ثبوت ووثوق پیدا کردہ این حدیث حسن قابل اعتماد گشت لہذا استناد بآن بکار رفت انتہی ترمذی اور ابو داود اور نسائی کے حدیث مین جسکے راوی حضرت بریدہ ہین مروی ہی کہ ایکبار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اثنا خطبہ مین حضرت امام حسن اور امام حسین کو چلتے ہوے دیکھا قدم آپلوگون کے لڑکھڑا رہے تھے جس سے اندیشہ گرجانیکا ہوتا تہا آنحضرت سے ضبط نہو سکا منبر سے اوترکر اون دونون صاحبزادونکو وہین اوٹہا کر لے آئے اور اپنے سامنے بٹھلایا الی آخر القصہ اس سے کمال محبت آنحضرت کی ساتھہ حضرات حسنین کے اور یہ بات کہ آپ ادنی صدمہ و تکلیف کا پہونچنا حضرات حسنین پر گوارا نہین فرماسکتے تھے ظاہر ہوئی اور اسی کمال محبت کا منشا تہا جو روایت ام سلمہ سے جسکو ترمذی نے روایت کی ہے اور روایت ابن عباس سے جو دلائل النبوۃ بیہقی اور مسند احمد مین مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ کربلا مین از وقت شروع مقاتلہ تا شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام بابریشانی وحیرانی متحسر و مغموم موجود رہنا ثابت ہے اور بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے جو وقائع عجیبہ ہائلہ عالم مین ظاہر ہوئے جسکی تفصیل صواعق محرقہ اور سر الشہادتین وغیرہ مین موجود ہے منجملہ نتائج و فور محبت نبوی ہے کہ چونکہ حضرت شہید کربلا محبوب رسول خدا تھے اور خود رسول اللہ محبوب الٰہی روز ازل سے قرار پاچکے تھے اور محبوب کا محبوب محبوب ہوتا ہی لہذا غیرت الٰہی جوش مین آئی اور آثار غضب ایزدی محیط عالم ہوگئی منجملہ اون آثار کے ایک سرخی افق و کنارہ آسمان ہے جسکو شفق کہتے ہین کہ اوسکا ظہور اس شدت و کثرت کی ساتھہ اوسی روز سے ہوا جس روز حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے جیسا کہ نقل کی ہے جناب مولوی

ف بیان ظہور سرخی شفق کا اسی سبب سے سرخی شفق موجود ہوئے بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے

شاہ سلامت اللہ صاحب مرحوم نے تحریر الشہادتین مین ابن جوزی
اور ابن سیرین اور ابن سعد وغیرہ سے اور حضرت شیخ عبد الحق محدث
دہلوی نے ماثبت من السنۃ مین لکھا ہے ولما قتل الحسین بکت الدنیا
سبعۃ ایام والشمس علے الحیطان کالملاحف المعصفرۃ والکواکب یضرب
بعضہا بعضا وکان قتلہ یوم عاشورا وکسفت الشمس ذلک الیوم واحمرت
افاق السماء ستۃ اشہر بعد قتلہ ثم لا زالت الحمرۃ تری فیہا بعد ذلک الیوم ولم
تکن تری فیہا قبلہ انتہی اور علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مین بھی آسمان
کے خون رونے اور ظہور شفق کی روایت بہ تفصیل تمام لکھی ہے علامہ
کمال الدین بن فخر الدین جہرمی باین عبارت مترجم ہین ابو نعیم حافظ
در کتاب دلائل النبوۃ از معزازدیہ روایت کردہ کہ گفت در وقت
شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ از آسمان خون بارید وچون وقت صبح
رسید دیدیم کہ جامہ ہا وسبوہا وکوزہا ے ما بجاے آب پر از خون بود وہمچنین
است در احادیث دیگر غیر این حدیث وعثمان بن ابی شیبہ روایت کردہ
کہ بعد از قتل حسین ہفت روز آسمان گریہ کرد وگریہ او سرخ بود بمرتبہ کہ
از شدت سرخی آسمان دیوارہاے عمارت در زمین شبیہ بلحافہای معصفر
شدہ بود وابن جوزی از ابن سیرین روایت کرد کہ گفت دنیا سہ روز
تاریک بود وبعد از ان سرخی در آسمان ظاہر شد وایضا ثعلبی گوید آسمان
گریست وگریہ او سرخ بود واز غیر او مروی ست کہ بعد از قتل حسین
رضی اللہ عنہ افق آسمان شش ماہ سرخ بود وہمان سرخی ست کہ الحال

اثر شش باقی ست بر طرف نمی شود و ابن سیرین میگوید که خبر بما چنین رسیده
که سرخی آسمان که بشفق می باشد قبل ازین نبود تا وقتیکه حسین را شهید
کردند بعد ازان ظاهر شد و ابن سعد مذکور ساخت که این سرخی قبل از
قتل حسین رضی اللہ عنہ نبود و ابن جوزی میگوید حکمت درین آنست که
اثر غضب ما از سرخی وجہ ظاهر می شود و چون خدائے تعالیٰ منزہ است
از جسمیت اثر غضب خود بر قاتلان حسین در سرخی افق ظاهر ساخت از جهت
اظهار کردن اینکه ارتکاب این امر خیانتی عظیم و گناہی بزرگ ست انتهی
عبارۃ البراهین القاطعة ترجمة الصواعق المحرقة ملتقطا من مقامات شتی
کہتا ہے مولف نحیف تجاوز عن سیاتہ الخبیر اللطیف ظاہر یہہ ہے کہ مراد
اس سے یہہ ہے کہ جس کیفیت سے شفق بعد واقعۂ امام کے محسوس ہونے
لگی اوس کیفیت سے سابق مین محسوس نہین ہوتی تھی اور یہہ امر کچھ مقام
عجب نہین کیونکہ جب باتفاق کافۂ اہل سنت وقوع بسیاری امور عجیبہ ہائلہ
کا بعد واقعۂ شہادت کے محقق و ثابت ہے امر شفق مین کیا عجب ہی
سکلے المخصوص جو شخص شان محبوبیت حضرت امام حسین علیہ السلام
کو غور کریگا اور آپ کی شہادت سے کسقدر صدمہ قلب نبوی پر وارد
ہوگا اور وہ صدمۂ قلب نبوی موجب کس درجہ ثوران غضب الٰہی کا ہوگا
اوس شخص کو ہرگز واقع ہونے مین ان وقائع والہ آثار غضب اللہ
کے کچھ شک وشبہہ نہوگا چنانچہ ذیل لفقل روایت ظہور شفق
کے اور دال ہونے اوسکے اوپر ثوران غضب الٰہی کے ابن حجر

مکی نے صواعق محرقہ میں بہ غرض ازالۂ شبہ وتقویت مدعا قصۂ اسیرے
حضرت عباس وحال وحشی کو نقل کیا ہے عبارت ترجمہ صواعق کی یہ ہے
ازانجا قیاس کنید کہ روزے کہ عباس را رضی اللہ عنہ اسیر کردہ بردند
در جنگ بدر نالہ او منع خواب پیغامبر کرد پس چگونہ باشد حال آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بہ نالۂ حسین دیگر آنکہ وحشی کہ قاتل حمزہ بود رضی اللہ عنہما
چون مسلمان شد باآنکہ اسلام قطع ذنوب ایام کفر میکند پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم
ویرا گفت کہ مقابل من میا کہ دیدن قاتلان دوستان را دوست نمیدارم
پس چگونہ باشد دل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ بیند کسے را کہ ذبح حسین
رضی اللہ عنہ کردہ باشد وکسے را کہ امر بقتل وے کردہ باشد واہلبیت
اورا خوار کردہ باشد وباسیرے بردہ باشد نعوذ باللہ من ہذہ الافعال
انتہت عبارۃ ترجمۃ الصواعق ہذا آخر ما اردنا ایرادہ فے ہذہ الرسالۃ
والصلوۃ والسلام علے خیر البریۃ وخاتم النبوۃ والرسالۃ
وعلے آلہ واصحابہ محیے السنۃ ومؤسسی بنیان الدین والملۃ

فقط

الحمد للہ کہ رسالہ عجالہ در آخر ماہ رمضان المبارک
۱۳۰۰ھ باہتمام محمد تیغ بہادر
در مطبع انوار محمدی
طبع شد

صورۃ ما نمقہ استاذنا العلام الفاضل الھمام ماہر کل العلوم وہو بین العلماء کالنجوم فی الدیاجیر فقید المثیل عدیم النظیر حافظ القرآن والتفسیر حاج بیت رب القدیر مولانا الحافظ الحاج ابو الحسنات الشہیر بالمولوی محمد عبد الحی اللکنوی ادام اللہ ظلال فیوضہ بکرمہ الخطیر مقرظاً علی ہذہ الرسالۃ

یہہ رسالہ مسمے بہ تقریر معقول فی فضل الصحابۃ واہل بیت الرسول میری نظرسی گذرا مین نے اسکو مضامین نفیسہ ومطالب شریفہ سے مملو پایا اگرچہ اس بحث مین بہت سے رسائل تالیف ہوئی مگر جیسا اہتمام اسمین روایات صحیحہ اور اسرار بدیعہ کا کیا گیا ایسا کم کسی رسالے مین ہوگا حق جلشانہ مؤلف اس رسالہ کو جزاء خیر دی اور یوماً فیوماً اونکو ترقی دینی ودنیوی عنایت کری اور اس رسالے سے اپنی بندون کو منتفع بہ فرماوی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

نقل مہر

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

قطعۂ تاریخ طبع رسالۂ ہذا طبع زاد محب فی و المجد و السداد و مجمع علوم عقلیہ و نقلیہ جامع کمالات انسیہ فخر الاماثل و الاماجد مکرمی جناب مولوی عبد الماجد صاحب زید کرمہ

نسخۂ بی نظیرے مانند	طبع گشتہ بخوبی و ترتیب	جست ماجد چو سال تاریخش
سنہ	گفت ہاتف کہ عجیبہ غریب ۱۳۰۰ھ ہجری	سنہ

چو شد طبع این نسخۂ دلپذیر	پسندیدہ طبع معقول گشت
پئے سال تاریخ ماجد نوشت	بدلہائے مرغوب مقبول گشت

۱۳۰۰ھ

خاتمۃ الطبع رسالۂ مقبول یعنی تقریر المعقول

آج کیسا یہ نور چھایا ہے	کیوں زمین بن گئی ہے صفحۂ ماہ
خاک پر کیوں نزول رحمت ہے	اسطرف کیوں ہے عرشیوں کی نگاہ
سربلندی ہے اہل حق کو نصیب	اہل باطل کی کیوں ہے پست نگاہ
کیا سبب ہے تائب مسکین	کسلئے یہ تر و جا نگاہ
ایسے پھولے نہیں سماتے ہو	بیخبر یوں ہوئے عفاک اللہ
کیسے یہ جز تمہارے ہاتھ میں ہیں	متوجہ ہے کسطرف یہ نگاہ
سب یہ نور و ظہور اسیکا ہے	برکت سب اسیکی ہے واللہ

کیون نہو اسمین ذکر ہے جنکا — رکن دین مبین و شرع پناہ
یعنے اصحاب و آل پیغمبر — خاصۂ حضرت رسول اللہ
جنکے مداح ہین جناب رسول — جنکا وصاف ہے کلام اللہ
جنکی تعظیم عین ایمان ہے — جنکا منکر ہے وہ جہانمین تباہ
کیون نہ راضی ہو حق مصنف سے — کیون نہ مسرور ہون رسول اللہ
کیون فرشتے مصافحہ نکرین — فخر خلعت سے نبے قبول کلاہ

مولوی و حکیم قادر بخش — عالم عصر و فاضل ذیجاہ
جیسا سمجھے تھے ویساہی پایا — بلکہ اوس سے کہین سوا واللہ
کیا رسالہ لکھا عجیب و غریب — پڑگئے جسکی اوسپہ ایک نگاہ
بس وہ بے اختیار بول اوٹھا — آفرین مرحبا جزاک اللہ
حق پرستونکی خوب بن آئی — متعصب ہوئے ذلیل و تباہ
وصف کو چاہیے بیان دراز — حرف مطلب پہ کر سخن کوتاہ
ہوئے اس کار خیر کے بانی — ہمت راجۂ سلیمان جاہ
نام جنکا **عطا حسین** ہوا — سید پاک و سرور ذیجاہ
لطف پروردہ اوسکے علم و عمل — حامی اہل رائے و اہل اللہ
دست بستہ حضور مین حاضر — عیش و اقبال و ملک و دولت [illegible]
ہاتھہ داد و دہش مین ہین مصروف — نصرت دین پہ اونکے دلسے نگاہ
وہ رہین جبتلک زمانہ رہے — صاحب ملک و تیغ و تخت و کلاہ

باہتمام محمد تیغ بہادر در مطبع انوار محمدی لکھنؤ طبع شد